

سومنا کے بُت شکن



ایسے حبیب



Famous Urdu Novels

Free pdf Epub



ایڑن فنی نے مجھے خاردار تاروں کے پاس گھاس میں دھنکا دیکھ لیا قلم
خدا جانے اس نے مجھے رات کے اندھیرے میں کیسے دیکھ لیا قلم جب میں نے
اپنے پیچھے فنی بوٹوں کی دھمک سے کہ پلٹ کر دیکھا تو میرا جسم خوف سے سرودھ گیا
بھارتی فنی کا بھاری بوٹ والا پاؤں مجھے کچلنے کے لیے دھڑک پڑا جس نے ہی وہاں قلم میں
رہ کر ایک طرف ہو گیا۔ بھارتی فنی جلدی سے پیچھے ہٹ گیا اور جبکہ کر مجھے گھاس
میں لومہ لومہ دیکھنے لگا اس دور میں میں اس کے پیچھے ۲۰ پاؤں قلم اس کے سنب میں
آئے ہی میں اچھل کر اس پر چڑھ گیا اور اس کی گردن پر دس دیا۔ کوئی ذی روح
میرے زہر کا ایک سیکنڈ کے ہزاروں حصے سے زیادہ متحمل نہیں ہو سکتا قلم ایڑن فنی
دوہیں ایک طرف کو گر گیا۔ اس کے گرنے سے آواز پیدا ہوئی تھی۔ یہ آواز مجھ سے
چند قدم پیچھے پڑائیں میں بیٹھے کھنڈو خنڈو اور کھنڈو ہارون نے بھی ضرور سنی ہوئی تھی۔
وہ اپنی پوزیشنوں پر بیٹھے رہے۔ ان کی طرف سے کسی قسم کی کوئی حرکت نہ ہوئی تھی۔
یہ بات میرے علم میں تھی کہ میں کیمپ میں دو بھارتی ستی رات کی پہنچ ڈیوٹی پر
تھے میں نے اور کھنڈو خنڈو نے ان دونوں کو اندھیرے میں خاردار تاروں کے پاس
درختوں کی طرف ہلے دیکھ لیا قلم میں آگے دیکھ بھل اور رکھی کے لیے جانے کی



Famous Urdu Novels

Free pdf Library

بہلے وہیں گھاس میں بیٹھا رہتا تھے دوسرے بھارتی سنڑی کا لشکر قتل سے اس طرف سے ضرور آتا تھا۔ یہ دونوں راست کی پہول دیوتی پر تھے۔
اسے میں پیچھے درختوں کی طرف سے جہاں اب میرا قہاس کی کولہ آئی۔
"کھارام آجمل ہے بے رحم۔"

درختوں کے اندر سے میں سے دوسرا بھارتی سنڑی نکل کر اس طرف گیا جہاں اس کے ساتھی کی لاش پائی تھی۔ میں اسے لکھ سوچ نہیں رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھی کی لاش دیکھ کر کیسے کہنے کے گوارہ کا آواز دے سکے اس کا مطلب معلوم نہیں کی چھٹی ہی نہیں تھا کہ ہم میں سے ایک بھی زندہ نہ رہ سکا تھا۔ دوسرا سنڑی در آگے نکلتا تھا اس کے ہاتھوں بلب بلب ہوا، وہی لاش تھم نہیں پہنچا تھا کہ میں نے دیکھا کہ وہ ایک دم چمک گیا۔ اسے اپنے ساتھی کی لاش اندر صرب میں غمر آگئی تھی۔ لکھ سے وہ میرے لیے بڑا مشکل ہو گئی تھی کیا تھا اور اس کی گروں گھے ملک نظر اپنے آگے تھم میں سنڑی سے آجمل کر اس کی کہانی میں چلا اور فوراً گھبراہٹ میں اس کو زور اس کی طرف دے کر کہ میں داخل کر دیتا۔

اس کا نتیجہ اسی تھا کہ وہ لاشا جیسے تھا۔ وہ اپنے آواز بھلے وہیں گر پڑا۔ میں سنڑی سے رینگتا ہوا پیچھے کھڑا سنڑی کی پوزیشن پر تھم کھڑا تھا اور کھڑا ہوا۔ صرب کے قتل کیلئے میں نے بھی سیدھی گئی تھی۔ اسے میں نے وہ بھی لاشی تراز میں کھڑا تھا کہ سارا ہمارا ہاتھ ایک ہو گا۔

"آگے جوت کریم دلو آگے جوت" معلوم کہ سنڑی لیڈو کا ہرج سہل نہیں ہے۔
کہ۔"

میں وہیں سے واپس ہو گیا۔ میں جتنی تیز رینگ سکا تھا رینگتا ہوا دونوں بھارتی فوجوں کی فائنل کے درمیان سے گزرتا ہوا کیپ کی خداداد کمروں کے ساتھ ساتھ پہلے لکھ آگے گھے خداداد کمروں اور دار کی اندر کی چٹ فوجی دیکھیں دیکھتی ہیں۔ یہ وہ بھولی دیکھیں جسے ان کے باہر بلب لاش تھے اور ایک ایک فوجی گھڑ پیرے

پر موجود تھا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ کھارام سنڑی فوجی فائنل سے تیز لیڈو واپس اس بھارتی فوجی کیپ سے نکل کر اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ یہ بھارتی فوجی کیپ اپنے ہولناک مظالم کی وجہ سے بڑا بدنام ہرج سہل تھا جہاں موجودہ جہاں سنڑی سے سنڑی فوجی سے بہت کھڑوں کھڑوں اور لیڈوں کو گرفتار کر کے انہیں گھیش کے لیے لایا جاتا تھا اور انہی انہی ویشو اور غیر انسانی فائنل میں جاتی تھیں کہ کوئی بھی سنڑی بھارتی سے لکھ واپس نہیں جاسکا تھا۔ یہ ہولناک ہرج سہل شیع ہو گیا تھا کہ ایک کھلی جنگ میں انہیں انہی نے ظاہر ہوا تھا جہاں وہ اس کی وہ کھلی فائنل تھیں۔ ایک کیپ کے ہرج سہل میں اسے سنڑی فوجی سے پڑھوں کو لایا جاتا تھا جن کے ساتھ میں سنڑی فوجی کی فائنل کو جتن ہو گا تھا کہ ان سے بے رحم ملے۔ سارا ہمارا ہاتھ ایک ہو گا۔

چنانچہ سنڑی فائنل سے بہت کھڑا تھا۔ میں واپس کو بھی اس لیے پہلی لایا گیا تھا۔ سنڑی لیڈو کا ہرج سہل سے لکھ واپس پڑا۔ لیکن قتل ہوا تھا۔ میں اسے میں سے لکھ اور وہ نے تو اس بھارتی ہرج سہل کو چھوڑا تھا۔ جیتے درختوں میں معلوم تھے کہ انہی ایک طرف اور دوسرا طرف لایا تھا۔ میں انہی کے ساتھ پوزیشنوں میں تھمے ان کے درمیان کھڑا تھا اور کھڑا ہوا۔ ان میں کوئی کے ساتھ الٹ تھم میں یہ معلوم کرنے آگے یا نہ تھا کہ سنڑی لیڈو کہ جس ہرج سہل میں رکھا گیا ہے وہ لکھ ہے۔ اس کی پوزیشن کیا ہے اور وہاں کس طرف سے کھڑا آئیگا لیا جاسکتا ہے۔ میں اس لیے بھگایا تھا کہ میں سہل کے روپ میں قتل اگر لاشی تھا میں وہ آتا تھا۔ میری جگہ کھڑا تھا۔ خود دیکھی پر آگے گھے دیکھ میں کی دیوتی پر پیچھے ہوئے یہ معلوم بھی مل گیا تھا کہ میں کسی بھی وقت سہل سے لاشی شکل میں واپس آ سکتا تھا جیسا کہ آپ کھلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔ سہل سے گھے انہی میں دن کیسے بہلنے کے بعد ایک عجیب و غریب سہل نے کھارام میری سہل کے روپ میں اپنے کی دست میں حیرت انگیز لاش ہوتا تھا۔ پہلے لایا ہوا تھا کہ وہ سہل سے تیسرے

روز مجھے بھلا سا گناہ قمار میں مبتلا کی شکل میں ہوا تھا تو اپنی انسانی شکل میں اور
 اگر انسان کے روپ میں ہوتا تو سب کے روپ میں تبدیل ہو جاتا تھا یہ ایک بہت بڑا
 عذاب تھا جس میں میں جھکا تھا میری ہڈی میلے بھی تخت پر چٹان تھی جو بھول میں
 کلکڑو غلام کی کنک کے گھر میری دہائی کا انتظار کر رہی تھی اور میرے لیے دعا میں
 باجک وہی تھی۔ میں تب کو ہاتھ پٹا ہوں کہ مجھ پر یہ عذاب ایک عیسے کے عظیم کی
 وجہ سے ملا۔ ہاں! خداوند پاکہ خیر میں تھی کہ مجھے اس عذاب سے کب اور کیسے بچت
 تھی ہے۔ اس مشن کے بعد میرا یہ گرام چلتے جا کر ان تکی پائی دھول کو ٹھکانے لگا تھا
 جنوں نے ساتھ مشرق پاکستان کے وقت سے کلکڑو خیر بھلا مسلمانوں کو لایا تھا۔ اس سے
 کہ گئی تھی قماروں کی جوڑیوں کو خود کر کے ملنے لگی تھی نے جا کر قمار سے لڑا تھا
 ان میں میری ہڈی میلے بھی تھیں۔ کھیل کود میں نے یہ کہہ کر لیا تھا جن کو دوسری
 بد نصیب بچ بھلا اور دھول کو لڑائی کی قمار سے بچا رہا ابھی باقی تھا کہ ان کو برآمد کر
 کے انہیں اپنے ساتھ پاکستان لے آیا جیلوے مشن اور آخری ایک مشن تھا لیکن ابھی
 ہمارے سامنے سولہ ایک ہی مشن تھا کہ شہری لیڈر تمام سکین دھائی / انڈین آری
 کے خارج سبیل سے رہاں لگا کر دھائی گھر پہنچا جاتا ہے اس مشن پر ہم لوگ اپنی اپنی
 جان بچائی پر ہاتھ کر رہے تھے کہ اس کے محل کے آری گھر میں مل جاتے تھے۔

خداوند پاکہ دل چاہے چھ فٹ اونچی دیوار کی دو طرفی جانب آئے سامنے والی
 دھولوں پر ان کے ہاتھ وہ فدا کی فقی گھبراہٹ کی پر گزرتے تھے۔ یہ لوگ کے باہر بلب
 روشن تھے۔ ایک جانب گھسنے میں وہ فقی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ مجھے یہ معلوم کرتا تھا کہ
 ان دھولوں پر لوگوں میں ہرج مہرج سب مل گئی ہے۔ رات گزر جا رہی تھی۔ اس دن لگنے سے
 پہلے پہلے اپنا مشن مکمل کر کے شہری لیڈر کو ساتھ لے کر میں سے بھولوں کی طرف
 نقل جاتا تھا۔ یہ فقی سترہ پھول لڑائی پر ہوتے ہیں انہیں کوئی بھی کھانا پانی بھی
 پاک نہیں کرتی کیونکہ انہیں ایک سترہ وقت کے بعد اپنی پوسٹ پر دھائی رپورٹ
 کرنی ہوتی ہے اور ان کی جگہ دوسری پھول پڑتی ہے فقی منہاجی ہوتی ہے۔ میں نے

دھولوں مشن سترہوں کو پاک کر دیا تھا۔ میں نے اسٹیج مجبوری کی حالت میں لیا کیا
 تھا اس انڈین پھول پڑتی کو لڑا سے لڑا کرتے تھے بعد اپنی پوسٹ پر جا کر
 رپورٹ کرتی تھی۔ ہمارے پاس صرف آدھا کھانا ہی تھا اس عرصے میں میں ہارچ
 سبیل کا بھی کھانا لگا تھا اور وہیں سے شہری لیڈر کو بھی لگا تھا۔ اس حقیقت کا
 احساں میرے علاوہ کھانا وغیرہ کھانا ہارون کا بھی تھا۔

میں وقت ملنے کے لیے پادریوں میں نہیں تھا میں نے دل میں خدا کو یاد کیا اور
 دیکھا ہر خداوند پاکہ میں سے دوسری طرف لگ گیا اور وہ فقی ہر گز میرے سامنے
 تھی اس کی جتنی دیوار کی طرف پہنچے تھے میں نے اس عرصے میں دیوار کو اپنا ٹھکانہ
 دیکھا۔ سب کے روپ میں وہ بلی کی وجہ سے مجھے اس عرصے میں بھی دیکھ سکا تھا۔
 وہ اس کی جگہ کوئی کڑی نہیں تھی۔ میں اس کے آری ہر گز کی بھت کے قریب
 تھوڑے تھوڑے فاصلے پر وہ دھولوں کے پاس تھا۔ اس سے ظاہر ہوا تھا کہ اس
 ہر گز میں اس کہتا ہے۔ میں دیوار پر دیکھا ہوا ایک دوشیوں کے پاس آگیا
 دوشیوں پر اس عرصے پہنچا ہوا تھا کہ وہی سب دیکھ دھولوں میں تھا۔ دوشیوں کے پاس
 کی سلاخیں گئی تھیں اور یہ دوشیوں کا ہمارا تھا کہ کسی قادی کے اس میں سے
 گزرتے گا سبیل ہی پیرا میں ہوا تھا میں نے گراں سلاخوں میں اس کو دھرا دیکھا
 کہ میں گھبرا ہوا تھا میں نے اس عرصے میں دیکھا کہ پھول کی طرف تھی۔
 دیوار کے ساتھ ساتھ ہار پڑتی ہار پڑتی تھی جہاں جہاں فقی پھر دھائی لگاتے ہا
 رہے تھے وہیں ان کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا میں دیوار پر دیکھا ہوا دوسرے دوشیوں
 دن کے پاس آگیا۔ میں بھی دوشیوں میں مٹی سلاخیں تھی نہیں اور اس عرصے تھا
 میں نے گراں سلاخوں میں سے نکال کر دیکھا۔ میں بھی چار پائوں پر انڈین فقی ہا
 رہے تھے میں دیوار سے نیچے آ کر اب مجھے سامنے والی دھولوں کی طرف جاتا تھا۔
 میں اس عرصے میں سے دیکھا ہوا دوسری دھولوں کی جتنی دیوار کے پاس آگیا اس
 دیوار کے لڑ بھی وہ دوشیوں تھے پہلے دوشیوں کے پاس جا کر دوسری طرف

بھارتی بھرتے کہہ

"تھم میں! اگر آپ بھی تم اپنے ساتھیوں کے غلام بنو تو ہم تمہیں چھوڑ
دیں گے۔"

کشمیری لڑکے کہہ

"نہی نہیں تمہیں گد۔"

بھرتے فضیلی آواز میں کہہ

"آجک بار پھر تمہیں موقع دیا جائے گا سوچ لو۔"

کشمیری لڑکے کہہ

میرزا تم دونوں کو چاہیے تمہیں سترے کشمیر پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے۔ بار
دہر تمہارا یوم حسب آن آج ہے۔"

انہیں بھر سٹوں سے لٹا کر اس سلسلے کے لئے جاتے تھے کشمیری لڑکے، سترے کشمیر
شہر کو روئے انسان آخر انسانی انسان ہے کشمیری لڑکے اپنے اہلکار پر قائم تھا لیکن وادی کی
شدت سے لوہا تھک چکا تھا کہ ان وقت میرزا کی پہلا کراٹے سے کہہ کر اس
بھارتی فوجی دہلے کو سٹ کے گھنٹہ اندر دھرا لیکن وہاں پاؤں اور بھی فوجی تھے۔
میرزا دہلے کے فاضلین سے بھرتے کے بارے میں کہتے تھے کہ ان فاضلین سے کشمیری لڑکے کا
خوار بھی قہر ہے میں چاہتا تھا کہ مجھے یہ بھی خیال تھا کہ تیرہ لاکھ گروہی سے وہاں ہے
اور ہڈوں زخمی کے سترے دھن اپنی پست پر نہ پہنچے تو دوسری پارٹی سترے دھن کی
خاک میں لگے گی اور ہار محض ہے کہ اس سلسلے کے فوجی حراست میں لے
لیں۔ انہیں یقین ہو جاتے تھے کہ وہاں کشمیری کھانڈ بھی ہے ہیں۔ اس لحاظ سے مجھے
میل سے جلدی دھن اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر انہیں ہماری صورت حال سے باخبر
کرنا تھا کشمیری لڑکے کو اس قدر ہار چاہی تھا کہ وہ بے ہوش ہو گیا لیکن میرزا نے حکم
دیا۔

سب سے بھرتے سے اندر کر کوٹے میں ڈال دو۔ صبح وہاں پہنچا لیکن وہی۔

یہ باہر نکل پنا قلعہ ہرک کی حق پہنچی رہتے ہی تھی۔ دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں تیرے
دھنک ۱۱ ہرک کی بھرتے پر آگیا۔ بھرتے کی دوسری طرف جا کر چڑھنے پر سے نیچے
جھانک کر دیکھا وہ فوجیوں نے کشمیری لڑکے کو باہر نہیں دے سکے ایک سترے دھن
سترے دھن کا اہلکار دوسری ہرک کی طرف چل پڑا۔ بھرتے فوجی بھی اپنے اہلکار کے ساتھ
اسی طرف چل پڑا۔ مجھے یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ لوگ کشمیری لڑکے کو کہیں لے جا
رہے ہیں۔ میں کوٹے کی طرف بھرتے سے نیچے اتر آیا اور دروازہ بند کر دیا۔ میرزا
میں اس طرف پہنچے گا کہ وہ فوجی کشمیری لڑکے کو لے کر آئے تھے۔ وہ اسے سامنے والی
ہرک میں لے گئے۔ میں ان کے پیچھے ہرک میں نہیں جاسکتا تھا کہ وہاں دوسری
تھی اور میں پھر آسکتا تھا۔ میں نے بھی بھرتے سے علم لیا اور دھن پر سے وہ ہرک
کے دو دھن میں آگیا۔ اندر مائل کر دیکھا اس درون فوجی ہرک میں آگئے تھے۔
سترے دھن پر مائل کر دیا۔ فوجیوں نے کشمیری لڑکے کو لے کر اہلکار اس ہرک کے اندر
ایک اور چھوٹا دروازہ تھا۔ وہ اسے چاہتے تھے اس دروازے میں سے دوسری طرف
لے گئے۔ وہ سترے دھن کوئی ترے لے کر آگئے تھے کہ وہ بیڑ میں اتر کر گئے تھے۔ بھارتی
میرزا بھی دوسرے فوجیوں کے ساتھ ترے لے کر آگئے۔ ترے قلعہ کا دروازہ بند ہو گیا
مجھے ہی دروازہ بند ہوا میں دھن کے اندر جا گیا اور دھن پر سے نیچے اتر کر
قلعہ کے دروازے کے پاس آگیا۔ دروازہ چوری طرح بند نہیں تھا۔ فوجی بھارتی
کے باہر تھے۔

اندو کوئی گھڑا نہیں تھی۔ میں دروازے کے درمیان سے نکل کر بیڑ میں اترنے
لگا۔ بیڑ میں میں ترے قلعہ کی بلی بلی دھن آ رہی تھی۔ پاؤں چو بیڑ میں تھیں۔
میں آخری بیڑ میں ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔ ترے قلعہ ایک حالت کی طرح
تھا۔ دروازے بلب روشن تھا۔ کشمیری لڑکے کو اسی کی فیض اندر کر بھرتے کے ساتھ
نکلنا جا رہا تھا۔ بھارتی بھر سٹوں، بیڑا تھا۔ کشمیری لڑکے کو لے کر ایک فوجی سترے
اس کی گردن میں پکڑا ڈال کر موٹے لگا۔

دشمن کے کھڑے ہو سکتا ہوں۔"

کنلاؤ غلام نے پوچھا۔

ہاکرم دواؤ تم کتنا کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا۔

"میں کتنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر ایسی صورت ملے پیدا ہوگی تو میں خصوصاً ہاتھ کی توازن نکل کر آپ کو سٹیل دے دوں گا۔ یہ سٹیل سننے کے بعد آپ اپنی پوزیشن چھوڑ کر فوراً اپنے اسی ہاتھ آؤٹ میں دلیں آ جائیں گے۔ کیونکہ میں اگر پکڑا بھی گیا تو ہر ممکن طریقے سے فرار ہونے کی کوشش کروں گا اور اسی ہاتھ آؤٹ میں آ جاؤں گا۔"

کنلاؤ پارہوں نے کہا۔

ہم کب تک تمہارا انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ تم ٹیپ سے فرار ہونے میں تھکیل پڑے ہو گے۔"

میں نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انسانی عقل میں کچھت چاہنے کے لئے وہ کچھت لاؤں۔ سے زیادہ چھ سات گھنٹوں کے بعد مجھ پر دوبارہ دواؤ پڑ جائے اور میں انسان سے دلیں سٹاپ کے روپ میں آ جاؤں۔ اس معاملے میں مجھ پر اپنی قیادت سے اور اپنی آسٹلی سے آپ کے پاس کچھ جتنوں کا اور ہم تیسرے ایک کا پورا گرام چار کر سکیں گے۔ کیونکہ کٹھیری لیڈ کو ہمیں ہر حالت میں پہلے سے نکل کر ساتھ لے جانا ہے خواہ ہمیں پورے انڈین ٹیپ سے ہی کیوں نہ مقابلہ کرنا پڑ جائے۔"

کنلاؤ غلام نے کہا۔

"تم ٹیک کیے ہو کرم دواؤ ہم ایسا ہی کریں گے۔ اگر ہمیں تمہارا اندر چنی سٹیل مل گیا تو ہم اس وقت اپنی پوزیشن چھوڑ کر پہلے ہاتھ آؤٹ میں آ کر چھپ جائیں گے۔"

کنلاؤ پارہوں نے کہا۔



دو گھنٹے بعد چلاؤ کہ جان لو ہمارے کہ آؤٹ وہ اپنے ساتھ ایک قبیلے میں عین گھنٹوں اور فائنٹ مشین گنوں کا میگزین اور ہینڈ گریڈ بھی لایا تھا۔ ہم سب نے مل کر عین گھنٹے اور رات کے کنلاؤ ایک کا خصوصاً چار کر دیا۔

کنلاؤ غلام نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

"کنلاؤ کرم دواؤ نکل رات کی طرح آج رات بھی تم دیکھ لیں گے کہ تمہاری رپورٹ کی روشنی میں شب طوں مارنے کا طریقہ کار لے لیا جائے گا۔"

میں نے غلام سے کہا۔

"کنلاؤ ایسی تک تو آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ میں سٹاپ کی عقل میں ہی ہوں اور اس عقل میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی آسٹلی سے ہارٹ کی سراج دستی کرتے نکل جاتوں گا لیکن اگر خدا نہ کرے ایسا ہو گیا کہ ہارٹ پر پہنچ کر اچانک مجھے ہٹا لگا اور میں نے سٹاپ سے انسان کی عقل اختیار کر لی تو صورت حال عین بھی ہو سکتی ہے اور میں پکڑا بھی جا سکتا ہوں کیونکہ سٹاپ کی عقل سے جب میں نے اپنی آسٹلی عقل اختیار کی تو میرے پاس کوئی اصل نہیں ہو گا کوئی اختیار نہیں ہو گا میں اپنی آسٹلی سے

تین دنوں تک قتلہاں اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ ہم پوری طرح تیار ہو کر اسلحہ سمیت پہلے آئے ہوئے ہیں۔ ہم حسین لیاقت سے لڑنا دیکھیں گے اگر اس دوران قتلہاں آئے تو ہم اپنے طور پر کھڑے لکھن کے کٹھنری لڑنا کو پہل سے لٹالے جائیں گے۔ اس کیپ میں چانس سے لڑنا لڑیں فوجی نہیں ہوں گے۔ اگر ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑا تو ہم سب تربیت یافتہ کھڑے ہیں۔ عدالت پاس اسلحہ بھی لائی ہے اور لڑیں فوج کو پہل کسی طرف سے تک بھی اتنی جلدی نہیں کیج سکتے ہم انہیں ڈنم کر سکتے ہیں۔"

کھڑے ہارون نے لفظات فوجی کی قہقہہ لہرائی اسے اسلحہ ہونے کا طور اور جیسے میں کیپ کر رہا کیپ کے پاس کھڑے لڑیں کو ختم کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ سارے کھڑے تھے اور اسلحہ سے لڑیں آری کے ایک مسلح مسلح کھڑے سے لڑنا تربیت حاصل کی پہلی فوج میں سے تھے۔

"کیپ ہے اگر ہمیں وہیں پہنچنا پڑا تو آپ لوگوں کو برا سہل میں کیا تو آپ سہلہ ایک دن میرا انتظار کریں۔ اس کے بعد اپنے طور پر جاننا کہ کھڑے اٹھ کر دہرہ لوگوں کی پوزیشن میں سے کیپ لوگوں کو کھانا دینا ہے۔ کیپ میں صرف وہ دیکھیں ہی رہے۔ اگر جنگی حالت میں کیپ کھڑے نے پیچھے ہٹنے کے لیے ڈانٹیں بھی دیا تو تک اتنی جلدی میں جنگ میں نہیں پیچھے گئے۔ اتنی دیر میں ہم لوگ اپنی جگہ پر عمل کر کے پہل سے فرار ہو سکیں گے۔"

مددات اسی حسب جلدی میں گزریں

رات ہوئی تو ہم نے اپنے وطن کی چاروں شوارع کو دیکھا۔ جب رات بقی گری ہوئی تو ہم لوگ چھ کھٹ سے اٹھ کر اپنے ہارون کی طرف پہلے ہم اسی طرح گھر کر پہل رہے تھے۔ رات ہمیں معلوم تھا کہ میں اور جیسے میں لوگوں کے فرائض اہم دیتے ہوئے ان کی رہائی کر رہا تھا کہ میں کیپ کے دھپ میں قتلہاں اور جیسے میں بھی دیکھ سکتا تھا کہ میں اور جیسے میں پہل دیکھ سکتا ہے۔

ایک لڑیہ کھٹے کے بعد ہم لڑیں فوجی کیپ کے قہقہہ پیچھے کھڑے کھڑے پہلے ساتھیوں کو کیپ کے داخلہ کیپ کی جانب دھڑوں طرف ہارون ملنے نہیں دے کر پوزیشن سمجھنے کا آواز دے رہا۔ وہ لوگ اور جیسے میں قہقہہ کھڑے کھڑے ہارون اور کھڑے دیکھنے کے لیے بھاڑوں میں ہی وہاں پوزیشن سے گزرتے تھے میں کھڑے کھڑے کیپ کے ہار کے ساتھ بھاڑا ہوا تھا۔

اس نے مجھ سے کہا۔

"کرم دلو آپ قتلہاں شوارع آج ہم اسی جگہ قتلہاں اٹھانے کریں گے۔ معلوم کر کے کہ اگر کٹھنری لڑنا کیپ کے تر قہقہہ میں ہی ہے اسے وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔"

میں نے کھڑا۔

میں چھوٹے لڑا کر اس کی کیپ کے ہار سے اڑا اور اور جیسے میں کیپ کی قتلہاں داخلہ وہاں رہا اور کی طرف پہل پہل میں ہی والے راستہ پر ہی پہل رہا تھا۔ قتلہاں والہ کے پاس اگر کسی رات کھڑے میں نے وہ کھڑے دیکھیں پہل میں نے وہ فوجیوں کو ہار کیا تھا وہاں لڑیں نہیں تھیں۔ کیپ میں کھٹے کوئی غیر معمولی فوجی مرکزی ہی تھیں۔ اس سے کھڑے لڑا کر وہاں فوجیوں کے ہار میں وہ لوگوں نے پہل کھڑے کہ انہیں کسی کیپ نے اس دھڑے پہل سے ہار لڑیں فوجیوں کی گلی ماری لڑیں سے ہی ظاہر ہوئی ہوگی۔

میں مطمئن ہو کر کھڑے والہ کے کھٹے سے گزریں میں نے لوگوں کے قہقہہ پیچھے کر دیکھا کہ وہاں لوگوں کے ہار ایک ایک کھڑے سمجھا تھا حالات پہلے ہار مل تھے۔ اگر کوئی لڑیں ہی وہاں ہار ملتی تو پہل کیپ کے انکشافات پہل ختم کر دیتے تھے۔ ہار پہل میں پہل ہار کر چھوڑا کہ دوسری ہار کی طرف پہلے لڑا کہ کھڑے تر کھڑے دوسری ہار کے کھٹے میں ہی تھا کہ اسی ہار کے تر قہقہہ میں پہل تھا اور معلوم کرنا تھا کہ کیا کٹھنری لڑا رہی تھیں اس تر قہقہہ میں ہی پہل میں ہی

ہماری صوبہ دار سے کہہ

"میرا میں نے قصور ہوں۔ مجھے کچھ نہ کہیں۔"

یہ مقدمہ میں نے بیچ کی آواز کے ساتھ ہی کہہ دیا تھا تاکہ میری بیچ کی آواز اسے کوئی شک نہ پڑے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو قہدار کرنے کے لیے شکل دیا ہے۔ حقیقت میں میں نے اپنے ساتھیوں کو شکل ہی دیا تھا کہ میں پھنس گیا ہوں تم اپنی اپنی پادشہیں چھوڑ کر رہاؤں اور چلاؤ۔

صوبہ دار نے مجھے تھرا دیا کہ کھلی دلی اور کھل

"ابھی ملام پوچھا ہے کہ تم کون ہے۔ سب نے چلو اسے گھر۔"

مجھے "میری" کہہ کر بھی دیکھ دیا۔ یہی شکل ہی تھی کہ پانچا تھیلوں کے پاس گرا میں پڑی ہو رہے تھے۔ "وہ تین کوئی اور تھے۔"

"ایسا ہوا ہے سر۔" ایک ہمراہی فوجی نے جہاں

صوبہ دار سے کہہ

"میرے اصرار میں نے کچھ ایک اور گلازہ پکڑا ہے۔ یہ اپنے گلازہ ساتھی کو فرار کرانے آیا تھا۔"

"وہ تین فوجی وہیں مجھے دو دو گوب کرنے لگے۔ صوبہ دار چارپائی پر بیٹھ گیا۔ اس نے کہہ

"ایسا تم بتاؤ تم نے۔"

میں نے کہہ

"میرا میں صوبہ دار"

اس نے ایک فوجی کو حکم دیا کہ میری چٹان کھول کر دیکھا جائے۔ یہ ایک ایسا ثبوت تھا جس کی میں تردید کر ہی نہیں سکتا تھا۔ انہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ میں مسلمان ہوں۔ اس کے فوراً ہو میرے ہاتھ پیچھے باندھ دیے گئے۔ میں تو بالکل ہیست میں پھنس گیا تھا لیکن مجھے اس بات کا یقین تھا کہ میرے شکل کے سننے

ہماری صوبہ دار نے میرے قریب آکر مجھے غور سے دیکھا۔

"تم کو ہم نے پہلے دوسری فوج دیکھا ہے۔ پلو تم کون ہے؟"

پھر اس نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا۔

"اس کو چھوڑ کر لے چلو۔"

اس دوران ترخانے سے دیکھ کر فوجی نے تھرا دیا کہ ایک فوج ہے۔ وہ

فوجی میری طرف حیران ہو کر دیکھنے لگے۔

"میرا یہ ساتھی کون ہے سر؟"

صوبہ دار نے کہہ

"کوئی دشمن کا پاس ہی لگا ہے۔ یہی معلوم پڑا ہے کہ اس کو کس نے بھیجا تھا۔ یہ خود کشی کرنی گلازہ کا لالہ لے آیا ہے۔ سب نے چلو اسے۔"

ہماری فوجی مجھے گھسیٹے ہوئے درگ سے باہر لے آئے۔ میرے ساتھ بہت سی شہزادی ہو گئی تھیں۔ ہمارے ساتھ ہی گلازہ لے کر اپنی شہینا گھبراہٹ میں گریں۔

صوبہ دار نے دونوں گلازہ ساتھیوں کو کھلی دلی سے کہہ

"تم کو کس نے بلایا ہے؟ وہ دشمن کا پاس ہی لگا ہے۔ وہی کو لالہ لے کر آیا اور جس میں معلوم ہی نہیں پڑا۔ ہم یہ کہہ گلازہ کو تھرا دیا۔ وہ پورے کہہ گئے۔"

فوجی مجھے گھسیٹے ہوئے "میری" درگ کی طرف لے جا رہے تھے۔ یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ شہزادی ترخانے میں ہی ہے۔ کراہ اس رات لاٹھی کا تھوڑا سا

قد میں اپنے ساتھیوں کو چاکر یہ معلوم فرائض میں کر سکتا تھا۔ میری گرفتاری کے بعد یہ امر نے شہزادہ فاکر کیس کے گرد فوجی چنگ شکنگ شروع کر دیں۔ کہ اس طرح

میرے ساتھیوں کے پکڑے جانے کا غلوہ تھا۔ چنانچہ ہماری صوبہ دار نے آواز بھی دے دیا کہ یہ جنگ کی غلطی نہ دشمن کے آوی خود کسی جگہ چھپے ہوئے ہوں

کہ یہ ایک میں آیا ہوگا۔

یہ سننے ہی میں نے اپنے وطن سے بچ کے آواز میں ایک آواز لگتی اور ساتھ ہی

بول نکلتی تھیں نے اپنا خرو اور لہجہ میں سے کراچے ہوئے کلمہ
 "میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ میں تو غریب چار ہوں۔۔۔۔۔"
 "پہلے دیکھیں گے۔"

بھارتی کپٹن نے غم دیا صوبہ سرحد کے کڑے فوجی نے فوراً "میرا جڑا پکڑ کر کھول
 دیو۔ دوسرے فوجی نے فوراً زلیخہ میرٹ سے جس میں اہل کردوسری قطار میں ایک واٹھ
 کو قلعے میں پکڑا اور زبردست جھگڑا سے کہ میری دوسری واٹھ کو نکل دیا تو وہ۔۔
 میرٹہ مٹی سے ڈکرائے کی آواز آئی۔ یہ آواز میں تو جیسے تپ کی بجائے آگ کی آگ
 گھنٹہ گھنٹہ کر آتے پھر آ رہی۔ دور کا دورا شروع جھگڑا سے جوش سے نہ ہو سکا اور
 جھجھکی جھجھکی ہوئے گی۔ اس فوجی کے ہاتھ بے قندہ ہوا کہ دروز کی لہروں کی شدت کم
 ہوئے گی۔ میں نے بھارتی کپٹن کی کراچی آواز سنی۔

"اس کو بے ہوش مت کرنا۔۔۔۔۔"
 اس کے بعد مجھے جگہ جگہ نہ آئی۔

جب کوئی آواز نہ ملتا تھا تو ہوا قند میں لپٹی بڑھتی چلا قند تیار ہوا وہاں سے
 پھر کا ہو گیا قند سے سے طوفان لعل لعل کہ طوفان ہوا قند میرے دونوں گل
 ہوئے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ میں نے جلد سے جلد اور دیکھ کر دیکھ کر میری
 دونوں طرف کی آواز میں فکری نہیں تھیں آرمی سے لپڑا لوٹ چکی تھیں اور اچھی
 دور درستی تھیں کہ وہاں دیکھ نہیں لگتی جاتی تھی۔ کو فوجی مٹی جی میرٹہ ہاتھ پائی
 شریک، اسی طرح بندھے ہوئے تھے۔ ایک فوجی اور ایک اس نے دھلی سے میرا
 صاف کر کے دھلی کا دھلی۔ ہر میرٹہ مٹی میں مٹی اہل کر گئے کچھ پہلے۔ جب مٹی باہر
 اٹھی تو مجھے حیرت کہ گانا کہ محسوس ہوا شلیک۔ گی مڑی مڑیوں کا سوپ قند بہ لوگ جھ
 سے راز معلوم کرنے سے پہلے مجھے انہی دیکھنا چاہتے تھے۔ ادھر کو بھی مجھے وہی سوپ
 مٹی کے دوسرے پہاڑ تھیں میرٹہ ہاتھ پائی کو کھلے تھے۔ میں اٹھ کر چند تھیں میرا سر
 کھوم رہا قند شریک سے اتر کر لگے گا تو یہ وہ کھڑی محسوس ہوئی۔ شریک پر جا کر

ایک تھیں سارا دن گزر گیا۔ شام کو بھی کوئی نہ آیا۔ کو فوجی کا دھواں بند قند میں سے
 اٹھ کر آتے لڑا سا باہر کو دھلیکا۔ مگر دھواں باہر سے بند قند یہ لوگ اٹھ اٹھ نہیں
 تھے کہ دھواں نکلا چھوڑ دیتے۔ رات کو بھی کوئی نہ آیا۔ دوسرا دن بھی گزر گیا فوجی
 کچھ بڑا کر گئے دھلی کا ہاتھ اور سوپ چلا جاتا قند دوسرے دن رات کو دھواں بھی کم
 ہو گیا سوچ میں بھی تو فوجی اتر گئی تھی۔ تیسرے دن مجھے لگتی تھوڑے محسوس ہو رہا تھا لیکن
 اسی روز دھواں آگشت نکال ہو گئی۔ وہی بھارتی کپٹن ہر گھوڑا ہوا۔

اس وقت اس کے ساتھ ایک اور فوجی تھا جس کے ہاتھ میں قند تھا۔ قند اس
 نے میرے شریک کے پاس رکھ دیا۔ بھارتی کپٹن میرے قریب آکر بولا۔
 "میں آتم کو کچھ محل آتا ہے۔ یہاں موت ہے اگر آپ نے ساتھی تھیں اس کا قند
 تیار تو تھوڑی دیر ہی چلتی ہے۔"
 میں نے اپنی طرف سے بڑی قند سے اسے کھانے کی کو شلی کرتے ہوئے
 کہا۔

"میرٹہ (مٹی) میں موت نہیں کہ پہلے آپ مجھے ہاتھ دیکھ لیتے ہیں۔ اگر میرا
 کوئی شریک ساتھی ہوتا تو میں آپ کو ضرور دیکھ کر میں تھری نہیں اور۔۔۔ میں شریک
 کھور کا قریب سلطان ہوں۔ پہلے کے ساتھی میں کھانا کھانے کھانے نہ چاہتا چاہتا
 کرتی شروع کر۔۔۔ ایک چار سے تیار کہ اس فوجی کیسے میں ایک ملازم کو دھلی سے
 بھرا ہوا ہے۔" اس نے اس کے ہاتھ میں دھلی آگیت۔

بھارتی کپٹن میرا دیکھ کر حیرت کر رہا تھا۔ ہر اس کا چہرہ مجھ سے اور زیادہ
 ہو گیا اس نے قند والے فوجی کو اشارہ کیا اور خود پیچھے ہٹ کر میری پہنچ گیا قند
 والے فوجی نے سب سے پہلے میرٹہ ہاتھ پائی اور شریک، بندھ دیا۔ ہر اپنے قند میں
 سے مٹی کے تھیلے لگائے۔ میرٹہ لٹھوں اور کھانوں کے ساتھ ہمارے گلاب
 ہاتھ۔ سب تھیں ایک نام کے ساتھ تو فوجی اور اس کا سوچا ہاتھ میں سے کر دھواں
 والے مٹی کے پگ کے کے ساتھ لگا کر بھارتی کپٹن کی طرف دیکھا جیسے غم کا شہر ہو۔

میں اس وقت ایک بھارتی فنی ٹیم کے مک میں ٹیبلہ چاہنے یا گل سڑی سڑی کا سوپ
لے کر جیک میں داخل ہوا۔ اس نے تر خائے والے دروازے کی چٹکی کھلی اور پیچھے
اتر گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے اپنے اتر گیا۔ میزبوں میں اندھا چراغ اتری
میزبوں پر تر خائے میں چلتے ہوئے چھوٹے سے بلب کی کھردور روشنی پڑ رہی تھی۔

میں میزبوں سے ہٹ کر کونے میں چھپ گیا۔

میں نے کشمیری لیڈر کو دیکھ لیا تھا۔ وہ فرش پر بالہ پر سر رکھ کر سمجھا ہوا چاند تھا۔
بھارتی فنی نے اس کے پیچوں پر لٹکا کر رکھا۔
"سہیل! چالو! آہ!"

ساتھ ہی اس نے اپنی بیب میں سے دوٹی نکالی کہ اس کے آگے دکھ دی اور چلا
گیا۔ کشمیری لیڈر بکھوہے رہے۔ وہ جیسے ہی انکسلی کیے لینا رہا۔ پھر اس نے اللہ کر گھر
پر چھا اور اپنے چاہنے پر وہ لوہا ہوا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے۔ کشمیری کی جگہ کی دعا مانگی اور
سوچی ہوئی کہنے اور چاہے بیٹے لکھ کر کہتے بھارتی فنی چلتے ہوئے ایک بار پھر باہر
سے دروازے کو دنگی لگا لیا تھا۔ اس نے غصے سے کہنے میں باہر نہیں آئی۔ سنا تھا کہ میں
کونے کے گوشے میں چھپ کر چھپ کر کشمیری لیڈر کو پتلی سیدھی کے ساتھ سوچی
ہوئی کہنے اور پھر بار بار اللہ کا ورد کہتے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا اس پر لپٹا
تپ ظاہر کر دے گا؟ ایک منگھ کو انکسلی تو اس میں ہت کر کے دیکھ کر اس پر کیا اثر ہو گا؟
میں سوال کئے پڑاں کر دیا تھا۔ لیکن اس سے بات کئی دور، اسے اپنے منصوبے کے
بارے میں ہٹا بھی ضروری تھا۔ کیونکہ میں نے اس بدی ہوئی صورت حال کے مطابق
ذہن میں یہ پروگرام بنایا تھا کہ اگر اس کے کشمیری لیڈر کو میں خود بھی سے نکل کر
لے جاتا ہوں۔ ہماری کلچر پالیسی کو عمل کرنے کی ضرورت ہی میں پڑے گی۔ دیکھ
بھی ہماری کلچر پالیسی جارحیت سے ہمہ دور جا چکی تھی اور یہ بھی ممکن تھا کہ ہمیں در
گاہ چاہے اور اس دارن کشمیری لیڈر کو شہید کر دیا جائے۔

اس اعتبار سے کشمیری لیڈر نظام حسین دہلی سے بات کئی ضروری تھی۔ میں

نے آہستہ سے کہہ

"اسلام بیگم!"

سوچی ہوئی فریٹ سے اسے کشمیری لیڈر کے ہاتھ وہیں رکھ گئے۔ اس نے جیون بنا
ہو کر جس طرف سے کھڑا آئی تھی اس طرف دیکھ کر اسے ٹھنک کر آیا۔ میں نے
کہہ

"آپ صائب! میں کوئی ٹیبلہ نہیں ہوں۔ میں بھی آپ کی طرح انسان
ہوں اور جلد کشمیر کا ایک لڑائی پسند ہوں۔ اگر آپ مجھے جیون دلا دیں کہ آپ مجھے دیکھ
کر سراسیمہ نہیں ہوں گے تو میں اپنا آپ تم پر ظاہر کر دیتا ہوں۔"

کشمیری لیڈر کے لیے یہ ایک نئی آواز تھی۔ یہ تو اسے پہلے ہی اسے بھپ کے دھپ
میں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ بھی کھٹکے ہوئی تھی کیونکہ میں تھا کہ میں نے وہاں
کہہ

"آپ صائب! میں اپنی کلچر پالیسی کے ساتھ آپ کو بھارتی درندوں کی ہت سے
نجات دلائے کیا ہوں۔"

کشمیری لیڈر ذرا سنجیدگی اس نے پھر

"میری تم کو یہ دیکھنا کہ میں کوئی فریٹ نہیں ہوں۔"

میں نے کہہ

"میں فریٹ نہیں ہوں۔"

"تو پھر تم کو کھلی کھلی نہیں دیتا۔"

کشمیری لیڈر کی آواز میں غصہ اور کھردری تھی۔ اس ظاہر کو بھارتی درندوں نے
انتہی سے دے کر ہم چل کر دیا ہوا تھا۔ میں نے کہہ

"حقیقت یہ ہے کہ میں آپ کی ہی طرح ایک انسان ہوں۔ انسان مسلمان
ہوں۔ جلد کشمیر کا کلچر ہوں اور صرف آپ کو تلاش کرتا ہوں۔ یہ سچا ہے۔ لیکن
ہم سے ساتھ ایک عجیب بات ہو گئی ہے۔ ایک چٹا کھار جانے کے بعد میں جلد کر

میں نے شہیری لیلہ کو حضور لفظ میں سمجھا دیا تھا کہ ہماری کلمہ پادنی کا پلان کیا ہے جب اس نے وہاں سے میرے ساتھ اکیلے فرار ہونے کی مشکلات کا ذکر کیا تو میں نے کہہ دیا۔

"منہج کی منیت سے مجھے کچھ ایسی سولتیں حاصل ہیں جو ہماری کلمہ پادنی کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ میں آپ کو یہاں سے نکل کر لے جاؤں گا۔ صرف ہمیں رات کا انتظار کرنا ہو گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا رات کے وقت یہاں کوئی شہری قمار سے لے کر آئے گا؟"

اس نے کہہ دیا۔
"ہاں ایک شہری سوکھی روٹی اور چائے کو لے کر آئے گا۔"

اس نے کہہ دیا۔
"خیر یہ بے کار ہے۔ ہمیں کچھ نہیں کرنا ہے۔ ہمیں سے کوئی بھی دردناک کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ ہم رات کو آئے وقت شہری کہنے کا دور وقت رات کے وقت فرار ہو گا۔"

شہیری لیلہ کو بھی کچھ بھی لایا نہ تھا۔ اس نے بتا دیا تھا کہ اسے جبراً پلان کی پہیلی پر لکھ دیا ہے۔ میں نے کہہ دیا۔

"شہیری باور سے دروازہ کھلی لگا دیتا ہے۔ میں نے دیکھ لیا ہے کہ دروازے میں کوئی دروازہ سوراخ نہیں ہے کہ میں سے میں باہر لکھ سکوں۔ دیکھ ہی گئے ہیں کہ میں سے نہیں لکھ سکتا۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ دروازے کی پہیلی کا باور سے کھانا ضروری ہے۔ اور یہ ہم رات کو باور سے آنا وقت شہری ہی کر سکتا ہے۔ ہمیں رات پہلے کا انتظار کرنا ہو گا۔"

شہیری لیلہ بہت تھکتی ہوئی تھا۔ اس نے نیند لگنے لگی تھی کہ ایک طرف رکھ دیا اور ساتھ لگا کر لکھ دیا کہ اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ بھرے اور وہیں بیٹھ ہوئے ہوئے۔

پہریوں کے جھم اور ان کے سڑکوں کے اثر سے انسان سے منہج کا دوا گیا۔
"شہیری لیلہ کے چہرے پر حیرت اور قہر کے آثار نمایاں ہوں رہے تھے۔ وہ آہستہ سے بولے۔

"میری کچھ میں نہیں کیا تم کیا کہہ رہے ہو؟"
میں نے وہی توازن میں حضور طور پر شہیری لیلہ کو اپنی داستان جان کی اور کہہ دیا۔
"آپ میں آپ پر لپٹا آپ بھر کر رہا ہوں۔"

اور میں اندر سے کہنے سے نکل کر اس کے ساتھ آگے شہیری لیلہ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سوکھی روٹی وہیں رکھ دی اور اچھے ہٹ گیا۔ میں نے کہہ دیا۔
"میرے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں شکوہ دوست ہوں اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں میرا نام کرم داس ہے اور وہ شہیری لیلہ کا لیلہ ہے۔"

تو وہی ہی گفتگو کے بعد شہیری لیلہ نے مجھے منہج کے روپ میں اپنی طور پر قبول کر لیا۔ ہم دونوں آواز میں بات کرتے رہے۔ میں نے شہیری لیلہ سے کہہ دیا۔
"میں آپ کو یہاں سے نکل کر لے جاتا ہوں۔ لیکن میں ہمارا ایک غریب لکھنا ہے۔ آپ کو وہاں چھوڑ کر میں اپنے ہاتھوں کو لکھنا دیتے ہوں گا اور ہر ہم رات کے اندر میرے میں آپ کو بھولنے لے جائیں گے۔"

شہیری لیلہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ میری طرف سے غم سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے آہستہ سے ہاتھ لگا دیا۔

"ہاں تمہیں ابھی تک چھین نہیں کیا کہ میں انسان ہوں اور عارضی طور پر منہج کی شکل اختیار کیے ہوئے ہوں۔"

شہیری لیلہ نے کہہ دیا۔
"قرآن ہذا میں خدا کی قدرت کے بارے میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے دعویٰ میں پہلے بھی نہیں دیکھا تھا۔ چھین نہیں آ رہا۔ چھین کر بھی پڑ رہا ہے۔ لیکن مجھے یہاں سے نکل کر لے جانا آسان نہیں ہے۔"



یہ کہہ کر وہ میزبوں کی طرف دھوا اور شین مین برادر سہائی سے کہنے لگے۔
 "مہربان تک قہدی راجن کھانا ہے اس کو گارو کہہ۔ یہ نین کا یہ 70 کر خود بخشی نہ
 کر سکتے تھے کلوار صاحب کو جا کر رپورٹ کرنی ہے۔"

وہ چار گیلہ شین مین وہاں قہدی میزبوں سے ہٹ کر شیمیری لیڈر کے سر پر آکر
 گھڑا ہو گیا۔ شیمیری لیڈر سر جھکاتے فرش پر بیٹھا آہستہ آہستہ وہی چہانے کی کوشش کر
 رہا تھا۔ یہاں سہائی وہ چاہر گیا تھا اس نے قہ خاندان کا وہاں حصار بھر کر کیا تھا مگر چلتی
 نہیں نکلی تھی کہ کچھ بچے چلتی نکلنے کی اتوار نہیں تھی۔ شور بھر رات ہو گئی
 ہو گئی۔ اب بچے اپنے گھارہ پر پلٹے شروع کر رہے تھے۔ رات بھر وہاں قہدی میں نے بیٹ
 کی کڑواں میں سے انہیں قہدی کو دیکھتے تھے وہ شیمیری لیڈر کے اور گارو کے ساتھ رہے۔
 اس کے بالکل سامنے آکر گھڑا ہو گیا اور وہی قہ سے دیکھا شروع کر دیا۔

میں چاہتا تھا کہ وہ چار گیلہ میں آجائے۔ مگر چہانے کی کڑواں میں دیکھ کر اس
 کے عقب میں رہا کر کے پاس آ گیا۔ مگر جسے آرام سے رہتا ہوا اور اسے اتار کر
 فرش پر آ گیا۔ میں نے حرکت نہ کی۔ لاہور آجائے وہاں میں رہا ہوا قہدی میں بھارتی
 سہائی کی طرف اس کے عقب میں آئے۔ یہاں وہ اسی طرح شین مین گارو میں لے
 کر شیمیری لیڈر کو آگے رہا تھا کہنے لگے۔

"میں وہاں سہائی کی خاطر اپنی جان کھاتا ہوں۔ کچھ بچے نہیں گئی بارہی جاتے
 گئے۔ یہ سب کلوار کر لیتے۔ ساتھیوں کے ہم چنے 70 ہمیں 70 گئے ہی تا وہاں اتھاروی
 جان ہی جاتے گئے۔"

شیمیری لیڈر نے کوئی جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ وہی چہانے کی کوشش کرنا
 رہا۔ پھر وہ چہانے پینے لگے۔ اس دوران میں فرش پر رہتا ہوا بھارتی سہائی کے قہدی
 برہوں کے پاس پہنچ گیا۔ قہدی میں اسے چہانے کے اندر جا کر پھٹی پڑا چاہتا تھا۔ میں
 اس کے برہوں پر چھ گیلہ شیمیری لیڈر کے برابر دیکھ رہا تھا اور علامتیں قہدی قہدی سہائی
 کے ہوتے بھارتی تھے کہ اسے سہائی کے چہانے اور دیکھنے کا بالکل احساس نہ

ہو۔ اس کی چہانے کا پانچ میسے ہو رہا تھا کہ اس کی پھٹی چلتی دیکھ کی سہائی برہوں میں
 چھپی ہوئی تھی۔ یہ کوئی برائیں تھیں اور میرے راجن مین میں سے کہہ کر قہدی کی
 پھٹی میں کھب کھتے تھے۔

میں نے ایک اور بھی اب خالق نہ کیا اور چلی گئی تھی یہ اس کی پھٹی پر اس
 دیکھ دیا بھی اتنی شہوت سے کہ شہوت سے زیادہ دیر اس کے خون میں شامل کر دیا۔
 میں نے دیکھا کہ میرے دیر کا پلا اثر یہ ہوتا تھا کہ کوئی کامدار بدن میں ہو جاتا تھا اور
 وہ لپٹا کرتا تھا اور قہدی میں رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ گر جاتا تھا اور اس کے بال
 اور من سے خون جاری ہو جاتا تھا اور اس کے بعد جسم پھٹے لگتا تھا۔ اس انہیں قہدی
 کے ساتھ ہی ایسا ہی ہوتا یہ نسبت ہوئی کہ وہ شیمیری لیڈر کے اور نہیں گرا بلکہ پہلو
 کی طرف گرے۔

میں نے شیمیری لیڈر سے کہہ

"تمام شیمیری مین اس کی جگہ میں آجائے۔ کچھ ہے آ رہا ہوں۔"

شیمیری لیڈر بھاری سے کہا اس نے قہدی پر حرکت ہوتے بھارتی قہدی کی شین
 مین اس کی قہدی کی پھٹی سے اور گارو کے قہدی میں آگے۔ شیمیری لیڈر کے
 کہنے سے چھ گیلہ اور قہدی میں لے لے

انہیں وہاں سے اور جلدی سے لے چلا۔ گارو کے قہدی میں رہا کہ وہی قہدی سے
 لاہور سے میں دیکھ سکتا ہوں۔ قہدی سے چہانے کو کون کون رہا کوشی چلتا۔"

شیمیری لیڈر کوئی اتاری نہیں تھا۔ قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی
 کے قہدی قہدی قہدی کے ساتھ لاہور قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی
 بہت قہدی ہی اتاری قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی قہدی

"ایسا ہی کہہ گری کہ پت نہیں۔"

"شین مین باتوں میں کچھ قہدی کی میزبوں چھ کر دواتے کے پاس
 آکر دیکھ گیا۔ میں نے سر کوئی میں کہہ

چار قدم چل کر گیت کے اس طرف آتا تھا پھر ملتا ہوا گیت کی دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ شین گن اس نے کندھے سے نکالی ہوئی تھی۔ مجھے صرف یہی حرکت یاد آ رہی تھی۔ آگے رات صاف تھا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں کشمیری لیڈر کو اتنی جلدی چارج سے نکل کر لے گیا ہوں۔ قہر خانے میں لڑنے پہلے کی لاش پڑی تھی۔ اس کی خبر صحیح کسی کو ہو سکتی تھی۔ یہ بھی وہ سکا تھا کہ کسی کو خیال آجائے کہ لاش جون ذرا حراست قیدی لاکھتا ہے کر لیا تھا وہی جگہ وہاں نہیں آتا۔ اگر اب تک کسی کو خبر نہیں ہوئی تھی تو وہاں لگے ہی لاش ہی سکتی تھی۔ لاش کی جگہ قیام و فکر اس لیے نہیں تھی کہ اسے بھی سچا سچا سنے ہی لگا تھا اور اس لاش کو بھی پہلے کے گھسے میں ہی پاد تھا۔

میں دیکھ رہا تھا میرے ساتھ ہر گز اگلے کے پیچھے آیا اور کہتے ہی وہ آگے آگے پاس لے جاتے تھے ان پر چڑھ گیا۔ میں اس کی وارنٹ میں بند کیا کہ جلد سے میں (جب سے گوارے ہوئے سنو) پر سنو سے حملہ کر سکا تھا سنو ملتا ہوا گیت کی ایک طرف گیا وہاں تو اسی دور کے بچے رک گیا تھا اگلے وہ گیا کہ وہاں بھی جگہ کو دیکھ کر رہتا بھی وہاں کی چپ کو ٹانگہ میں دیکھ میں لے رہا تھا کہ لاکہ کم بہت آگے ہی نہیں لگا رہا تھا۔ آگے وہاں جڑا ایسا آرام سے تھا جیسے ہی بہت قریب سے گزرا کہ ایک قدم آگے ہوا میں نے اس کی گان پہ چھانک لگا دی۔ مجھے صرف اتنا نکل دیکھا تھا کہ اس سے پہلے کہ سنو کی توڑ لگے وہ چھ لوہ کر کے مجھے گردن سے جھالے یا ٹانگہ کے کسی کو خوش کرے اس وقت تک میں اپنا کام کر رہا تھا۔

میں نے یہاں ہی گیا کہ کچھ مجھے اس لکشن کا عجیب بھی اونچا تھا جلد ہی سنو کی گردن سے چٹا اور اس کی گردن پہ ڈھانچا ہوا تھم ایک ہی وقت میں ہو سکے۔ مجھے پر ڈانے کا ایک لٹا ہوا کہ سب سے پہلے اس کی آواز بند ہو گئی تھی۔ میں ابھی تک اس کی گردن سے ہی چٹا ہوا تھا کہ اس کے جسم نے لڑو شروع کر دیا۔ مجھے آج تک

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا جسم اتنی شدت سے کیوں لڑا تھا وہ لڑتا ہی ہے ایک طرف کو حکم گیا میں نے اس کی گردن سے کچھ چھانک لگا دی۔ وہ زمین پر گر پڑا اور زمین پر ہی لڑتا تھا۔ مجھ میں اسے دیکھ رہا تھا پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا میں سنو سے اس کے منہ کے پاس گیا اس کا سانس بند ہو چکا تھا۔

اس کام سے فارغ ہوتے ہی میں جلدی جلدی اس بھڑائی کے پاس گیا جہاں کشمیری لیڈر شین گن لے بیٹھا تھا میرے پاس گیت کی طرف دیکھ رہا تھا اس کو میں نظر نہیں گیا۔ میں نے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔

"سنو مریکا ہے آج۔"

"وہاں سے لڑتے ہیں اسے کچھ سے کچھ"

"تھم سین جگہ کر رہا۔ اگر تو گھر کا سنو دیکھ لے گا گیت پر سے اسی طرح کو نکال دے۔"

میں ابھی کہ اس کے کندھے سے چٹ گیا کشمیری لیڈر نے گان سنو کو کہتے دیکھ لیا تھا کہ میرا قدم آگے تھا کہ چٹا گیت کے پاس آ کر چٹ گیا میں نے آہستہ سے کہا۔

"پچھلے وقت میں اب تمام سنو۔ گیت پر سے گزرا تھا۔"

"وہ اتفاقاً گیت کے گھر سے باہر کی طرف آ کر گیا میں نے کہا۔"

"تو ابھی بہت آگے میرے ہی باج چلا۔"

وہ اسی چپ بھاگ کر لڑا ہوا وہ جھانپ کر دیکھتا تھا وہاں آگے میرے میں دوڑا چلا جا رہا تھا میں اس کے کندھے سے چٹا تھا میرے میں اس کی روتھلی کر رہا تھا اور کہا جا رہا تھا اب باجی چپ چٹا اب باجی چپ وہ چٹا کہ کچھ مجھے سارے راستے کاظم تھا ہم دونوں میں سے نکل کر لڑنے پہ چھانچے پھولے پھولے تھیں میں آگے یہ لے گیا تھا۔ وہاں سے زمین لوٹی پٹی تھی۔ میں نے اسے کہا۔

"تمام سین تھکا ہوا نہیں۔ جیسے کم از کم آگے مجھے تک دوڑتے چلے جاتا"

ماتھوں نے ایک غیر ملکہ کا رکھا تھا جس وہاں ان کے ساتھ آچکا تھا جب ہم
غیر ملکہ میں داخل ہوئے تو وہ ملکہ پر اٹھ گیا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔
تھیں۔

"میں تو کوئی نہیں ہے۔"

میں نے اسے بتا کر کھڑا ہوا وہاں سے اٹھ کر گئے کہ بھولے ہو کر گئے
کے ساتھ میں سے بھول رہا ہو گا۔ وہ کہنے لگا
"بھول تو میں نے کئی بار ہو گا۔"

میں نے کہا

"میں تو کوئی نہیں ہے۔" اس نے ایک لمحہ کے بعد کہا
کی طرف اشارہ کیا۔ "مگر ہم اس طرف نہیں جاتے۔"

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

وہاں کوئی نہ تھا۔

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

میں نے کہا "اس نے پوچھا

کے کھتے پر بھی دارملک کو دیکھتا تو قرقر کا بچہ لکھ میں نے کہا۔

”اگر نہیں ہلکا! مجھے معلوم ہے تم بھی شوقی مصالح کے بہکت ہو۔ مجھے شوقی نے تھارے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تھارے اس بہکت کو اپنی لاری میں بھریں ہلکا۔“

مجھ سے لے کر لاکھوں کوئی مشکل نہیں تھی۔ میں فیاضی آسانی سے کر سکتا تھا۔ میں سب کی حل میں تھا۔ میں انہوں کی تڑاؤ میں تھیں کہ سب کا حصار یہ مجھے
 جس طرح اسلام تھا کہ ہندو شری تمہارے کہ جگہوں کا ایک روپ ہاتھ میں لے کر شری
 تمہارے کے عرصہ پر ایک سبب ہو کہ میں چھوٹے پیدا رہا تھا۔

24-25-26-27-28-29-30-31-32-33-34-35-36-37-38-39-40-41-42-43-44-45-46-47-48-49-50-51-52-53-54-55-56-57-58-59-60-61-62-63-64-65-66-67-68-69-70-71-72-73-74-75-76-77-78-79-80-81-82-83-84-85-86-87-88-89-90-91-92-93-94-95-96-97-98-99-100-101-102-103-104-105-106-107-108-109-110-111-112-113-114-115-116-117-118-119-120-121-122-123-124-125-126-127-128-129-130-131-132-133-134-135-136-137-138-139-140-141-142-143-144-145-146-147-148-149-150-151-152-153-154-155-156-157-158-159-160-161-162-163-164-165-166-167-168-169-170-171-172-173-174-175-176-177-178-179-180-181-182-183-184-185-186-187-188-189-190-191-192-193-194-195-196-197-198-199-200-201-202-203-204-205-206-207-208-209-210-211-212-213-214-215-216-217-218-219-220-221-222-223-224-225-226-227-228-229-230-231-232-233-234-235-236-237-238-239-240-241-242-243-244-245-246-247-248-249-250-251-252-253-254-255-256-257-258-259-260-261-262-263-264-265-266-267-268-269-270-271-272-273-274-275-276-277-278-279-280-281-282-283-284-285-286-287-288-289-290-291-292-293-294-295-296-297-298-299-300-301-302-303-304-305-306-307-308-309-310-311-312-313-314-315-316-317-318-319-320-321-322-323-324-325-326-327-328-329-330-331-332-333-334-335-336-337-338-339-340-341-342-343-344-345-346-347-348-349-350-351-352-353-354-355-356-357-358-359-360-361-362-363-364-365-366-367-368-369-370-371-372-373-374-375-376-377-378-379-380-381-382-383-384-385-386-387-388-389-390-391-392-393-394-395-396-397-398-399-400-401-402-403-404-405-406-407-408-409-410-411-412-413-414-415-416-417-418-419-420-421-422-423-424-425-426-427-428-429-430-431-432-433-434-435-436-437-438-439-440-441-442-443-444-445-446-447-448-449-450-451-452-453-454-455-456-457-458-459-460-461-462-463-464-465-466-467-468-469-470-471-472-473-474-475-476-477-478-479-480-481-482-483-484-485-486-487-488-489-490-491-492-493-494-495-496-497-498-499-500-501-502-503-504-505-506-507-508-509-510-511-512-513-514-515-516-517-518-519-520-521-522-523-524-525-526-527-528-529-530-531-532-533-534-535-536-537-538-539-540-541-542-543-544-545-546-547-548-549-550-551-552-553-554-555-556-557-558-559-560-561-562-563-564-565-566-567-568-569-570-571-572-573-574-575-576-577-578-579-580-581-582-583-584-585-586-587-588-589-590-591-592-593-594-595-596-597-598-599-600-601-602-603-604-605-606-607-608-609-610-611-612-613-614-615-616-617-618-619-620-621-622-623-624-625-626-627-628-629-630-631-632-633-634-635-636-637-638-639-640-641-642-643-644-645-646-647-648-649-650-651-652-653-654-655-656-657-658-659-660-661-662-663-664-665-666-667-668-669-670-671-672-673-674-675-676-677-678-679-680-681-682-683-684-685-686-687-688-689-690-691-692-693-694-695-696-697-698-699-700-701-702-703-704-705-706-707-708-709-710-711-712-713-714-715-716-717-718-719-720-721-722-723-724-725-726-727-728-729-730-731-732-733-734-735-736-737-738-739-740-741-742-743-744-745-746-747-748-749-750-751-752-753-754-755-756-757-758-759-760-761-762-763-764-765-766-767-768-769-770-771-772-773-774-775-776-777-778-779-780-781-782-783-784-785-786-787-788-789-790-791-792-793-794-795-796-797-798-799-800-801-802-803-804-805-806-807-808-809-810-811-812-813-814-815-816-817-818-819-820-821-822-823-824-825-826-827-828-829-830-831-832-833-834-835-836-837-838-839-840-841-842-843-844-845-846-847-848-849-850-851-852-853-854-855-856-857-858-859-860-861-862-863-864-865-866-867-868-869-870-871-872-873-874-875-876-877-878-879-880-881-882-883-884-885-886-887-888-889-890-891-892-893-894-895-896-897-898-899-900-901-902-903-904-905-906-907-908-909-910-911-912-913-914-915-916-917-918-919-920-921-922-923-924-925-926-927-928-929-930-931-932-933-934-935-936-937-938-939-940-941-942-943-944-945-946-947-948-949-950-951-952-953-954-955-956-957-958-959-960-961-962-963-964-965-966-967-968-969-970-971-972-973-974-975-976-977-978-979-980-981-982-983-984-985-986-987-988-989-990-991-992-993-994-995-996-997-998-999-1000-1001-1002-1003-1004-1005-1006-1007-1008-1009-1010-1011-1012-1013-1014-1015-1016-1017-1018-1019-1020-1021-1022-1023-1024-1025-1026-1027-1028-1029-1030-1031-1032-1033-1034-1035-1036-1037-1038-1039-1040-1041-1042-1043-1044-1045-1046-1047-1048-1049-1050-1051-1052-1

”مستعان! میرے دامنِ محبت گدیشِ شعی صدارت کے بھگتوں کی کٹی سیوا
کریں۔“

✓2✓

”یہ بات انکی کو معلوم ہو گئی تھی کہ ان کے شریعتی اصولوں کے خلاف سے باتیں کی

۱۔ حق تعالیٰ عباد سے دعا کرتا ہے کہ وہ اس کی رضا و رغبت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں اور اللہ ہی کو اپنا مقصد قرار دیں۔

”ساراچ میں تھکی ہے کوئی بات نہیں کروں گا۔ پر عمار کے ساراچ!“

اس نے خیمہ کی لٹیر کے آگے اتر جاتا ہے کہ وہاں اس نے خیمہ کی لٹیر سے گند
عشری کے ٹکڑے نام کے لیے وطن پر را کر دیا۔ لاری کی لاری میں بیٹھ کر بھول

پتہ - پتہ -

تعمیراتی لیڈر نظام حسین نے اس قسم کے مکانے بھلا پہلے کہاں سے ہوں گے۔ وہ بابا علی چاہلہ قباور و دشمن سے جنگ کر رہا تھا۔ حیران ہو کر ہماری باتیں سنتا رہا۔ جب میں نے اسے لاری میں سوار ہونے کو کہا تو وہ جلدی سے لاری کی طرف چل لالہ جی اس کے آگے آگے تھے۔ لالہ جی نے چلتے ہی ڈرائیور سے کہا۔

”کل داس! یہ ہمارے مصلحت ہیں، خاص مصلحت ہیں۔ انہیں جیسے آرام سے اپنے ساتھ لٹھا کر بھول چھوڑ۔“

$$= \frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} + \frac{1}{2} \right)$$

”مگر لا جیفرنٹ سیٹ تو کم ہو چکی ہے۔“

اللہ می نے اسے ڈالنے ہوئے تھا۔

”جس کی سیٹ ہے اس کو پیسے دلایں گے۔“ میرے مصلیٰ کو فرٹ سیٹ ہے۔^{۱۱۰}

ارائے بہت اچھا لگا، مگر کچھ عیبوں سے گھر

۱۰۰ —————

میں ان دو دن کشمیری زبان کی قبض سے لکھ چکا تھا۔ چھپ گیا تھا۔ کشمیری زبان کی لغت
 میں پڑھنا کہلا لاتی تھی۔ اچھا ہوتا تھا۔ چھپ گیا تھا۔
 "میں نے ان کے کوئی سے لکھا تھا۔"

”اگر ہیئت نسبی ہو تو یہ ہیئت نسبی ہی ہے۔“

اور انہوں نے لاری سٹارٹ کر دی۔

میں وقت ہم بھول چکے رات کو می سے زیادہ محروم تھی۔ ادنیٰ لایے ہ

پھر، طرف ہے، گوں اور، طرف ہے، جلدی *

یہ علاقہ میرا دیکھا ہوا قلعہ رات کی تاریکی میری نگاہوں میں جاگزیں نہیں ہو رہی تھی۔ میں اسے شہر سے باہر پارہ وری کے ٹکڑے پر لے آیا۔ پہلی سے ٹکڑے خاندان کی کمین گاہ زیادہ دور نہیں تھی۔ جیسے ہی ہم نمنین گھ کے پاس آئے وہ آدمیوں نے مجھ سے مل کر خوشی بھری لہڑی اٹھ کر گھیر لیا۔

”کئی جا رہے ہو؟ کون ہو تم؟“

میں نے کہا۔

"کچھ گھر میں نہیں آتا غلط بھائی یہ بہت لمبے مصیبت بھی ہے اور اس سے مصیبت اور بھی یہ جانتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ میں اس بار بار کی کیا پلٹ سے سخت تک آپ کا ہوں۔"

کلاؤ غلط۔

"جس روز کوٹھڑے میں پڑا قمری شکل تہوں پر جاتے گی۔"

میں نے اپنی بچی میلہ کے پاس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

"میلہ بھائی قمری کے لیے بنی ہوئی تھی۔ لیکن میں نے اسے نہیں چھوڑا کہ تم قمری کیمپ میں رہا گئے ہو۔ میں نے یہی گمان کیا کہ ایک شہری ہم سے نہیں بھینٹی جھانچ گیا ہے۔ اب تم بھی اسے یہی گمان کر رہی ہو۔"

میں نے کہا۔

"اٹل! میں تو یہی کی شکل تھی۔ قمری کیمپ میں رہا ہوں اور اس سے قلمبہ سہپ میں کر رہے ہیں۔"

کلاؤ غلط۔ میں نے کہا۔

"کلاؤ غلط۔ میں نے کہا۔"

"کلاؤ غلط۔ میں نے کہا۔"

"کلاؤ غلط۔ میں نے کہا۔"

"کلاؤ غلط۔ میں نے کہا۔"

"کلاؤ غلط۔ میں نے کہا۔"

"کلاؤ غلط۔ میں نے کہا۔"

میں نے اندھیرے میں ان لوگوں کو پہچان لیا۔ یہ اہری کلاؤ پارٹی کے ہوں تھے۔ ان میں کلاؤ ارشد بھی تھا۔ ان لوگوں نے مجھے سہپ کے روپ میں دیکھا ہوا تھا۔ میں جلدی سے ٹھیکری لیڈر کی قیض سے نکل کر اس کے کدے پر آ گیا اور انسانی آواز میں کہا۔

"میں کرم دلو ہوں یہ ٹھیکری لیڈر غلام حسین ہے۔"

کلاؤ ارشد نے شین گن پیچ کر لی اور کہا۔

"خدا کا شکر ہے تم لوگ غریب سے آج گئے۔ اور آج کلاؤ غلط جہرے میں ہے۔"

کلاؤ غلط جہرے میں ہوا تھا۔ ارشد نے دیکھا اور کہا۔

"کرم دلو! ٹھیکری لیڈر کو لے کر آ گیا ہے۔"

کلاؤ ارشد نے غلام حسین کی حق گوئی کر دی۔ کلاؤ غلط آنکھیں ملنے ہوئے ٹھیکری لیڈر کو دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔

"کلاؤ غلط! یہ اندھرا ٹھیکری لیڈر غلام حسین دیکھا ہے۔"

"ٹھیکری لیڈر سے بھی میں نے غلط کا تعارف کرایا۔ دونوں ایک دوسرے سے گئے۔"

"کرم دلو! تم نے نکل کر دیکھا کہ غلام حسین کو وہیں سے نکل کر لے آئے۔ ہم نے قمری شکل کی آواز سن لی تھی۔ کچھ گھر سے کہ تم کسی شکل میں پھنس گئے ہو۔ کرم دلو! تمہاری مدد کرنے کی چوڑی میں میں تھے۔ مجبوراً وہیں سے نکل دیے۔"

چوڑی کوٹ میں آ کر ہم نے وہ دن تک قمری انتظار کیا۔ جب تم نہ آئے تو وہیں بھول آ گئے۔"

میں نے کلاؤ غلط کو اپنی ماری دوتیہ لٹائی تو وہ بولا۔

"اس دلو خدا نے قمری مدد کی تم میں وقت پر سہپ کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔"

سب کچھ معلوم تھا۔

اسی روز رات کے اندھیرے میں کلثوم غلام نے اپنے دو بیٹے تجرہ کار اور تربیت یافتہ کلثوم کے ساتھ ٹھیکری لیزر غلام حسین کو سری گری طرف روانہ کر دیا۔ اس ٹیم سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا۔
 "مکرم دلو بھائی آپ تھراؤ کیا پروگرام ہے؟"

میں نے اسے بتایا کہ میں کئی باقی سے بدلے لینے چاہتا تھا۔ پاکستان میں جاسکے میرا چلتا یہ ہے کہ عیسیٰ سے نکلنے والوں کو اور جیل جہاں کئی باقی والے ہیں انہیں حاشیہ کر کے ایک ایک آہستہ کے گھٹا لکھوں گا اور اگر مجھے انہماکی ہوگی کسی باغی یا متوطن کا سراغ ملے تو میں اسے لٹاؤں گا۔ سچہ ساتھ پاکستان نے چاہنے کی کوشش کر لی۔ کلثوم غلام نے کہا۔

"تم کئی باقی والوں کو لٹاؤں گے۔ غلط کاروبار ہے۔"

میں نے کہا۔
 "میں کی تم گروہ کرو۔ مجھے جیسے کئی باقی بدعاشوں کے ٹھکانے کا علم ہے۔ سب سے پہلے میں انہیں فتح کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر وہ سرے لوگوں کا سراغ نہ ملیں تو کم از کم میں ان بدعاشوں سے تو میں ضرورت پر انہیں لٹاؤں گا۔ ان کو میں دیکھ چکا ہوں اور جن کے ٹھکانے کا مجھے علم ہے۔"

"اکیس بات ہے تو میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

کلثوم غلام اس بے پرواہی سے ہنسی پھینکے جیسی غرضی ہوئی۔

میں نے کہا۔

"تم میرے ساتھ ہو گے تو میرا ٹیم آسان ہو جائے گا کیونکہ میں وہاں بہ بازار والے علاقے قریب صاحب کے ہاں نہیں ٹھہرا چکا تھا۔"

کلثوم غلام نے کہا۔

"میں کسی واقعہ کے ہاں ٹھہرا بھی نہیں چاہیے۔ ہم ایک ٹھکانہ اور غرضی

"میں جتنی جلدی ہو سکے وہاں چلا چلتا ہوں۔" ٹھیکری کے جہاز میں میرے ساتھیوں کو میری ضرورت ہے۔"

کلثوم غلام نے کہا۔

حضور اللہ ہم آپ کو کل رات کو ٹھیکری طرف روانہ کر دیں گے۔ ہمارے دو کلثوم آپ کی حفاظت کے لیے ساتھ جائیں گے۔"

اسی وقت وہاں کلثوم ایک ٹھیکری لیزر کو ہم نے سیر کر کے دکھایا۔ ہاتھ پائی دیکھنے لگا۔

"جیک۔ رات کے بعد میں نے کہا تھا ہے۔ انہیں آوری سے لے کر ہر قسم کا بندوبست کیا گیا۔ ہماری مدد کے لیے آج رات کے چیلے پر کئی لوگوں نے مجھے شہوت کر دیا تھا۔"

مجھ نے باتیں کرنے کے بعد ٹھیکری لیزر کو ہم نے وہاں ایک طرف بٹھا دیا۔ کلثوم غلام بھی سو گیا۔ میں نے اپنے ساتھ چلا کر وہاں آج بھانے کا انتظار کرتا رہا۔ وہاں سے انہیں بھانے سے ملنے کے لیے آگے مجھے ساتھ کے روپ میں دیکھ کر اسے دیکھ کر وہی ہوئی لیکن وہاں آگے میں کراہی کر رہا تھا۔

"تم آگے بڑھتی ہوئی پلے گئے گئے اگر راستے میں کئی چیزیں پڑ جائیں تو میں پھاڑ دوں گا۔"

میں نے کہا۔

"میں ایسا نہیں کیا تھا۔ پلے ایک آوری میرے ساتھ تھا۔"

جیل وہاں تک ہمارے پاس ہی رہی۔ پھر وہ کلثوم غلام کی سسر کے ہاں چلی گئی۔ وہ مجھ سے پوچھتی رہی کہ پاکستان کب چلا ہو گا۔ میں نے اسے کہا کہ انشاء اللہ بہت جلد ہم پاکستان کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ لیکن میں جب تک پھل کے کئی باقی والوں سے مسلح خواتین کی بہ ترسیل اور ان کے اغوا کا بدلہ نہیں لے لیتا میں پاکستان کا سراغ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بات میں نے جیل کو نہیں بتائی تھی۔ کلثوم غلام کو یہ

باہر کا مقرر بھی ایک مقرر ہے۔

اس نے مجھے اپنے گھر کی مجلسِ دلیِ حبیب میں چھپا لیا۔ میں چھوٹا سا بچہ تھا اس کی حبیب میں آسانی سے آ گیا۔ وہ کھانا دیکھ کر غصہ کی حالت کے لیے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھا۔ انہوں نے چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور چادروں کے نیچے آکر چھپ کر ہاتھ پیر پھینکے۔ ہمیں دیکھ کر شیخ نے ہنسا کر وہاں سے چلے گئے۔ بھوپال میں شیخ نے کافی دیر قیام کیا۔ شیخ نے اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے کر اپنے وطن کے ساتھ بیٹھ کر کھا۔ وہاں بھی ایک عورت ایک کچھ کچھ کھا کر چلے گئے۔ دلی میں شیخ نے قیام کیا۔ وہاں بھی ایک عورت ایک کچھ کچھ کھا کر چلے گئے۔

[illegible]

”یہ کتنے کا کون سا علاقہ ہے کمپن؟“

اس نے گھج جیب سے کلن کر اپنی نکال کے مر پوٹ لیا۔ کہنے لگا۔

"یہ دریائے نگی کا جھولی علاقہ ہے"

اس نے مجھے اس علاقے کا نام بھی بتایا تھا جو میں آپ کو نہیں بتاؤں گا کیونکہ وہیں

مشین پر جا رہے ہیں۔ وہاں ہمارا ایک آدمی موجود ہے۔ ہم اسی کے پاس گھومیں گے۔"
میں نے کہا۔

میں نے کہا۔

”آپ اسے تم آج ہی اطلاع کرو۔ ہم کل یہاں سے چل پائیں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے مزید دیر کر دی تو اسے سنا ہے کہ کتنی باطل کے بدعاش کھٹے سے کسی دوسرے شر طے جائیں گے۔“

1764

”لحک سے ہم کل شہم کو جلتے دلی گاڑی چلاں گے۔“

”میں نے جیل کو دیکھتے ہی اس دشمن کو جلا جاتا ہوں۔“

کھانا، خوراک کے لئے ضروری ہے۔ اسے گھر، دکان کا کاروبار، پاکستان جیلز کے سطح

[illegible]

شہنشاہ کے سامنے چہ پہنچ میں اور کھڑے غلام اپنی خیمہ کشیں گھوڑے سے نکل چکے۔
پہلی لڑائی میں وہ پائل وادی بھگت لگے اور ایک ایک تارکیت ہتھول اس نے اپنی دھڑکی
کے اندر چھپا کر رکھ لیا کہ میں اس کی دھڑان کے اندر چھپنا چاہتا تھا لیکن کھڑے غلام
نے کہا۔

”بہنوں کے اندر تو ہر کسی نے کسی کی نظر، عشق ہے۔ میں نہیں کرتے کی جیب

میں، جیسا کہ اس طرح تمہیں، ابھی لگتی رہے گی اور تم جیب میں سے سر نکال کر

پہچان۔

"کیا پھولوں کا عید نے تجب سے کلمہ

"میری پہچان کر لے سبقت قصدا ہم کیا ہے اور تم کون ہو؟"

عید رنج ہو کر بولا۔

"خدا کے لیے یہ فضول باتیں بھولو اور یہ بتاؤ کہ گلے کیسے تانا ہوا؟ کیا کسی

خاص مشن پر آئے ہو؟"

گلزار غلام نے کلمہ "پہلے تم مجھ سے سبقت لے لو" کا نام پر بھروسہ نہیں کروں گا

کہ میں کس مشن پر آیا ہوں۔ یہ میری شہادت ہے۔"

عید نے لگ آ کر بھروسہ کر لیا۔

"پہلی سبقت تم سبقت ہی ہو سکتی ہو، میں اب تم مجھے کچھ نہیں بتا سکتے گے لیکن

میں اپنے وہ سبب کی شہادت پر کبھی گمراہ ہوں۔ فلاں قصدا ہم کیا ہے؟"

میں جلد سے جلد پوچھ رہا تھا کہ میں سے تم الجھ کر میری طرف دیکھا اور کلمہ

"میرا نام کرم دو ہے۔ میں پاک آدمی کا ساتھی گمراہ ہوں اور گلزار غلام کے

ساتھ ایک اہم ترین مشن پر چلے آیا ہوں۔"

ایک سبقت آ آدمی کی توجہ میں باتیں کر کے دیکھ کر میں بیان نہیں کر سکا کہ

عید کی کیا حالت ہوئی تھی۔ آج بھی اس آدمی کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے

تو میری بے اختیار جی لگی جاتی ہے۔ وہ اس سبب کی طرح حیران پریشان کھڑا تھا جس

کے ہاتھ سے جلد کے تار سے اچانک اس کا غلوں کا تپ ہو گیا ہو۔ گلزار غلام نے جس

کرم بولا۔

"سب بڑے عقین کیا کر چکے۔"

وہ بھی میری طرف دیکھ کر بھی غلام کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"گلزار! مجھے عقین آ گیا ہے لیکن عقین میں آدھا کر ایک سبقت انسان کی طرح

بھی چل سکتا ہے۔"

میں کھینچا حاصل نہیں کر سکیں گے۔ عید ہمارا یہاں اہم ترین ماحولی چل رہا ہے۔ یہ گلے

میں ہماری خیر اسلامی جھگڑ کا سرگرم چل رہا ہے۔ بھول کر چل رہا ہے۔ وہ اس سے

گلے میں رہ رہا ہے۔ اس شر کے پیچھے سے واقف ہے۔"

کچھ دیر بعد عید ہمارے لیے کھانے کا ملان لے کر آئیں۔ ایک چالی میں میرے

لیے دو دو بھی لے گیا تھا۔ کہنے لگا۔

"پار خدا! پہلے اپنے من لگائے سبقت کو اور پھر چاکر چاکر کسی جگہ بھڑو کو پھر

چل کر اسی طرح سے کھانا کھاؤ گے۔ میں نے بھی ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔"

گلزار غلام نے مجھے نکالی سے اندر کر چکے۔ پھر غلام اور دو دو کی چالی میرے آگے

رکھ کر کھانے لگا۔

"کرم! اولاد بھائی! تم تو انا ہوا کی لو۔"

عید بولا۔

"پہلے تم نے اس کا نام بھی رکھ دیا ہوا ہے۔"

غلام نے کلمہ

"میں نے جلد کرکھ بھائی! اس کا نام ہی کرم دو ہے۔ یہ پاک آدمی کا ساتھی

گمراہ ہے اور ہماری جھگڑ لایا ہوا انا ہوا۔"

میں نے دیکھا کہ عید ابھی نظروں سے غلام کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے غلام کی

ذاتی صحت پر شبہ ہو رہا ہے۔ کہنے لگا۔

"گلزار! تم اپنے بھائی و عموں میں تو ہو؟ یہ تم کی قسم کی باتیں کر رہے ہو۔ میں

دیکھ رہا ہوں! تم بھی دیکھ رہے ہو کہ یہ ایک سبقت ہے۔ پھر یہ پاک آدمی کا ساتھی

گلزار غلام سے بیان کیا؟ اور اس کا نام کرم دو کیسے ہو گیا؟"

گلزار غلام پر راہ دور اندر رہا تھا میں غلام فی سے منہ اٹکے چالی میں سے دو دو

نی رہا تھا۔ غلام نے عید سے کلمہ

"اچھا بھائی عید! اگر عقین میری بات لا عقین نہیں آتا تو خود اس سے پوچھ لو۔"

اب میں نے اس کو غلط کیا اور کہہ

"میدر بھائی! میں صرف انسان کی طرح ہوں ہی نہیں سکتا بلکہ انسانوں کی طرح محسوس بھی کرتا ہوں۔ انسانوں کی طرح سوچتا بھی ہوں اور سنتا بھی ہوں۔ میں اصل میں تساری طرح کا انسان ہوں۔ میرے ساتھ ایک جلد ہوا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر ایک غلط کام کا اثر ہو گیا ہے اور مجھ پر دودھ پڑا ہے جس سے میں انسان سے سب سے زیادہ دور ہوں۔"

"تو کیا تم سب سے انسان بھی بن سکتے ہو؟"

میں نے کہا۔

"جی نہیں سکتا جس میں بن جاتا ہوں۔ یہ میری اختیار میں نہیں ہے۔ جب تک مجھ پر غلط کام کا اثر رہتا ہے میں ساری کی شکل میں رہتا ہوں جب اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو سب سے اپنی اصلی انسانی شکل اختیار کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد جب پھر غلط کام کا اثر دور نہ کرتا ہے تو میں اپنا کس سب سے بن جاتا ہوں۔"

"سب سے کی بات ہے۔ جی اس قسم کی بات دیکھی نہیں۔"

کھڑو جھک رہا تھا۔

"اب تو یہ کہہ لی ہے غلط۔ اگر غلط۔ پہلے کہا کہاتے ہیں پھر نہیں کہاتے ہیں کہ ہم دونوں کھڑو کھڑو کس معنی پر کہتے ہیں۔"

میں جھٹک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ دھڑکا۔ وہ میں نے پی لیا۔ وہ دونوں کھڑو کھڑو کہاتے ہوئے باتیں کرنے لگے۔ کھڑو کھڑو نے حیدر کو وہ سب کچھ بتا دیا جس کے لیے ہم نکلتے آئے تھے۔ اس نے اسے میری زندگی کے پس منظر اور تمام واقعات سے بھی آگاہ کر دیا۔ حیدر نے باتیں شروع کرنے سے پہلے وہ وہاں آرا سا کھول کر باہر دیکھ لیا تھا اور پھر اندر سے کڑی نگاہی تھی۔ کہنے لگا۔

"اچھا کہل کے بعد وہاں سے کئی پاکستانی بھارت میں داخل ہوئے ہیں۔ پولیس ان کی تلاش میں رہتی ہے اور پھر تم کہتے ہو کہ ہمیں جت چکا ہو کر رہنا پڑے گا۔"

خاندان نے پوچھا۔

"اپنی تعلیم کے دوسرے مجاہدوں کا کیا حال ہے؟"

حیدر نے کہا۔

"سب اپنی اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ بچکے دنوں کئی گھنٹہ کے علاقے میں دھواں لے کر ایک مسجد میں بم پھینک کر دو گھنٹوں کو شدید کر دیا تھا۔ ہم نے ان کو اپنے ہاتھوں کا سرخ لگا کر انہیں ان کے گھروں کے اندر جا کر پلاک کر دیا تھا۔ اس کے بعد کئی گھنٹہ کے علاقے میں پائلن اسی ہو گیا۔ بلکہ خرمیں بھی گئی تھی۔ اس قسم کی واقعات دودھ نہیں دیتی۔"

"ہمارا مشن جی میں ہے۔ خاندان نے جتنی طرف دیکھ کر کہہ ہم بھارت میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کر رہے ہیں۔ ہم حکومت کے باقی نہیں ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ بھارت میں مسلمانوں کو جی سنا اور اور انسانی کے حقوق کے ساتھ رہنے کی سہولیت دی جائے۔"

حیدر نے میری طرف دیکھا۔

"کرم اور کیا تم میری بات سے مراد ہے؟"

میں نے کہا۔

"جی نہیں۔ تم یوں نہیں رہنا چاہتے۔"

وہ اس پر غور کرنے لگا۔

"خدا جانے کیا دیکھ رہی تھیں ہمیں؟" وہ کہہ رہے تھے۔

خاندان نے کہا۔

"تم پوچھ کر کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

حیدر نے مجھ سے سوال کیا۔

"کیا ہمیں یاد ہے تم جب اٹھارہ سے فرار ہو کر نکلتے آئے تھے تو کون سے علاقے میں نکلی تھیں؟ وہاں سے تساری ملاقات ہوئی تھی؟"

حیدر کے کہنے ڈاکوئی کے بعد وردانے کے پاس آکر رک بیٹھی۔ اس کا مطلب تھا کہ باہر رولو داری میں کوئی شخص وردانے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوا یا نہیں من رہا ہے۔ میں نے سرگوشی میں کہا۔

"اسی طرح باتیں کرتے ہو۔ موضوع بدل لو۔"

یہ کہہ کر میں چنگ سے اتر کر وردانے کی طرف ریچنے لگا۔ کھڑو خلد فوراً کہہ گیا کہ باہر کوئی دھاری باتیں من رہا ہے۔ اس نے حیدر سے کہا۔
"پارہ گشت میں اس پر دوا کر دی ہے۔ ٹھیک بادشہ جلدی شروع ہو جائیگا۔"
اسی وقت تک حیدر بھی تب تک کہہ گیا تھا کہ لگا۔

"مسلک سے چلے آؤ۔"

میں نے وردانے کے ایک جوار میں سے سر باہر اٹھ کر دیکھ کر باہر رولو داری میں مصلیٰ ہی رہ گئی تھی۔ میرے کھڑے ہو کر دیکھا کہ وردانے کے ساتھ سر لگے ہوئے ایک گھوڑا اور وردانے کی کئی اونٹیں سے لودر بھی لکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور جو باتیں ہو رہی تھیں انہیں سے کی کوشش ہی کر رہا تھا۔ یہ اچھی باتیں کا کافی ہی ہو سکتا تھا۔ اس نے بہت سی باتیں کہی تھیں۔ مجھ سے اور قریب نہ ہو سکتا تھا۔ میں نے باہر اٹھ کر اس کے پاس پرانے کے ڈاکوئے کیل آگیا کہ یہاں ایک پرانی کے آؤں گی لڑائی کا پلا جلا حیدر کے لیے غصہ لا چاہت ہیں۔ میں نے حیدر سے باتیں کرتے ہی کہیں لگاؤ ایک طرف تھپ گیا کہ اچھی باتیں آؤں گی وردانے کی روڑ میں سے لے کر دیکھ سکتے ہیں لے خلد سے کہا۔

"کھڑا باہر ایک غریب وردانے کے ساتھ کا تھوڑی سا باتیں من رہا ہے۔"
کھڑو خلد نے ایسے ظاہر کیا جیسے اس نے میری بات پائی تھی۔ وہ حیدر سے لگنے کی باتیں اور قہمی دنیا کی ایک خبروں کی باتیں کرتے لگا۔ اس نے علاقہ کی نزاکت کو دیکھ کر موضوع بدل دیا تھا۔ میرے خیال کرتے پر قہر اور قہر تھا ہو گئے تھے۔ اسے میں حیدر چاہنے کے علی برعین واقفیت لے کر اٹھ اور وردانے کی طرف

مجھے وہ علاقہ پار تھا۔ میں نے اسے اس علاقہ کا نام بتا دی اور اس چمکے سے چلے خلد کا نام بھی بتا دیا جس کے چمکے کرنے میں ایک کئی باتیں والے نے مجھے میری یہی جیل کا پتہ دیا تھا۔ حیدر نے کھڑو خلد سے کہا۔

"وہ اس علاقہ میں پیدا ہوا تھا ہے۔ بگڑ دیش بنے کے بعد وہاں کئی باتیں لے لیا ہیں آؤں کے ساتھ مل کر غیر ملکی پاکستان ہے جو ظلم و ستم کیا تھا اور مردوں کو اتار کر کے اسے نئے قوانین مردوں کو اتار کر اسی حالت میں فروخت کیا جا رہا تھا۔"

خلد نے کہا۔

"میں یہ معلوم کر رہا ہے کہ وہاں رہنے والی کئی باتیں والے آتے جاتے رہتے تھے وہ اس وقت تک کوئی نہیں رہے۔ ہم ان میں سے ہر ایک کو موت کے گھاٹ اتارنے کا مشق لے کر آئے ہیں۔ اس لیے وہاں جس اپنے اور اپنے سے یہ بھی معلوم کر رہا ہے کہ وہاں رہنے والی پاکستان سے افغانی کئی نہیں آکر ان میں سے کچھ بھی تک لگتے ہیں۔"

میں نے وہ کئی باتیں لگے۔

پھر پچھلے سے وہاں میں چلے آؤں گے ہوتے کہنے لگا۔

"اچھا خلد یہ سب کچھ معلوم کرنے کی پوری کوشش کرواؤ گے لیکن جس میں میری کھول میں نہیں رہا ہوگا۔ میں تم پر ان کی نظروں میں آ جاؤں گے اس بارے میں باتیں افغانی میں سے کوئی غریبی آتے رہے ہیں۔"

خلد نے کہا۔

"میں دوا کے پرانے گھاٹ والی جگہ پر چلے جائیں گے۔ وہ جگہ ابھی قمارے پاس ہی ہے۔"

"جی ہاں وہ قمارے پاس ہی ہے۔ رات کو تم یہاں آؤاں گے۔ صبح میں جس میں وہاں سے جاتے گے۔"

اچانک مجھے وردانے کے باہر کسی آؤں کی کئی کئی پر محسوس ہوئی۔ سہج ہونے کی وجہ سے مجھے آتے جاتے توہیں کی پر آ جاتی تھی۔ لیکن یہ ابھی یہ ایسی کئی کہ جو

”میں نے اسے بھلی پولیس انسپکٹر کے ساتھ بکڑ والے ہوٹل میں اکٹرو کیا ہے۔“
 ”بھلا تمہارا کیا خیال ہے؟“ غلام نے پوچھا۔
 حیدر نے لگہ

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ایسا تو یہی ہوتا ہی رہتا ہے۔ یہی کرلی اپنی
 بلڈنگ کے کسی کمرے میں آجائے تو سی آئی ڈی اس کا ضرور پتہ لگا کرے گی۔ میرا خیال
 ہے کہ اس نے ہماری باتیں ہمیں سن لی ہوں گی۔“
 میں نے لگہ

”اس کے بارے میں یقین ہے کہ وہ نہیں لگا پا سکتا۔“
 کنکڑو غلام نے لگہ

”بھلا نہیں ہے کہ ہمیں ملے ہوئے کا اظہار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسی وقت یہی
 سے دیا کہ پرانے ٹکٹ والے ایک ہوٹل میں چلے جانا چاہیے۔“

حیدر نے لگہ
 ”اگر تم ایسا کہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ تم نے وہ جگہ تو دیکھی ہی ہوئی ہے۔ تم کرم
 داد آگے کر دو، یہاں میں کل کی رات جیسے وہی آکر بیٹھوں گا۔ اس دوران میں
 کئی باتیں انہوں کی ضرورت رسائی کرنے کی بھی کوشش کروں گا۔“
 کنکڑو غلام نے مجھے اٹھا کر جیب میں دھک لیا حیدر اور کرورائے تک گیا۔ باہر
 بھاگ کر دیکھا۔ اندر آکر لگہ

”گیلری میں کوئی نہیں ہے۔ تم کل جاؤ۔“

کنکڑو غلام مجھے لے کر کمرے سے نکل آیا۔ بلڈنگ کے باہر آکر اس نے گاڑی کی
 اس سڑک پر چٹا شہر لگایا۔ باہر کھیتوں کی طرف جاتی تھی اور جہاں کے آگے وہ اپنے
 اگلی لاکھڑا آجاتا تھا وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا تاکہ کسی کو اس پر شک نہ گزرسے اس
 نے مجھ سے پوچھا۔

”کرم داد! کیا جیسے کسی ایسی ہی ہو آ رہی ہے؟“

یہاں میں بھی اندھیرے میں سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھا اور حیدر کے دروازہ
 کھولنے سے پہلے ہی دروازے کے باہر نکل چکا تھا۔ میں نے اس آوی کو گیلری میں
 اس طرف توجہ دے دوں سے جاٹے دیکھا جہاں بیڑیوں کی چٹائی کو اتارتی تھیں۔
 حیدر بھی نہسے ہاتھ میں لے گیلری میں آگیا۔ میں نے اسے اس آوی کا حلیہ دکھا
 اور کہا کہ وہ بیڑیوں کی طرف بھاگ گیا ہے۔ حیدر نے مجھ سے کہا۔
 ”لہذا اسے بے تم اندر چل کر بیٹھو۔“

میں اندر آگیا۔ غلام پرانے ہونے پر بیٹھا تھا۔ حیدر دروازہ بند کر کے چلا گیا۔
 کنکڑو غلام نے مجھ سے پوچھا۔

”کون تھا وہ آوی؟“

میں نے لگہ

”مجھے اٹلی میں لا آوی تھا۔ غلام دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا تھا مجھے اس
 کی بڑائی تھی۔“
 غلام نے لگہ

”تمہاری اس خصوصیت کا مجھے ابھی علم ہی نہیں تھا۔ اس سے تو یہاں ہم لیا
 جاسکتا ہے۔“
 میں نے لگہ

”ہر انسان کی ایک خاص بات ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ درمیان ہر قسم کے
 نہیں آتی ہیں اگر کوئی سچ کسی کے پاس زیادہ دلوں تک دے دے اسے کسی آوی کے
 جسم کا آواز ہو کر پڑا سکتا ہے۔ اسے وہ یہ یاد رہتی ہے اور ہمیں سے وہ یہ آوی
 ہوئی وہ اس کی تلاش میں اسی طرف جاٹے گا۔“
 غلام نے لگہ

”ابھی حیدر آکر بیٹھے گا کہ وہ آوی کون ہو سکتا ہے۔“

حیدر نے آکر بتایا کہ وہ سی آئی ڈی آوی ہی تھا اور اس کا ہم ہماری طرف

ہو گا دیکھا جائے گا۔"

رات ہم نے اسی کھولی میں گزاری۔ اگلے روز سورج غروب ہونے کے وقت ہمارا ساتھی حیدر آگیا کہنے لگا۔

"خود آئیں گے ہمیں نے سراغ لگا لیا ہے۔ یہ وہاں گھسے کے بند بھگی ہیں۔ ایک کاٹم دھلیا ہے۔ وہ سب کاٹم دھلیا ہے۔ شرقی پاکستان میں یہ جتنی پانی دھلیوں کے ساتھ گئے تھے۔ وہاں سے انہوں نے غیر بھگی مسلمانوں کا سب ساہل اسہل لوٹا اور ایک عورت کو بھی انہوں نے ساتھ لے آئے تھے۔ وہاں کئی گھنٹے کے پاس ایک کھل خانے کے نوپ رہتے ہیں۔ انہیں کلم کہتے ہیں۔"

میں نے کہا۔
"یہ کھل خانہ میں رہنے والے مسلمان ہیں۔ مسلمان غیر بھگی عورت کو یہ انہوں کو کے لئے تھے وہ کھلی ہے۔"

جسے ہمارے
"یہ کچے مسلمان نہیں ہرگز۔ یہ سب کچے لوگ کے پاس ہی ہیں۔"
خدا کیلئے لکھ۔
"اس عورت کا ہات پانچ سوت ضروری ہے؟"

میں نے کہا۔
"ابلی پتو کسی وہ خدا سب کچھ بتا دیں گے۔"

حیدر نے کلڈو خانہ سے کہا۔
"خانہ بھٹی جیسے اپنے ساتھ کوئی اسلحہ دیکھو ضرور رکھنا ہو گا۔"
اس نے کہا۔

"میرے پاس ایک آلنگھ پتول موجود ہے۔"
حیدر تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ وہ اپنا شام کا کھانا کھا رہا تھا تو خدا کیلئے کہنے لگا۔
"میں نے وہ کھل خانہ لیکن شراب کا لالہ نہیں دیکھا ہوا۔ تم جیسی رانا ملی کرنا۔"

میں وہاں جا کر یہ ظاہر کروں گا کہ میں شراب پیتے آیا ہوں۔"

حیدر نے ہمیں وہاں کھتی پانی کا طبلہ بتا دیا تھا جس کو میں نے اپنے دھن میں بٹھا لیا تھا۔ اس کے بعد کلڈو خانہ نے مجھے اپنی جیب میں ایک اور ہم کھولی میں سے باہر آ گئے۔ کھولی کے چوک میں آکر خانہ ایک ہنس میں سوار ہو گیا۔ یہ اس کھولی کو جاتی تھی۔ وہاں سے کھلی گھنٹ کھلی دور خانہ کلڈو شر کے مٹلی کھنٹے پر یہ علاقہ خانہ کیس آبادی تھی اور کیس نکلی پلٹ چلتے تھے خانہ نے مجھ سے پوچھا۔

"جیسی شراب خانہ کھلی میں؟"

میں جیب میں سے گردن لٹکے باہر دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا۔
"کسی خبیث دور۔ چپ کڑی سے پوچھا وہی چلتے گا۔"
ابھی ایک آدمی خیر آگیا۔ خانہ نے اس سے شراب خانے کا پوچھا تو وہ بولا۔
"راہ دھلیا کھل خانہ کو بولا۔ وہ خانے کو لیا پانی میں ہے۔"

پھر خانہ نے اس سے مطلب وہ چکر کھلی بھلی پارلی کے دور عورت کی انتظار تھی۔ خانہ کہنے لگا۔

"کچھ دور تم جیسی جیب بھاری رہتا ہمارے لکھ کیس مارا کام اٹ پٹ نہ ہو جائے۔"

میں نے اس سے کہا۔
"مجھے اپنی جیب میں رکھ کے تو مجھے کچھ نظر نہیں آئے گا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ تم ایسا کرنا کہ شراب خانے میں داخل ہونے کے بعد مجھے اتھو جیسے میں کسی جگہ پھوڑا رہا اس طرح میں حالت کا چہرہ بھی لے سکوں گا اور تمہاری مدد بھی کر سکوں گا۔"
"یہ ٹھیک ہے۔"

خانہ پارلی پٹی کی طرف بڑھ گیا۔
پارلی کے چنگے نیز سے دو عورتوں کے درمیان ایک بڑا سا بھہ پڑا تھا جہاں دور دور صحت کش خم کے بھلی شراب میں اپنی مٹلی کو ڈوبنے کی کوشش کر رہے تھے۔

خاندان کے کلمہ

"میں دلیا بیوا بھی نہیں۔ پہلے کام کی بات ہو جائے۔"

کام کی بات دلیا نے خود ہی آسمان کر دی۔ خاندان کی طرف جھک کر کہ

"بھرا کونسا چاہیے تو ایک گھنٹے کے پورے ایک سو روپے لوں گے۔ مگر کونسا
چاہئے اس کی ہوگی۔"

خاندان نے غصے سے گھبرا

"درا آکر دھاکہ سے لایا ہوا کوئی مل ہو تو دو اکھڑا۔ پندرہ آکر تو ۱۵ روپے بھی

وہے دوں گے۔"

دلیا نے خاندان کے ہاتھ کو دبانے لگے کہ

"اے بھرا دھاکہ سے لایا ہوا کونسا سب اس ایک گھنٹے کا ہے۔"

جب کاندھ خاندان نے دلیا کے ہاتھ سے لے کر اس کا آچہ معلوم کرنا بھی
تصاریف خاندان سے کہ

"نہ ہے دلیا کے پاس کیا اچھا مل گیا ہے۔"

دلیا نے دلیا کو بچہ میں گھل دی اور کہ

"اس سلسلے کے پاس مل گئی ہے۔ آئے گے ایک اور اسی عورت چٹاٹک سے
بچہ کر لایا تھا وہ بچے۔ کچھ ہی مڑ گئی۔"

خاندان نے کہ

"وہ دلیا اگر خود گئے کہ وہ کہ بچہ پاس دھاکہ لائی مل نہیں ہے تو میں

تم سے ہی بات ملے کر لوں گے۔ یہ تو ایک سو روپے چٹائی۔"

اور خاندان نے ایک سو روپے ٹھل کر دلیا کو دے دیے۔ وہ دلیا کو لانے کے لیے

مجدد ہو گیا کہنے لگے۔

"وہ دلیا سالہ کو بھی وہیں ہلا کون گے بے شک پھر لیٹ اس کے پاس تو بہت

بھی نہیں ہے۔ ہولو بھی چلو کے یا دارو پینے کے بعد چلو گے؟"

لوگ ہنسی مڑ بنگہ زبان میں ہاتھی بھی کر رہے تھے۔ یہ شراب خاندان خلاف قانون
نہیں خاندان گھٹتے میں شراب پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لائسنس لے کر کوئی بھی شراب
خاندان کھول سکا خاندان بھریڑی کے باہر اور اندر کھلی کے بلب روشن تھے۔ گھے بھریڑی
کے باہر ہی خاندان سے بیب سے ٹھل کر زمین پر چھوڑ دی۔ میں اندر سے میں شرابوں کی
ٹھکانوں سے چٹا ہوا بھریڑی کے اندر ایک جگہ چھپ گیا خاندان ایک بچہ پر بیٹھ گیا۔
میں اس کے قریب ہی خاندان نے شراب خاندان کے ملازم لڑکے سے کہ

"یہ ملازم دلیا اور دلیا کھلی میں گئے؟"

لڑکے نے وہیں سے آواز دی۔

"دلیا دارو یہ نہیں چٹے کھا ہے۔"

خاندان نے رنگ لایا ایک دھاکہ کھلی کھدے پر چٹا والے دھکی دھکی پٹنے ایک طرف
سے اٹھ کر کہ

"میں نے بھرا کون ملے آگے ہے تم کو؟"

ملازم لڑکے نے خاندان کی طرف اشارہ کر کے

"دارو۔ وہ ہے۔"

"میں نے کیا نام ہے مجھ سے؟ کہل سے آگے ہو؟"

میں نے اسے خود سے دیکھ کر حیرانے ہو کر تھپتا تھا ہلال دی شکل و صورت
تھی اس کی۔ خاندان نے بھی اسے پہچان لیا خاندان سے بیب سے نکاس لائٹ ٹھل کر

اس کے سامنے دھک دیا اور کہ

"دلیا بیوا! میرا پیٹ مہین داس ہے میں جاگتی پر سے کیا ہوں۔ وہ چٹا تم سے

بکھ ہاتھی کٹی ہیں۔"

دلیا نے ٹوٹ اٹھا اور مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا اس کا چہرہ تارہا تھا کہ وہ سمجھ
گیا ہے کہ یہ انہی تو ہوں کیا چاہتا ہے اس نے ملازم لڑکے کو تولا دے کر کہ

"میں نے بھریڑی کے لیے اسے لایا۔"

اور اتارے کھلے

"ہم اسے گھٹ کی طرف چلو۔"

لیسی چل پڑی۔ کئی سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد جب لیسی وہاں پہنچی
پاس آئی تو غلطی سے لیسی چھوڑ دی۔ یہاں سے اسے پیدل ہی اپنے غریب گھرانے تک
چلا تھا۔ لڑکی بھی اس کے ساتھ جلدی جلدی چل رہی تھی۔ میں نے لڑکی سے پوچھا
"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا

"رہیہ۔"

میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ یہ چل رہی تھی۔ غریب گھرانے کے قریب آئے تو لڑکی
نے کہا

"یہاں بھی اتنی دیر نہ آجائے۔"

تلاش کرنے لگا۔

"لڑکی کو یہاں کئی نہیں ملے گا۔"

غلطی سے کہہ گئی۔ میں آکر صومالی ہو گئی۔ لڑکی کو وہاں وہاں بلاتا رہا۔ لڑکی سے
کہا

"یہاں کچھ پتہ نہیں ہے۔"

لڑکی ہانپاں پر ڈھکے گئی۔ اس نے مجھے جب سے تھل کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور
لڑکی سے کہا

"تم کو سب کچھ معلوم ہو چکا ہے" غریب گھرانے کی ضرورت میں کہ یہ سب میرا
دوست کرم دلو ہے۔ اس پر ایک میسرے نے چلو کر کے سب کچھ دیا ہے مگر یہ کسی
بھی وقت اپنی اپنی جگہ میں رہاں آ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ تمہیں چاہئے کہ
ضرورت بھی نہیں ہے۔"

پھر اس نے رہیہ کو گھر لے گیا کہ ہمارا مشین خیر رکھی عورتوں کو آزاد کرنا

"کھڑا رہا ہے کر لکھ۔"

لڑکی نے جب ایک ایسے شخص کی آواز سنی جو اس کمرے میں نہیں تھا تو فوراً
وجہ تازہ ہو گئی۔ غلطی سے اسے قتل دیتے ہوئے تھا۔

"یہ میرے دوست کی آواز تھی۔ یہ سب کچھ نہیں ہے۔ یہ انسان ہے" میرا دوست
ہے" تمہارا بھائی ہے۔ اسی نے حق دلوں دشمنوں کو ہلاک کیا ہے۔ ہم اسی مقصد کے
ساتھ یہاں آئے تھے۔ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ کوئی وہاں رہتا ہے۔"

اپنی رہائی کا سن کر لڑکی میں جیسے ایک نئی طاقت آ گئی۔ وہ اتنے کڑی ہو گئی۔ کھڑو
تلاش کرنے اس کے سامنے کھڑے تھا کہ جب میں دیکھ لیا۔ لڑکی اور کچھ ہتھیار لگے۔

میں جو پتہ دوں کے قریب ایک رہتا ہے۔

ان کا ارادہ ہونے لگا کہ وہاں پہنچ کر لڑکی سے کہیں لے کر پتہ دوں سے قتل اور
پھر کچھ اور کچھ ہیں۔ آج ہی وہاں پہنچ کر لڑکی کی طرف سے قتل ہو گیا۔ غلطی سے اس کے ساتھ
ساتھ میرے ہاتھ میں رہا تھا۔ میں نے لڑکی سے پوچھا۔

"اس طرف کوئی شخص نہیں آئے گا۔"

لڑکی کو ہتھیار ہو گئی تھی۔ اسے ایک طالب سے رہائی مل گئی تھی۔ اس نے یہ
پائل میں لے گیا کہ میں سب کچھ ہوں اور انسان کی آواز میں اس سے بات کر رہا ہوں۔
کئے گئے۔

"معلوم نہیں کون سا علاقہ ہے۔ آگے ایک پتہ سڑک آئے گی۔"

اس سڑک کی دو شاخیں ہمیں دو فٹوں کے عقب میں نظر آئے گی تھیں۔ میں
نے کھڑو غلطی سے کہا۔

"یہاں سے لیسی رکھا ہوئے لے لیا اور اپنے گھرانے پر ہی چلے۔"

سڑک پر آکر کھڑو غلطی سے ساتھ ایک جگہ رک گیا۔ ابھی رات کا پہلا پہر
ہی تھا۔ سڑک پر سے گاڑیاں دیکھ کر گزر رہی تھیں۔ ایک خلی لیسی مل گئی۔ غلطی سے

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں ایک شیش کا ہم ہارہ ہے۔ دوسرے شیش کا ہم
جیسا ہے۔ بھوپل کی طرف گاڑیاں ہارہ بخشش سے جالی تھیں۔ ہارہ بخشش پر بہت
روشن تھیں۔ دھرتی کرکوں والے بھلک عام نظر آ رہے تھے۔ بھگہ دیش میں چلنے کی وجہ
سے یہاں لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہو گئی تھی۔ پولیس بھی تھی اور خطری پولیس کے
توی بھی تھے۔ میں نے کلانڈر خانہ سے کہہ

"ایسا ہوشیار رہنا خانہ بھالی۔ پولیس اور لوہر اور رہی ہے۔ اٹلی جینس والے
بھی شہر ہوں گے۔"

کلانڈر خانہ نے جواب دیا

"میرے لیے تم تمام مل رہے۔"

رضیہ نے جب تک بھل کر رہی کی طرح ملازمی میں رہی تھی۔ وہ شہر
قیض میں تھی اس لیے بھل اس کے قریب سے گزرتے اے ایک نظر گھور کر
شہر دیکھتے تھے۔ وہ اپنے لباس کو دیکھتے تھے۔ یہاں پہاڑی تھی کہ بھلی عورت
ہے۔ خانہ ساتھ ساتھ جیسے بھلے ہوئے دھرتی کرکے پاتا ہوا تھا اس نے بھوپل کے وہ
گتہ لے لیے۔ نو دس بیٹہ خانہ سے گاڑی چلنے والی تھی وہاں آگیا۔ وہاں مسافروں
کارش نہیں تھا جس کی وجہ سے اسے دور سے دیکھا جا سکتا تھا۔ یہاں پولیس کے پہلی
بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ ایک علی نے خانہ کو کہہ دیا کہ وہاں کے چھ بکے سے پہلے کوئی
گاڑی بھوپل سیدھی جیسے چلے گی۔ راستے میں گاڑی بدلتی پڑے گی۔ ایک فرین وہ
بکے دیا۔ خانہ چاروں جا رہی تھی۔ میں تین پر سے بھوپل والی گاڑی نکلتی تھی۔ ہم
فرین میں بیٹھ گئے۔ رضیہ کو کلانڈر خانہ نے اپنے ساتھ ہی وہاں میں اٹھایا۔ میں اس کی
جیب میں نقد شیش پر کوئی مشین ڈالی نظر نہیں آیا تھا۔

فرین والی کی طرف روانہ ہو گئی۔

یہ بھی پتا تھا کہ وہاں طویل سفر تھا۔

دوسرے دن شہر کے وقت فرین ٹکن چار پٹی۔ یہاں سے ہمیں فرین بدلتی تھی

جنا چاہیے۔ اس وقت رات کے گیارہ بجتے والے تھے۔ کوئی کو ہم نے مجھو کر کے
چارپائی پر سٹا دیا کہ وہ کچھ دیر آرام کرے۔ شیش پر چلنے سے پہلے اسے اٹھا دیا
گئے۔ رضیہ بے ہاری چلنے کب کی چلنے ہوئی تھی۔ چارپائی پر سٹ کر پڑ گئی اور تھوڑی
دیر بعد گھری خیر سو رہی تھی۔ میں نے خانہ سے کہہ

"تمہارے پاس بھوپل تک گاڑی آدھوں آکر لیتے ہے۔"

اس نے کہا کہ اس کے پاس کافی پیسے ہیں۔ میں نے کہہ

"رضیہ کو اپنے ساتھ فرین پر اٹھالو اور ان کے پاس سے کوئی نہ اٹھالو۔"

"میں اپنے ساتھ ہی اٹھائیں گے آپ یہ معلوم نہیں کہ بھوپل چلنے والی گاڑی

میں وقت چھوٹی ہے۔"

میں نے کہہ

"مجھ کو ملے سے پہلے ہم خانہ پر کوئی چاہیں گے۔ بھوپل کی طرف۔ یہ گاڑی بھی

چلتی ہوگی اس میں بھی ڈیڑھ یا دو گتہ۔ یہاں سے کتنا بہت ضروری ہے کہ تک میرا خیال

ہے۔ مجھ تک کمال خانہ والوں کو بھی پانچواں گاڑی کی تلاش کا پتہ نہیں چلے گا۔"

"آپ ابھی یہاں سے نکل پڑے ہیں وہ سنا ہے کوئی گاڑی مل جائے۔"

"رضیہ کو بیٹھا دے اسی چلتے ہیں۔" میں نے کہہ

خانہ نے رضیہ کو بیٹھا دیا۔

"رضیہ ہوں! میں اسی چلتا ہوں۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کلانڈر خانہ نے مجھے اٹھا کر اپنی قیض کی جیب میں ڈالا اور

رضیہ سے کہہ

"جیسے ساتھ آجاتے۔"

خانہ غیر آج کل خانہ رات کے وقت لوہر اور بھی سنا تھا۔ ہم ٹھہرنے سے بہت کر جا

رہے تھے۔ دریا ایک طرف وہ گیا تھا۔ دور سے دریا کے پل کی روشنیوں نظر آ

رہی تھیں۔ ایک جگہ سے رکتا مل گیا۔ ہم شیش پر آگئے۔ نکلنے کے دو شیش ہیں۔

اور بھول جانے والی گاڑیاں پکائی جس۔ ہم ایک بیٹ فارم پر آکر رہ گئے۔ یہیں غلام اور ریشہ نے کھانا کھایا۔ چونکہ غلام نے اس کوئی نہیں تھا اس لیے ہم بے فکر ہو کر کھانے کر سکتے تھے۔ میں نے غلام سے کہا میں جب سے باہر نکل رہا ہوں۔ اس نے مجھے جی سے منع کر دیا۔

"تمہاری فکر دیکھی تو غلوں میں آنا نہیں گئے۔"

گلائی کے آگے میں ابھی ایک کھڑا تھا غلام جانے کی کوششیں سے جانے کے گاؤں کے آگے یہ مٹی کے گاؤں تھے۔ جانے پانے کے بعد یہ گاؤں بیک وقت دیکھ جاتے تھے۔ غلام کو ریشہ بیٹہ تمام کے غلام پر لڑنے لگے۔ میں نے اس کی عقلی جیب میں سے گردن باہر نکالی۔ وہی تھا۔ اور مٹے کے پار یہ شام کی چائیں انہوں کے دھوئیں میں مکمل فی دی تھی۔ انہوں کے دھوئیں اچھٹ کرتے اور انہوں کے کہیں میں نکلا کر ریشہ کی گاڑیوں کوئی تھی۔

"کلیاں دے گا۔ کلیر یا پھر گا۔ اور کوئی شوق نہ اس کے لیے نہیں بھی دے گا۔" اور کہیں قند لوگوں کے چوڑے سے معلوم ہوا تھا کہ مطلقاً لا فلاح ہیں اور انہیں خود بھر کر کھانے کو بھیجی تھی۔ وہاں غلام ریشہ کو کھانے دے رہا تھا کہ وہ پٹیاں نہ دے۔ غلام کوئی اس کو پانسیں پہنا کر وہیں آجی گئے۔ میں نے اس کوئی ایک آواز دے کر لے کر ایک ایک درمیان سے گزرا۔ وہاں چار کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ایک ایک ہاتھ میں پانسی کی کھڑی تھیں۔ ہاتھ سے ہاتھ اس کے ہاتھ گزرا۔ غلام کو اور ہم پانوں کا اسیانچہ لگا تھا۔ ہاتھ میں سفیدی بھٹک رہی تھی۔ وہ جب قریب آیا تو میں غلام کی جیب کے اندر دو گیلے دس چار دیکھ کر ہوا گردن باہر نکلا۔ غلام غلام ریشہ سے ہاتھ کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ کھڑے تھے۔ انہوں کو اور جوڑے مرد صلی ہم سے چار قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ بھی سامنے دیکھتا بھی اور بیٹ فارم کی پھٹ کو دیکھتا اور کبھی گردن ہٹا کر گاڑی طرف دیکھتے لگتے۔ میں نے اس دیکھا کہ کوئی ایک غلام بہت شہد اسے قریب سے گزرتے ہوئے سرسری نظر سے ہی دیکھا ہوا۔

دیکھا آوی کوئی ایک آواز دے گا۔ وہیں کھڑا رہا۔ ہمیں سے اگلے چاروں دیکھیں گاڑی طرف آگے لگے۔ ہاتھ قریب سے گزرتے ہوئے اس نے غلام غلام ایک کھڑی گاڑی اور آگے نکل گیا۔ میں نے غلام سے کہا۔

"یہ بڑا عوام صلی گاڑی طرف بیٹے طور سے دیکھ رہا تھا۔"

غلام نے کہا۔

"مجھے دیکھنے سے اسے کیا لگے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔"

میں نے کہا۔

"تو براہ راست نہیں ہے۔ یہ جس میں دیکھ رہا تھا۔ مجھے یہ ہی آئی ای کا جی لگا ہے۔"

غلام غلام ریشہ سے ہاتھ گزرتے آگے غلام بھی آگیا تھا۔ وہ عوام صلی میں تھیں۔ قدم آگے جانے کے بعد وہیں آگیا تھا۔ میں نے غلام سے کہا۔

"وہ نہیں آ رہا ہے۔ وہ نہیں پہچانتی تو کھانے کر رہا ہے۔"

بڑا عوام صلی ہاتھ قریب سے گزرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ وہاں پہلے ہی بہت زیادہ تھیں۔ آگے قدم اٹھا رہا تھا۔ اس وقت اس نے گاڑی طرف ہاتھ میں دیکھا تھا۔ لیکن اپنی رفتار تھیں۔ کوئی تھی۔ جب وہ آگے چلا گیا تو غلام غلام نے کہا۔

"مجھے تو اس میں کوئی ہی آئی ای دیکھنے کی بات دیکھنے میں دیکھ عام مرد صلی بڑا ہے۔ شہد ایک کسی ساتھی کو اور دیکھ رہا ہے۔"

میں غلام کی جیب سے توڑی کی گردن نکالے۔ ہاتھ دیکھنے کے لیے اس کی طرف جانے پر دیکھ رہا تھا۔ وہ دس ہاتھ قدم میں کر ایک بار پھر دیکھ گیا۔ وہ دیکھ گیا۔ طرف ہوا کہ بیٹ فارم کی پھٹ کے آگے تھیں کے پاس دیکھ گیا۔ ہاتھ میں جیب سے توڑی نکال کر سلگائی اور توڑی پتے لگے۔ میری نگاہیں اس پر تھی ہوئی تھیں۔ توڑی کے دیکھ کر اس نے لگے کے بعد ہاتھ دیکھنے کے لیے اس دیکھا کہ کوئی ایک غلام طرف دیکھنے میں نے غلام سے کہا۔

"خدا بخائی جلی سے اٹھ کر کسی دوسری طرف چلے چلو" یہ بڑھا اٹھلی جیس کا آوی ہے۔"

خدا اٹھ کھڑا ہوا۔ رخصت بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ بیٹہ فارم کے دوسرے سرے پر کوئی آوی نہیں تھا وہاں جا کر خدا ایک چٹیل چڑ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جب سے سر اٹھل کر دیکھا تو دھواں مٹائی جلی بیٹھا تھا وہاں نہیں تھا وہ چائیا تھا مجھے بھی خیال آگیا کہ وہ خدا ہے یہ آوی کی آئی اوی کا نہ ہو۔ مجھے یہ بھی وہم ہو گیا ہو۔ لیکن میں نے وقت پر چمکا کر اپنی رہ داری لاییت دیا تھا۔ خدا بھی بولیس کو مطالبہ قماروری آئی تھی اس کی بیٹی اسامی عظیم کے گھر میں کو تلاش کرتی تھی تھی۔ اسے میں پاپٹ فارم پر چھوڑ دیا تھا کہ خدا ہو گیا۔

بھول جاتے تھے تھیں تو میری آگاہی سے اس کی طرف دودھ پیتے تھیں میں پہلے بھی اپنی بیٹی خدا کو بھی ایک ایسے میں بیٹھ کر لی تھی۔ اس نے (خیر) ایک ایسے کے ساتھ بیٹھا تھا کہ وہاں سے خدا کے گھر کے کرتے کی بوب اس کے دور اس کے کی طرف تھی۔ میں بیٹھ سے تھوڑا سا سر باہر نکل کر وہ اس کے میں سے اس کے ہاتھ والے ستاروں کو دیکھ رہا تھا وہ بھی مجھے وہم تھا کہ کہیں وہی بڑھا وصال اس کے ایسے میں نہ آجائے تو وہ نہ آئے۔ تھیں چل پڑی۔ تھیں بھول جاتی تھیں تو خدا رخصت کو یہ کہہ کر اٹھا کہ میں جاتے لے کر آؤں۔ میں اس کی بیٹھ میں تھا خدا اسے باہر آکر اس نے آہستہ سے مجھ سے پوچھا۔

"وہ وہی تھیں وہ وہی تو نظر نہیں آتا؟"

میں نے بھی تہمت سے کہا۔

"نہیں" وہ بارہ اسے نہیں دیکھا تھا وہاں تک تھا وہ کوئی عام دھواں تھا وہ نہیں سمجھا ہی رہتا تھا۔"

خدا خدا ساتھ ساتھ جاتے کے شل کی طرف چلے ہوئے ہوئے۔

"اپنی طرف سے ہم اپنی اختیار کرتے ہیں اپنی لٹ جاتے ہیں۔"

اس نے جاتے کے دو مٹی کے کتوں سے لے اور واپس اس کے کی طرف چل پڑا۔ بیٹہ فارم پر کھڑی روشنی تھی۔ اچانک مجھے وہی بڑھا وصال نظر آگیا وہ دھواں ساتھ اس کے اس کے کھڑی کے پاس کھڑا اور چھٹا کر جیسے کسی کو تلاش کر رہا تھا میں نے خدا کو ایک خاص جلی کی آواز میں غلے کا کھیل دیا۔ یہ بھی ہی جلی میں بیٹھ ہونے کی وجہ سے اپنے سر سے دو بار دھواں تھا وہ اس وقت دھواں تھا جب اس پاس کوئی غلہ ہوا اور میں اس کی آواز میں خدا کو غلے سے اٹھ کر اس کے گھر میں۔ کھیل کی آواز پر خدا کے سر سے یہ اختیار اٹھ گیا۔

"نہیں جاتے ہیں؟"

میں جگہ نہ ہوا۔ کیونکہ ہم اس کے سر میں کے درمیان آگئے تھے۔ خدا میں نے غلے کا کھیل لایا تھا اس نے خدا مجھ سے بات کہنے کو یہ تھیں خدا اس نے جاتے کے گھر کو پوچھا کہ وہاں سے آکر کھیل کی طرف گیا کہ میں اس کی آوازوں۔ لیکن میں آکر اس کے دور اس کے کیا اور مجھ سے پوچھا۔

"نہیں جاتے ہیں؟"

میں نے کہا۔

"نہیں اسی مسئلہ کو دیکھو کہ وہاں سے آکر کھیل کے دور اس کے کیا اور مجھ سے پوچھا۔"

خدا نے کہا۔

"تھیں تھیں ہے کہ یہ وہی دھواں بڑھا تھا؟"

میں نے کہا۔

"نہیں تو روشنی ہے۔ میں تو اس جیسے میں بھی آوی کی چل دیکھ لیتا ہوں۔ تھیں کہ یہ وہی بڑھا تھا؟"

خدا نے کہا "نہیں جاتے ہیں؟"

میں نے کہا۔

حمی اپنی بیوی کے جسم کی خوشبو میرے دل و دماغ کو فرحت بخش رہی تھی۔ میں خدا
لا شکر اکر رہا تھا کہ زندہ سلامت واپس اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ گردن دانستہ میں
میرے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ ایک تو پاپیس میرے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ دوسرے
میں سناپ کی شکل میں قتلہ ادا خاند کی جیب سے باہر نکلا تو لوگ مجھ پر چڑھوں اور
افعیوں کی بارش کر دیتے اور نیل والے انسان کی شکل میں ہوتا تو کوئی تھپ میں تھا
کہ افعیوں پاپیس یا لٹری پاپیس کے پتے چھ جاکہ زندہ سلامت واپس آئے پر مجھے
واقعی خدا لا شکر اکرنا چاہیے تھا۔

خیر کہیں کچھ کے باہر اپنے محلہ میں رنج کرنا چاہوں گی سے باہر نکل نکلتے
انوں نے اپنے لڑکے کو بچان لیا تھا۔ وہ خدا کا فضلہ نامہ ہے۔ کو اپنی جگہ سے لے کر کہیں
نہا کے اور آئے۔

اندر غیب میں آکر کھڑا ہونے سے پہلے

”ہاں! یہ تیری عیبہ نہیں کہ ہے۔ پہلی تم پر طرب سے گھڑا ہے۔“
 دیکھ کر کے گری۔

بہال بن! مجھے بھی جو کچھ اس نے بتا دیا۔ میں تو نہ لگاؤں گا اس کی مادی زندگی
نہیں بھولوں گے۔"

2/2/24

”سیرا کی فی کالی اہل و عیال کے ساتھ کرتا ہے۔“

میں نے خالد سے کہا۔

”معلوم کرنا چاہیے کہ ہمارے دو طلبہ شہید ملی لیڈر کو شہید چھوڑنے کے لئے ۱۱
 لکھ آئے تھے۔“

خاتم نے اسی وقت کلمہ ارشاد کیا بلایا اور اس سے اپنے دونوں مہلکوں کے لئے میں پوچھا کلمہ ارشاد لے کر۔

”سرا! وہاں نظمیری حصہ پرست ایذا کو سری نگر ان کی غصہ پانیہ بھوک میں

”نہیں سے اتر چکے تو پولیس کا غلو بعد جاٹے۔ اگر یہ واقعی سی آئی ڈی کا آدمی ہے اور تم کو اس نے شعلت کر لیا ہے تو یہ فوراً پولیس کو خبر کر کے تمہیں بکرا دے گا۔ میرا خیال ہے اسی نثرین میں بیٹھے رہو۔“

اسے میں نے نہیں کو ایک دم کا گورہ آگے کو پوچھنے لگی۔

۱۱۱ اب تو اسی ٹرین میں رہنا ہوگا لگاتار کرو۔ آؤنگ ہوتی ہے جس ۱۱۱

مجلس

”جی، جی، جی، یہ ایک تعارفی خط ہے جس میں وہاں تک۔“

[illegible]

ہنچا کر واپس آ گئے تھے۔ اس وقت وہ اپنے دوسرے بیٹے کوٹ میں ہیں۔ آپ علم
دہی دے رہی ہیں انہیں وہیں سے بلا لیتا ہوں۔"

خلد نے کلمہ

"کون کل پیتے ہو۔ پھر تم خود جا کر انہیں لے آؤ۔"

خلد نے رضیہ کے ساتھ قزو ماہیٹ کیڈ چائے پرائی۔ مجھے اس جگہ میں
آٹے کے ٹورا، برنجیہ سے لعل کر سائے پٹائی پر ٹٹاوا، کٹنے لگا۔
"مجھے تو بھول کے شیخین پر وہ دوا دینی تھی مگر میں آج تم نے اسے
نہیں دیکھا تھا؟"

میں نے کلمہ

"میں صبری بیگم کے ساتھ ان کے ساتھ جا رہی ہوں۔ مجھے دیکھنے کا موقع ہی
نہیں ملے۔"

وہ لگا۔

"میرا خیال ہے وہ بھول سے آگے پہنچ کر طرف پھرتا ہو گا۔"

خلد نے کہا کہ وہ جانتی ہے۔

کلاؤ خلد کے منور سے پاس لے رضیہ کو اپنے اور اپنی بیوی کے بارے میں
کہہ نہیں سکتا۔ خلد نے ہائل کی سوجھا تھا کہ اگر ام نے رضیہ کو تا دوا تو حالت
بدلتے بہت دور نہیں گئی اگرچہ بس نے رضیہ کو بچا لیا تو وہ ایک مسئلہ میں اس سے
بیرت اور بیوی بیوی کے بارے میں معلومات حاصل کر لے گی اور ہم سب کو
بکارتے جائیں گے۔ اپنی کہیں کہہ کے بارے میں بھی خلد کو بتائی پڑا تھا لیکن وہ اس
لئے مطمئن تھا کہ رضیہ اس کی تحویل میں ہے اور نہیں سے وہ اسے اپنے بھلوں کے
حوالے کر دے گا جو اسے اپنی حفاظت میں آڑو تحمیر پہنچا آئیں گے۔ رضیہ کو ہم نے
دوسری کو فوری میں آرام کرنے کے لیے بھجوا دیا۔ میں اور خلد اسی تجربے میں بیٹھے
واپس آتے رہے۔ ہم نے چائے پیا۔ خلد نے بیلہ کو بلائے کے لیے آوی بھجوا دیا

خلد وہ اسی وقت آگئی میری طرف دیکھ کر بولی۔

"خدا کے واسطے تم کب اسٹیٹ کل میں واپس آؤ گے۔ یا لہذا! ہمیں اس مصیبت
سے بھارت مٹا دینا۔"

میں نے کلمہ

"بیلہ! اب فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ اللہ بہت جلد ہم پاکستان چلے
جائیں گے۔ وہیں چلتے ہی مجھے لڑکی حکم سے اس مذاہب سے چھٹکارا مل جائے گا۔"
"ہم کب پاکستان جائیں گے۔ تم ہر بار یہی کہتے ہو اور پھر بھول جاتے ہو۔"

میں نے کلمہ

"ہیں۔ مجھے تو کہ اللہ اللہ لگے پھر ہم یہاں سے آڑو تحمیر کی طرف دوڑتے ہو
جائیں گے۔"

بیلہ اپنی دیر صبرت اس جگہ پر نہیں کھاتی رہی۔ پھر وہ واپس چلی گئی۔ کلاؤ اور وہ
نے دونوں بھلوں کو بڑا سمجھا تھا۔ تحمیر کی لیلہ کو سری گھر چھوڑنے گئے تھے۔ انہوں
نے آتے ہی کلاؤ خلد کو چھوٹ لیا اور لوہے سے کلاؤ۔ ہر ایک کا لڑا خلد نے اسے
رضیہ کے بارے میں ساری بات تفصیل سے بتائی اور پھر بیلہ

"ایسا تم لوگ وہی اس، لیکن کو ذرا آگے بڑھنے لے جاتے ہو؟"

ایک چلنے لگا۔

"سرا! ہم آڑو تحمیر کا پورا کس کر دیں گے؟ آگے اپنا ایک آدمی اس علاقوں کو
دار آئے اس کے گھر تک چھوڑ آئے گا۔"

"ایسا تمہیں اس آدمی پر بھروسہ ہے۔"

"میں سرا! وہ اپنا قصہ پرست چلے گا۔ اس کے لیے علاقوں کو ذرا آگے پہنچا
کئی مشکل بات نہیں ہے۔ وہ پورا بھروسہ کا آدمی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ پھر تم چاروی شروع کر دو۔ شام کا نہ بھروسہ ہی تمہیں رضیہ بس
کو ساتھ لے کر یہاں سے چھوڑ تحمیر کی طرف لکل چلا ہے لیکن صبر سے ساتھ کسی

مرد عورت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کا شمار اسے پاس کیا انعام ہے۔"

وہ سرا جھلک دیا۔

"میرا ہماری ایک غلط ہے وہ ہمارے ساتھ چلے گی۔ وہ سچیر کی رہنے والی ہے۔
 ان دونوں بھوپلی آنی ہوئی ہے ہم اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"
 "پاکل ٹھیک ہے آپ تم جا کر ضروری چوری کرو۔ یہاں سے تم بیپ میں جاؤ
 مجھ کو بھوپلی سے آگے لاکھن پور سے دلی والی ٹرین پکارو گے۔ بھوپلی شیشی سے
 زین میں سوار نہیں ہو گے۔"
 "اچھا سر۔"

پور دونوں جہاز سلام کر کے چلے گئے۔ میں کلاؤ غلط کے پاس قیام پیلہاٹھ اس
 سے میری طرف دیکھ کر کہہ
 "رضیہ بی بی تو تم کو شکر ہے کہ تم کو رہائش بخشنے والی ہے۔"
 میں نے کہہ

"میں نے اس کے لئے میرا دل دیا ہے۔ وہ میری ہی دونوں میں لال کر پائنتی
 پہننا ہے اور ہمارے دوستوں کی قید سے آزاد کرنا ہے۔"
 کلاؤ غلط دیا۔

"تم مطمئن رہو رضیہ کو مجھ سے ملے ہو ہم وہاں گئے جا کر رکھ دلی سے افوا
 کی ہوئی وہ دوسری عورتوں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اور جن مٹی پہلی والوں
 نے انہیں اٹھا لیا ہے ان سے بھی اس دوسری کا پر راجہ انعام لیں گے۔"
 "انتہہ غلط۔" میں نے بے اختیار کہہ

جیسے ہی شام کا اندھیرا ہوا کلاؤ غلط نے رضیہ کو اپنے دو مہلوں کے ساتھ بھول
 سچیر کی طرف روانہ کر دیا۔ انہوں نے ضرور کیا کہ رضیہ کو سلامتی پناہ دی تاکہ کسی
 کو اس پر کوئی شک نہ پڑے۔ آپ اہلرا مشن ایک بار پھر گئے جا کر مشقی پاکستان سے
 اطرا کی ہوئی عورتوں کو جڑا پ کرنا اور انہیں اٹھانے والوں کو ٹھکانے لگانا تھا۔ جیلہ کو

ہم نے کیا نکلا کہ ہم ایک ضروری حکم کے سلسلے میں جاگ پور جا رہے ہیں۔ چند
 ماہوں واپس آ جائیں گے۔ آپ ہم نے اپنے مشن کے سلسلے میں ضروری چاروں
 شروع کر دیں۔ اس بار کلاؤ غلط نے اپنے ساتھ وہ انرجک ہتھل رکھتے کھیل کھیا تھا۔
 ایک ہتھل میں بے قید ہے۔ فیصلہ اس انکھ کے پیش نظر کیا گیا تھا کہ مجھے انسان
 سے سچ کی عقل میں تبدیل ہونے لگی دن گزر گئے ہیں۔ کوئی پتہ نہیں میں کب
 انسان کی عقل میں واپس آ جاؤں۔

چین مجھے اس کا انسان کم ہی نظر آ رہا تھا مجھے سچ سے انسان میں تبدیل
 ہونے کے پہلے کی سہولت ایک لمحے کے لئے بھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ پولیس
 شیشی کی قبر میں اسے والے سچ سے کچھ زیادہ رست تبدیل پناہ کر دی تھی
 اور میرے دوست کا وقت طویل ہو گیا تھا۔ مجھے کلاؤ غلط کی غلطی کتنی گھر میں چپے
 رہنے کی سہولت نہیں تھی۔ میں سناہ کے آپ میں قتل اور میں آ کر کتنی گاؤں سے
 باہر بھی نکل جاتا تھا۔ کوئی نہیں سوچ سکتا تھا کہ میں کب کے قریب آ سکیں جہاں میری
 اس کیا پائنتی سے واقف ہو چکے تھے اور ان کے لئے وہاں انہوں کی طرف بھرانے کے
 دوسرے دن کا وقت ہے۔ میں کتنی گھر میں بیٹھے بیٹھے ہزار ہا کیا تھا۔ دن کا وقت تھا
 میں نے سنا کہ وہاں ہر ملک کو کھلی ہوئی سیر کر لی جاسکتی ہے۔ چنانچہ میں غلامی سے
 دھنکا ہوا کتنی گھر کے دھنکے سے نکل کر گیسے میں آ کر اور وہاں سے واپس آ کر
 باہر آؤں۔

میرم بنانا غلام تھا۔ اگرچہ ہمیں یہ بولی چھانے سے تھے لیکن دن کی روشنی
 خوب بھلی ہوئی تھی۔ سہری کا موسم رخصت ہو رہا تھا۔ دن کے وقت زیادہ سہری
 محسوس نہیں ہوتی تھی۔ میں غلامی میں رہنے کے سب سے دھنکا ہوا پانی پلاؤ دلی کے پاس
 آ کر بیٹھ گیا اور سامنے والے دو مشن گئے دو مہلوں سے گزرتی چھلاندی کی طرف دیکھتے
 لگ لہا لگ مجھے جی کی تڑپ مٹتی رہی۔ یہ میں کب سے سچ کی حیثیت سے اپنے
 تجربے کی بات بیان کرنے لگا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ سچ ہے جی کی تڑپ کا کوئی اثر

بات اس پر حلت وہ ہانے کی کہ میں اصل میں انسان ہوں اور میں نے سچپ کا روپ اختیار کیا وہ سچپ۔ پھر تو یہ مجھے کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑے گا۔ یہ اس کی چال ہے۔ وہ حرفت یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کیا واقعی میں سچپ نہیں بلکہ انسان ہوں۔ وہی کسی کو شر یا کرہاتے کا کوئی ٹکڑہ بھی نہیں قتل لوگ تو اپنے بھی ایک سچپ کو انسان کی توازن میں بات کرتے دیکھ کر بار کرہاگ ہاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی فیصلہ کیا کہ میں چال نہیں بلکہ انسان ہوں اور اس بڑے مکار جیسے پر یہ وار بھی اٹھا نہیں سکتا گا کہ میں سچپ نہیں بلکہ انسان ہوں۔ چنانچہ میں خلافت میں رہا۔

وہاں سے جیسے نے میری گمان تو چھوڑ دی تھی مگر مجھے پوری طرف سے چھو گیا ہوا قادیان میں اس کی گرفت سے بچنے کے قادیان میں وہ سکا قتل میں نے میری طرف دیکھتے ہوئے گد۔

مگر تم پناہ آپ مجھ پر غلام کر دو اور انسان کی توازن میں مجھ سے کوئی بات کو تو میں جیسے تھی اور وہاں کہ جس سچپ کے جسم سے لہاں کر انسان کے روپ میں رہاں میں اس کے پاس گد جیسے گد کے پاس شرکاء کے ساتھ کا تو سمجھ رہا ہے۔ میں نہیں اس کے پاس سچپ چلا گیا اور وہ سچپ ہو گیا کہ جس سچپ سے انسان کا دوست ہے۔

یہ کسی اس عیار جیسے کی ایک چال تھی۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ کسی بار پر ہے۔ وہ بڑی عین پر ہے۔ میرا حاشیہ نہیں کہ وہاں قتل اس کو میری بڑے سے معلوم ہو گیا تھا کہ میں سچپ کی شکل میں انسان ہوں۔ چنانچہ وہ مجھے اپنے قبضے میں کر کے مجھ سے کوئی دوست نام لینا چاہتا تھا قتل لیکن اس کے لیے شراب تھی اور ضروری تھا کہ میرا انسان ہونا ثابت ہو جائے۔ ابھی تک اس پر یہ جہت نہیں ہوا تھا کہ میں واقعی سچپ کی شکل میں انسان ہوں۔ اگر میں ذرا بول دیتا تو یہ بات ثابت ہو جاتی اور پھر مجھے مکار معلوم نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتا۔ میں خاموش رہا بڑے سے جیسے نے ایک بار پھر میری گردن مضبوطی سے پکڑ لی اور میں نے اس پر رکھ کر بائیں ہاتھ سے



جیسے نے یہ ایک بات مانگنی تھی۔

میں اس وقت کو اس واقعہ پر جب میں میں لیکن مجھ سے ہار لے کر کھل دیا میں یہ کہنے کا خیال پیدا ہوا تھا مجھ میں کوئی کوئی فعل کھڑی تھی۔ پھر عجب سے ایک سچپ کی صورت پر پڑا کہ اس کا لباس بھی تک پہنچا ہوا تھا اس نے مجھے بھی تک کہ اس سے پکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے اٹھ کر اس کی گت پر میری گردن پر چلی کر دی اور اپنی آنکھوں کے ساتھ لاکر مجھے الٹی سرخ لہو لہی آنکھوں سے نمود کر دیکھا اور یہ کہ

میں جانتا ہوں تم میری توازن میں ہے۔ میں جانتا ہوں تم سچپ نہیں ہو۔ تم انسان ہو اور جس میں جیسے نے شرکاء کا سچپ کر سچپ بنا دیا ہوا ہے۔ میرے پاس اس سچپ کا تو نہیں ہے۔ میں نہیں انسانی شکل میں رہاں نہیں لا سکتا لیکن اگر تم مجھ سے اپنی انسانی توازن میں کوئی بات کہو گے تو میں جیسے چھوڑ دوں گا۔

تو قتلہ نام کیا ہے؟

میں اب شر یا کر اپنے ساتھی چالوں کو نہیں بنا سکتا تھا میں ان سے بہت دور ہو گیا تھا میں نے سوچا کہ اس مکار جیسے نے ضرور کسی خاص مقصد کے لیے مجھے پکڑا ہے۔ اس کے لیے میں ایک غلاب سچپ ہوں اور وہ لوٹا مقصد پورا کیے بغیر مجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ اگر میں نے اس کے ساتھ انسان کی توازن میں کوئی بات کی تو یہ

تسلط و دشمنی میں ہوں۔ اگر تم مجھ سے افسلہ کی آواز میں ہلت کرو گے تو مجھے خوش ہوگی۔ چار ہم دونوں ایک دوسرے کے دست بن جائیں گے۔ میں تمہیں اپنے گورو پیروے کے پاس لے جا کر سناپ سے افسلہ گل میں واپس بھی لے آؤں گا۔ اس کے بعد میں تمہیں ایک ایسا راز بتاؤں گا کہ ہم دونوں ملا ملے ہو جائیں گے۔ بھارت میں امیر سے امیر اور دشمنوں سے دشمنوں میں بھی ملواری دولت کا مقابلہ نہیں کر سکتے گے۔
وہ کہتا ہے: ”

میں پر بھی خاموش رہا اور زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالا۔ اُس کے سیرے سے

”تم اپنے ضدی آدمی کو۔۔۔ کوئی ہت نہیں۔ میں بھی اس وقت تک نہیں اپنی
قد میں رکھوں گا جب تک کہ تم مجھ سے اس کی توار میں ہت نہیں کرتے۔ میں
سے تم، کیا اکی حیرتوں کر رہا ہے کہ تم اپنی طرف سے لڑاؤ فی بل نہیں سکو گے
اور میں اگر تمہیں یہ لڑاؤ تھا بھی ہم دونوں کا تم وہی ہے ہاں میں سکو
مگر یہ ہے تم کے اثر سے تم ہی طرح ہت کی شکل میں ہی رہو گے۔ یہ لڑاؤ ہوا
نے تم سے۔“

میں اس کے بلخود خاموش رہا تو کئی بات نہ کی۔ بوڑھے سید نے مجھے الفاظ جاری میں بند کیلے چاری بھولے ہیں داخل اور باطنی تخیل ایک طرف تھل چلا۔ میں چاری میں بند تھا۔ چاری کو اس نے پکڑنے میں پکڑ دیا تھا۔ مجھے باہر جاکے لکڑیوں آ رہا تھا۔ ہل چیلے کے جسم کی اور کلینڈر غلہ کے جسم کی یہ ضرور آ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ یہ دونوں باہر نکلی ہوئی جا رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ بوڑھا سید اب مجھے چاری میں بند کر کے شہر سے دور نکال دے گا۔ یہاں پر وہ کسی ایسی جگہ آ کر روک گیا جہاں سوڑ گاڑیوں اور لوگوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یہاں سے بوڑھا سید ایک دھڑکے میں سوار ہو گیا۔ رکشا دو ٹک چلا رہا تھا۔ وہ جہاں رہا وہیں بھی لوگوں کی لکڑیوں آ رہی تھیں۔ ان آوازوں میں دہل گاڑی کے انجن کی تھوڑی سی جھجک تھی۔ کچھ دیر کے بعد

انہیں پر سے توڑی سی مٹی لٹائی اور وہیں آواز میں جھب و غصہ جسم کے ستر پر پڑنے شروع کر دیے۔ ستر پڑتے پڑتے وہ توڑی توڑی دیر بعد اپنے ہاتھ میں لی ہوئی توڑی سی مٹی میرے اوپر ڈالتے۔ میرے جسم میں پڑنے لگی مٹی کھڑکی آجکی قسم۔ اس کے ستر پر ہر لمحہ اوپر مٹی ڈالتے سے مجھے ایسے لگا جیسے جہی دی سی طاقت بھی ختم ہوتی جا رہی ہے۔

کھیتوں میں غاسوتی جس کی کھل دغیرہاں ایسی قند کی آجاتا ہی نگر میں
آ رہا قند پر زحما چیرا والی ہے گھڑی سے حذر یاد چار کٹھ پر چھوٹا بھی رہا قند اور
مجھ پر مٹی بھی لاکھا جا رہا قند آئندہ بار اس نے پھر پر مٹی والی تو مجھے اپنا جسم پہلے سے
ایوانہ پہ بھل گھوسا ہونے لگا بوڑھت سب نے نہری گھنٹا پر ہاتھ کی گرفت واپس لی
کہہ دی۔ بھڑی گھنٹا اس کے ہاتھ میں لٹکتے آئے وہ براہِ حقو لاچاپ کرتا جا رہا تھا
اور مجھ پر تھوڑی مٹی لاکھا جا رہا قند سب اس کے ہاتھوں کی مٹی فیم ہو گئی تو اس نے
زور سے اپنا ہاتھ (پانی پر مارا) اور مجھے ہاتھ سے پھول دیا۔

میں لکھن پر سب جانی سادہ کر کر چلا میں نے کھیت کی فصل میں بھاگ جاتے لی
گوشش کی لیکن میرا جسم لہکا وہ میں ہو گیا تھا کہ میں تو لہا سارے کھیت کر وہیں وہ کھیت
لکھی میری حالت پہلے بھی نہیں بدلتی تھی۔ یہ بالکل وہی کھیت تھی جیسے آدی طواہ
میں کئی چاروں اور کچھ کر بھرتے تھے گوشش کرتا ہے تو اس کے پاؤں میں من بھاری ہو
جاتے ہیں اور وہ انہیں تنکے ٹپ کا بھی شیعہ طواہ میں اس کا توبہ ہوا وہ کھیت میری
بھی وہی حالت ہو رہی تھی۔ میں نے وہ زمین بار فرار ہو گیا تھا لیکن میرا جسم لہکا ہو گیا
اور بھاری ہو گیا تھا کہ میں ایک دو لکھی رکھ کر وہیں وہ کھیت
توبہ ہوا سے میرے سے جنگ کر گیا۔

”تم مجھ سے کب تک لپٹا کپ چھڑا کرے؟ میں تمہیں ایک بار پھر موقع دتا ہوں۔
مجھ سے اعلان کی آواز میں ہلکتے ہوئے تم میری آواز سن بھی سبھ ہو اور
انسان کی آواز میں میرے سوال کا جواب بھی دے سکتے ہو۔ میں تمہارا دوست ہوں“

اسے ہانک کر دسہ میں اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہل ضرور تھا لیکن اسے کے لیے جتنا
کھولنے کی ایک منہبہ کو ضرورت اور دانت گاڑنے کے لیے جتنی طاقت کی ضرورت
ہوتی ہے وہ مجھ میں نہیں رہی تھی۔

بوڑھے پیڑے نے مجھ سے تھک کر کہا۔

"میں تمہیں جانتا ہوں کہ اگر آجیا ہوں یہاں سے تم بھی وہیں نہیں جا سکو گے
تھوڑے لمبے میں بچے کہ مجھ کو اپنی بیوی یا لڑکے سے تمہیں کی طرح ہمت
کر کے پانا کہ تم کوئی سی ہو اور تم پر کھڑا پیڑے سے ستر کر کے تمہیں منہبہ بنا
دا تھا۔" لڑکے۔

میں نے قہقہہ کر رکھا تھا کہ چپے بچہ کچھ جانتا ہے یا نہیں اس ملا کو نہیں
جانتا تھا کہ میں ایک بچہ ہی نہیں بلکہ وہی تھی جس کی میں پوری طرح نگاہت کر رہا
تھا اور جس پر میرا اعتبار بھی تھا اور اس پر میرا اعتماد بھی تھا اس کے
پاس لیا کوئی حشر نہیں تھا جس کو چھو کر وہ مجھے انسان کی طرح بولے یا بھوک کر
سکھ میں جب کہ وہ بڑھے پیڑے نے پھر کہا۔

"تم جیسے دوست ہی جانتے ہیں کہ اس سب سے بڑا دشمن وہی سب سے
بڑا دوست ہے۔ وہاں تک کہ لوگ دار اور سے گھڑی پر پناہ گئے انہیں کے اور بچے
قدروں میں سونے پانڈی کے ذخیرہ گاروں کے شہرہ عریضہ اسی ہے کہ تم وہاں میں
ایک بار اپنے ہاتھوں کے آگے انسانی آواز میں ایک اٹھو کہ پڑا کہ۔"

میں کچھ کیا کہ وہ کسی منہبہ میں دھک کر لوگوں کو اتنی دھک دے مشورہ کر کے
یعنی انہیں دھک دے پھر پناہ گاہ میں شہرہ عریضہ کا مقدس منہبہ ہوں اور میرے
انہر شہرہ عریضہ میں ہیں۔ اس طرح سے وہ میرے ڈریسے خوب بڑا دوست بنا گیا تھا
تھا مجھے خیال بھی آیا کہ اگر میں اس پر یہ ظاہر کر دوں کہ میں واقعی انسانی آواز میں
بات کر سکتا ہوں تو یہ مجھے کسی منہبہ میں ہی بٹھائے گا جس میں وہیں سے آسانی سے فرار
ہو سکتا تھا پھر خیال آیا کہ یہ منہبہ پھر انسانی آواز میں بول کر دھک دے گا میں ہے کہ آسانی سے

پر دھک دیا تھا۔ تھوڑی سی دیر میں وہی آواز جس نے اسے آواز دی تھی۔ اس کی آواز
تھک سے آئی۔

"کوئی دھک دے گا؟ کوئی کھال وغیرہ ہوگی؟ یہت وہ لگا دے ہیں اس بار۔"

بوڑھے پیڑے نے جواب دیا۔

"مگر ہانگ منہبوں کا قہقہہ اب نہیں دیکھتے۔ بچے بھی دوسرے کھیل کھیتے ہیں۔
منہبہ کا قہقہہ انہوں نے ان کی باتیں انہیں پکڑ کر گھروں میں لے جاتی ہیں کہ ہانگ
ان سے کہ۔"

پھر بوڑھے پیڑے نے اس کوئی سے پوچھا۔

"مراولی آیا تھا؟"

دوسرے نے کہا۔

"نہی آیا تھا کہتا تھا کہ وہاں کے قہقہے انہیں کے رات کو نہیں کہ۔"

اٹھو آج آجیل۔

"جی اور اس کے لیے مجھ کو وہاں۔" مجھے ہی ہونے سے آج پھر ہی ہانگی ہے۔"

"سے کہ۔"

وہ مرا گئی چا کھیل کے لیے تھوڑی سی دیر کے لیے سے پانڈی لگا اس کا دستا
تھوڑا دور تھے کہ ان سے پکڑ لیا۔ پانڈی کی بات ہے کہ اس کے آواز میں جیسے طاقت
تھی۔ جیسے وہ میرے قہقہہ پر آج پھر پناہ گاہ میں پوری طاقت ہوگی اور میں کو خوش
کے پناہ گاہ سے پیڑے کے آواز سے نہ اس سے کہہ لیکن وہ لگا کہ وہ پناہ گاہ میں پناہ
تھا کہ اگر میں اس میں بھی جاتا تو اس کے پاس میرے زہر کا تو ضرور موجود تھا اس قسم
کے پڑنے اور قہقہہ کا پڑے پیڑے کے پاس شہرہ عریضہ کا منہبہ ہر وقت موجود ہوتا
ہے۔ ان پر زہریلے سے زہریلے منہبہ کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہوگا اس کے علاوہ
انہیں ایسے منہبہ یاد ہوتے ہیں کہ جن کے پھونکنے سے منہبہ کے زہر کا اثر ختم
ہو جاتا ہے۔ لیکن میں نے اس خیال سے اسے اس کی خوشی کی تھی کہ شاید میرا زہر

جس سے میں نے امرانہ لایا تھا کہ وہ لیٹ گیا ہے۔ کئی وقت گزرنے کے بعد کسی نے باہر سے آواز دی۔

”ارے میری دوا کا اندر ہر کیا؟“

یہ اُحساں فکارتی جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بولا۔

”مزاری! اندر آہو۔ میں تمہاری ہی راہ دیکھ رہا تھا۔“

کوئی آدمی اندر آکر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ اس کا ہم مراری قتلہ مراری نے پوچھا۔

"کیوں کر؟" سمجھتا ہوں؟ "کیوں؟"

۱۰ اے ظہری نے قرآنِ مجید سے لاپتی جہلی ثوار میں کہا۔

”اے مراد کی انکسیری دہائی ہم پر صوبہ ہو گئی ہے۔ تاج کی ایسے منہ پر کھلے ہیں کہ تو کی ہر حرکت میں ”جیت“ میں لگیں انکسیری دہائی ہم پر صوبہ ہو گئی ہے۔“

موراری لائے ہے اختیار وہ کرے چلا

انہوں نے یہاں پہنچا ہے کہ کیا اس کی جگہ پر اس کے لئے کوئی اور جگہ ہے؟

یہ اور بھی ایک اور حصہ کے ہم راہ گئے تھے۔ وہ اپنے پیچھے سے ہمارا ہاتھ کے
چلے۔ ہمارا ہاتھ گرا اپنے آگے ہمارا ہاتھ، اسی صورت میں کہیں کر رہا۔

$$H^2(X, \mathbb{Z}) \cong \mathbb{Z} \oplus \mathbb{Z}$$

جس پر ہی میں لایمیں روشنی تھی۔ دل سے ہو گئی تھی۔ اس سے ہم راز سہا قی مرادی
 نے مجھ کو مجھے دیکھا اور بولا۔

”داؤد! کیا یہ آدمی کی طرح بولتا ہے؟“

یہ اعلیٰ افکاری کہنے لگا۔

”میں ہی ایک سیٹ ہے یہ آری کی آواز جان بوجھ کر میں نکل رہا ہوں اسے
میرا عجیب سا رہا ہے اور اس کے جسم سے وہی بو آ رہی ہے جو ایک خوش گاہ کے جسم

مجھے قرار ہونے کا موقع دے دے۔ اس کو بھی معلوم ہے کہ میں قرار ہو سکتا ہوں۔ یہ کوئی ایسا منظر نہ کر سکھ پر چوک دے گا کہ میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکوں گا یا تو وہی سی حرکت ہی کر سکوں گا۔ اس کا علاج تو ایک ہی تھا کہ میرا وہ وہ ختم ہو جائے اور میں خود بخود سناپ سے اپنی انسانی فعل میں واپس آ جاؤں اور یہاں سے قرار ہو جاؤں۔ پھر یہ خیال بھی آتا کہ مجھ پر سب سے بڑے بے ہوشی کا منظر چھوٹا ہوا ہے۔ جو مکان ہے جیسے انسان بن جائے وہ بھی وہ اثر جیسے جسم پر قائم رہے اور میں اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکوں۔ فرض کر میں جب مشکل میں پھنس گیا تھا لیکن یہ میں نے حد کر لیا تھا کہ میں سب سے بڑے بے ہوشی نہیں ہونے والا کہ میں انسان کی طرح بات کر سکتا ہوں۔

صرف اسی طرح میں اسے اگست ۱۹۵۷ء

میں ایک بھونڈی میں قابو جس کے اوپر سے میں سے اسی طرح کی چٹکی
روشنی اندر آ رہی تھی۔ جلی بھونڈی والی بھونڈی میں تھی۔ جس سے سلیم اور قابو
چہ ہندوستان کا پہلی ملاکہ ہے۔ بھونڈی کے دروازے میں سے باہر وہاں میں نے قابو
چلوں اور ایک اور بھونڈیوں دکھائی دے رہی تھیں۔ شنبہ یہ جہاں کی کوئی بستی تھی۔
باہر سے کسی کے قدموں کی آہٹ آتی تو پورے لکیرے لے لکڑی سے مجھے پٹاری
میں بند کر کے پٹاری چارپائی کے چپے رکھ دی۔ وہی کوئی جس نے پورے پٹاری سے
بھونڈی کے بارے میں کہا تھا کیلئے کہ جس میں اس کے لیے بھونڈی اور پانی لے کر تھا
قد میں نے کھل۔

”وہا! لو کچھ دے کھاتو! پتی بھی لے آئے ہوں۔“

بروز کا شکاری ہوا۔

”کے روبرو“

دلوں میں دوسرے پیروں اور ساقوں کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔
بھروسہ آدمی چلا گیا۔ پیرو چارواں پر لیٹ گیا مجھے چارواں کے چرچائے کی آواز آتی تھی

سمندر کیا نہیں پر رادشاہل پہن کر لوہری باگ ہی ہے۔
بڑے پیڑے نے ملاڑی سے کہا۔

"سمندر! میری سات سہیلیاں باگوں میں گزر گئی ہیں۔ میں سہلی کی بوسہ کر
اس کی نسل کو پہچان لیتا ہوں۔ یہ لوہری باگ ہی ہے۔ مجھے پر رادشاہل ہے۔"
بادشاہ توڑ پھوٹا۔ "راجہ کی قسم! اس نے دو سرا سوال کیا۔
"تایم اس سے انسان کی آواز میں ہلت کر سکتے ہو؟ کیونکہ یہی لوہری باگ کی
پہچان ہے اور میں اسی باگ کی شہادت ہے۔"

بادشاہل نے کہا۔

"سمندر! پھر غلطی کو آری کیا میں اسی باگ سے ہلت کر کے دکھاتا ہوں۔"
اس کے ساتھ ہی اس نے بھلا چوری کھول دی۔ مجھے گروں سے کار کا پتہ
لگا۔ میں نے دیکھا کہ میں کسی عورتوں کی گٹے سے ہونے کہتے میں ہوں۔
وہ آواز پر رہتی باتے لگے تھے۔ عورتوں کے پاس سرخ اورچوں والے خدام
لوپ سے گھومتے تھے۔ چست فتنوں میں کپڑے کپڑے کپڑے کپڑے کپڑے
تھے۔ میرے قریب ہی سہلی پر کھڑے تھے ایک بھاری بھر کم کوئی جس کی ہڈی ہڈی
میں نہیں تھیں۔ گٹے میں ایسے سرچوں کے پاتے تھے۔ چنگیلی انجین اور رہتی چنگی ہاتھ
بیٹھا تھا۔ ہاتھ سے میرے کے پاس ہی مڑاڑی اور سہلی لوپ سے گھومتے تھے۔ ہاتھ
میرے نے مجھے ہاتھ کی پھولی سی بڑی اٹھا دیا۔ اس کے ہاتھ میں جانتے کون سا
ظہم تھا کہ اس کا ہاتھ گٹے ہی میرے ہاتھ کی قہقہے پڑھ جاتی تھی اور میں زیادہ حرکت
نہیں کر سکتا تھا۔ میرے نے اپنی مہیب میں سے ایک کھادھا لگا اور اسے منانے
دیکھ کر اسی پر متڑ پڑھ پڑھ کر پوچھ گئے۔ لگ بھگ اس نے وہ کھادھا میری گروں میں
پڑھ دیا۔ اس کے بعد وہاں متڑ پڑھنے لگے۔ جیسے جیسے وہ متڑ پڑھ کر مجھ پر پھر نکلا جاتا
تو دیکھ میرے اندر ایک قہقہہ سا پیدا ہونے لگا تھا۔ کوئی شے ہے اختیار ہو کر میرے

دھن مہنہ

جو میرے سہلی والے جسم کے اندر سے ہلکوں کی شکل میں میرے اندر کے قریب
ہوئے۔ میرے نے سہلی کی آواز سنا کر دی تھی۔ میں ہاتھ کی تیر پہ بیٹھا
اور دوسری کھلتے لگے۔ انہیں لوگیا تھا کہ مجھے اپنی آواز پہ لگا نہیں رہا اور میں
کسی وقت انسانی آواز میں بول پڑاں۔ مجھ میں اپنی انسانی آواز کو روکنے کی سرور
کو حشر کر رہا تھا اور آواز کے پیلے میرے گلے میں آکر جمع ہو رہے تھے اور باہر نکلتے
کو اور لگ رہے تھے۔ متڑ پڑھتے پڑھتے پڑھتے میرے نے بھلا آواز میں مجھ سے
پر چلا۔

"تم کون ہو؟"

میں نے خاموش رہنے کی جگہ کو حشر کی جین آواز کے پیلے میرے مطلق کے
ساتھ کھلا کر باہر نکلتے کو اور لگ رہے تھے۔ اور اس کا بار بار لوہری آواز میں پوچھ رہا
تھا۔

"تم کون ہو؟ پوچھ تم کون ہو؟"

اور پھر میرے مطلق سے اپنی سہلی آواز لگتی تھی۔ یہ سہلی اپنی انسانی اور مو کی
آواز تھی۔ میں نے کہا۔

"میں انسان ہوں۔ میں انسان ہوں۔"

وہ پھر اور سہلی کے حشر سے بے اختیار لگ گیا۔

"سہلی! ہوشی صبر کر۔"

اس کے بعد مجھ پر فحش لاری ہو گئی۔ میں رہا۔ تو بتا چلتا تھا کہ میں کسی دوتا
کا لوہر نہیں ہوں۔ میں ایک سہیت میں پڑا ہوا انسان ہوں۔ لیکن اپنے ہاتھ میں
ان کو بتا بھی میرے لیے غلطی کا باعث بن سکتا تھا۔ اگر میں اپنی اصل حقیقت وہاں
ظاہر کر دیتا تو یہ بات عمل تک محدود نہیں ہو سکتی تھی۔ دوست میں اور دوست کے

ہمدردانہ ایک ہمت اور کئے واپس رہ گئی ہے اس اوتاری ناک پر میں نے شرمناک
کا منتر پڑھ کر دیا ہے۔ یہ چاہے بھی تو ہمارے نہیں تھے بلکہ ہمدردانہ ہی کی گواہیت کر
رہے تھے تاکہ جب تک اوتاری ناک کمرے میں رہے وہ کمرے کے سہارے دروازے بند
رہیں۔

عسکری نے جواب میں کہا۔

”جے گھر رہا۔ جیسا تم کہتے ہو ایسا ہی ہو گا۔ لب تم کہتے ہو۔ صبح آکر لپو
انعام و اکرام ملے گا۔“

[illegible]

راجہ نے حسرتی سے کہا۔ حسرتی بی بی کو کہی جاگے کہ لے کر جاوے ساتھ آئیں۔
ہم صبراً بی بی کے پاس جاؤں گے۔ جگہ کی کہی سے ہمیں کوئی بات نہ کہی جائے۔
فب طبعی صبراً ہی کی کہی سے ہم بہت جلد پہنچے گئے۔ پاپ بن جائیں گے اور حسرتی
ریاست کو وہی حد مل جائے گا۔ ہمارا ہم روٹن کہے گا اور حسرتی ریاست پر ہمارے
بعد راجہ کہے گا۔ آجائیں ہمارے ساتھ۔"

مختاری نے یہ کہہ کر فیسے کامریں اٹھایا۔

"ہمارے بچوں کی کتاب سے ایسا ہو گا۔"

گل کے کالی پتے بڑے کمرے تھے جن کی دیواروں پر عکسیں ہونے لگی رہے تھے۔ چھت سے بجال ٹھوس لگ رہے تھے جگہ جگہ پلو دی قدم تار کھڑے

بابر دوسرے شہروں میں یہ بات عام ہو جاتی کہ راجہ کے پاس ایک تیریا لایا گیا ستاپ لایا ہے جو بدستوری جاسوس ہے۔ پھر اس میری تلاش میں وہاں پہنچ سکتی تھی۔ میں بات کو بدستور نہیں چاہتا تھا اور یہ سوچ کہ خاموش رہا کہ توڑی سی فکرت اور وہ جیسے تو میں یہاں سے فرار ہو جاتی تھی۔

یوڑے فٹاری لے مجھ سے کہل

سنو لڑائی جگہ! تمہیں راجہ اور پیرنہ علم دیں اسے چارگانہ جگہ کیا ہے؟
 علم ۱۷۷۷

محبت خلق سے تھانے کے کچھ چلنے پھرنے کر پست گئے اور جسے اپنی آواز یہ کہتی

ایسی بر عزم ہوں کہ

اس کے بعد رات کے چوتھے بجے

اسٹریٹیجی! اور تاریک کونسلوں کی سازش کے تحت میں پہنچاؤ جیسے اور مجھ

”عقلم ہمارا آج“ مٹھری سے سر ہٹاتا کر کہہ

میرے لیے اس رات اور کچھ دیر پہلے ایک ہیڈ بوسے فاری نے مجھے اس
 کی اس کہانی کو دیا اور راجہ سے کہہ

”مہاراج! میں راتیں یہ لوٹاؤں گا۔ مہاراج! میں کہہ رہا ہوں کہ میں رہے گا اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی تو کہا ہے۔ مہاراج! میں کہہ رہا ہوں کہ میں رہے گا اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی تو کہا ہے۔ مہاراج! میں کہہ رہا ہوں کہ میں رہے گا اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی تو کہا ہے۔“

انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

ہم فیما فی کریں گے۔"

42-527.

کالوں سے سن لیا کہ یہ لوگاری ٹانگ ہے اور اس کا ہم دشمن ہے۔ یہ شہر بھی صداران کا
وہی قلعہ۔

دلوں نے میرے آگے ہاتھ بڑا کر اپنے سر جکا دیے۔ میں نے بھی
لوگاری شہر کر دی۔ کیونکہ اب میرا چرکٹ بڑھا سیرا نہیں تھا بلکہ یہ راجہ اور
زبانہ تو اس کی دہلی تھی۔ راجہ نے مجھ سے کہہ

”صداران کا ادارہ محل میں آؤ تاکہ اسے اپنے ہاتھ لگا سکے۔ صداران مجھے
دشمنی ہے کہ آپ کی کیا سے میری دلی کی گوارا۔ یہی ہو جائے گی۔“

میں نے اس میں کہا ہوتی ہوئی کہ لیں ہوگی یہ فرمادی جاتے ہیں میں صدار
دلی کی مد سے یہاں سے فرماؤ شہر راجہ ہاتھ لگے اس سے میں نے انسانی آواز میں
کہہ

”صداران دلی کی مد میں لیا ہے ایک جگہ رہتا ہے وہ کہہ۔“
دلوں کو بھی سے اچھا ہے۔ اور ہاتھ بڑا کر میرے آگے بڑھے کہنے لگے۔

میں نے کہہ ”لیکن میری ایک شرط ہے۔“
”جو کہ صداران۔“ راجہ نے سخی دلی کو آواز میں پوچھا۔

میں نے کہہ ”دلی کو میرا ہر قسم کا پڑنے لگے۔ اگر اس نے میرا کوئی قسم کا
پارہ یا کچھ نہ دے گی۔“

دلی نے میرے آگے سر جکا دیا۔
”صداران آپ جو قسم کریں گے میں وہی کر دوں گی میں تو آپ کی وہی ہوں۔ بس

مجھے ایک پتہ دے دیجئے۔“
”ہمارا تمام دلی کی تو پتہ ضرور ہمیں مل جائے گا۔“

مجھے یہ علم نہیں تھا کہ دلی میرے ساتھ کیا کرنے دلی تھی یا مجھے دلی کے ساتھ
کیا کرنا تھا۔ یہ سب کچھ شہر محل کے ہوشوں نے راجہ اور اس کی دلی کو سمجھا دیا

ہوا قلعہ راجہ نے کہہ

”صداران میں جانا ہوں۔“

اس نے سر جکا کر مجھے ہاتھ لگا اور اسے قہوں کر کے سے کل گیا۔ اس کے
جائے کے بعد صداران نے دو اسے کہہ کر کے بھی لگا دی اور آہستہ آہستہ چل کر
میرے قریب آکر ہاتھ پڑھ کر کھڑی ہو گئی۔ کہنے لگی۔

”صداران مجھے قسم ہے۔“

میں کیا اسے قسم کر کہہ پٹے قہوں سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ شہر محل کے ہوشوں
نے اسے کیا چاہتے تھے۔ وہی قسم۔ لیکن میری قہ کا مرکز میری گھٹن میں بندھا ہوا
کا دھارک قلعہ مجھے چہن تھا کہ اگر میری گھٹن سے یہ کا دھارک انار بیا گیا تو میری
قہائی محل ہو جائے گی اور میں دلی کو اس کے لیے ہوں گا اور اسے آرام سے
محل میں سے باہر لیں جہاں کا اور کسی کی طرف سے میری چہن کی کوشش نہ کریں گی۔
میں نے کہہ

”دلی میری گھٹن میں ہو گا کہ یہ کھانا لیا جائے اور میری گھٹن لگے۔“

یہ سنا تھا کہ دلی لاچار اسے خوف کے زور ہو گئی۔ وہ دلی کو ہو کر جس میرے
میں بیٹھا تھا اس کے آگے بڑھی میں گر پڑی اور اچانک کہنے لگی۔

صداران مجھے یہاں تمام دلوں۔ مجھے یہاں تمام دلوں۔

میں نے قہ سے پوچھا۔

”لیکن اس میں اسے کی کن کی بات ہے۔“

تہہ دلی نے سخی ہوئی تو اس میں مجھے ہٹا کر شہر محل کے ہوشوں سے جو تھی بھاری
نے راجہ کو دلی کی کھڑی دیکھ کر ہٹا تھا کہ دلی کے ہاں صرف ایک صورت میں رہنا

ہوتا ہو سکتا ہے کہ کہیں سے شہر صداران کا لوگاری ٹانگ لیا جائے۔ یہ ٹانگ دیا کا
لوگاری ہو گا مگر منہ کے روپ میں ہو گا اور وہ کہیں کی زبان میں نہ کہے گا۔ صداران
اس ٹانگ کے ساتھ تھی راجہ میرے کہے۔ اس کے نو بیٹے بعد دلی کو بھگون چاہے

مکرم دروازہ کا ہم نے کمر اس گٹھ کی دفتا سے بھاگ پڑا۔ آگے لٹکے ہوئے تھے۔
 وہ ہمیں اس صلابت سے بھی جھٹکا دلاؤ گے۔

میں نے رانی کے چہرے سے لگے لگے جلدی سے اپنا منہ پیچھے ہٹا دیا۔ مہن کھول کر
 مربع دار پتلا مارا۔ رانی تو اس کے پیچھے گر پڑی۔ میں اچھل کر اس گٹھ کے ستر سے
 نیچے آ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ میں رانی کو اتنی آواز میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ
 دروازہ کھول دے۔ دروازے میں کسی قسم کے سوراخ یا دروازہ لاسا ہی یہ نہیں ہوا۔
 قند نے کسی کچھال کا دروازہ نہیں تھا۔ ایک راستے کی صافائی کے بند روم کا جیسی جیسی
 کٹری کا دروازہ تھا۔ میں نے روم کی دروازے کے ساتھ ساتھ پتھر لگائے تھے۔ رانی کھڑکی
 تھی۔ وہ پتھر باندھ کر ستر پر جھٹکا دلاؤ گے۔ اس کی طرف سے اس کی طرف سے۔

مکرم دروازہ کے ساتھ سے کوئی پتھر بھی نہ لگے۔ اس کے لئے یہی کافی تھا۔

مجھے اب اس سے کوئی غریبی نہیں تھی۔ میری اس بے رحم سے اپر لگنے کا راستہ
 کافی کر رہا تھا۔ آگے لگے ایک راستہ ہی تھا۔ اس بند روم کا ایک دوسرا دروازہ بھی
 تھا۔ اس دروازے کے پیچھے پتھر باندھا تھا۔ وہاں دوسری طرف سے
 بھی کوئی روشنی نکلتی تھی۔ میں وہاں سے دوسری طرف لگی گئی۔ دوسری طرف
 کڑی کی بیڑیاں لہجہ جالی تھیں۔ یہ بند روم کا حق اور ہنگامی دروازہ معلوم ہوا تھا۔
 وہاں اوپر ایک بیٹے ہرستہ بلیک کی وہ تھی تھی۔ میں بیڑیوں سے دھنگا دھوا ہوا چلا
 گیا۔ لوہے ایک بند کو پیلوڑا دلا دلائی تھی۔ یہ دلا دلائی ایک سرنگ کی طرح تھی کہ
 اس میں روشنی وہی تھی۔ میں اس میں سے گزری سے دھنگا ہوا آگے لٹک گیا۔

آگے ایک چھوٹا سا رخ دار دروازہ تھا۔ میں اس میں سے بھی گزر گیا۔ اب میرے
 سامنے ایک نور بیڑیاں تھیں۔ اور کوہا دلی تھیں۔ میں بیڑیوں پر چڑھا گیا۔ یہ
 بیڑیاں گل کی پھٹت پر جالی تھیں۔ میں پھٹت پر آیا تو دیکھا کہ آسمان پر کہیں چاند
 تھے اور کہیں کہیں چاند دھبے تھے۔ میں پھٹت پر سے دھنگا ہوا اس کی طرف سے آگیا

اور دوسری طرف بھاگ کر دھنگا دھنگا۔ دوسری طرف سے گل کا ایک پتھر تھا۔ میں وہاں
 سے اتر کر پتھر میں آ گیا۔ مجھے اگر اس بات کی غرض تھی کہ میں پتھر سے میرے کی قید
 سے آزاد ہو گیا ہوں تو اس بات کا غم بھی لگ چکا تھا کہ میں انسانی توازن میں بدل نہیں
 سکتا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میری انسانی آواز عارضی طور پر بند ہوئی تھی یا عیش کے
 لیے میں انسانی آواز سے محروم ہو گیا تھا۔

اسی پریشان خیالات میں الجھا ہوا میں گل کے پتھر میں سے لٹک کر اس کی لوہی
 دیوار کے پاس آ گیا۔ ایک صلابت کے لیے لوہی دیوار کی کوئی جھٹکا نہیں ہوتی۔ چنانچہ
 میں دیوار سے دھنگا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ ایک ہی سر دی تھی۔ میں گل
 سے باہر آ گیا تھا۔ معلوم نہیں کہ میں اس کی جگہ تھی یا کوئی اور تھی۔ اس سے
 جھٹکا تھا۔ میں سے کوئی دور گزرتا تھا۔ میں نے بھی پتھر کی پھٹت سے لٹک کر اس کی
 دیواروں طرف نہیں اور دور دور آ گیا تھا۔ پتھر کے پتھروں پر بھی چڑھا دلائی تھا۔
 میں نے ایک ہی جگہ رک کر پتھر کے پتھر سے لٹک کر اس کے قند کو سونچا تھا۔ کسی طرف سے
 بھی جھٹکا نہیں تھا۔ اس وقت کھڑا مگر قند کی پتھر آ رہی تھی۔ میں اس طرف سے
 میں اس کو لٹک سے ہرستہ دور آ گیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے لٹک پڑی تھی۔ پتھر کے پتھر سے لٹک کر آ رہا تھا۔
 میں نے اس کی طرف سے لٹک پڑی تھی۔ پتھر کے پتھر سے لٹک کر آ رہا تھا۔
 اس وقت کے پاس کے پتھروں کی طرف سے لٹک پڑی تھی۔ پتھر کے پتھر سے لٹک کر آ رہا تھا۔
 قند اگرچہ مجھے رات کے آدھے گھنٹے میں نظر آ رہا تھا لیکن اس کی روشنی میں میں سمجھ
 کا زیادہ خیال رکھ سکتا تھا۔ میں نے بھی سوچا کہ راتوں رات اس کو اتنی گل اور چلا
 سیریاں کی سستی سے بھی دور لٹک سکتا ہوں لٹک پڑی تھی۔ جب سورج نکلے گا تو اس کی
 روشنی میری اسی طریقے سے وہ لٹک کر کے گی۔ میں دھنگا ہوا چلا جا رہا تھا۔ لیکن
 میں سے گزر گیا۔ پتھر کے پتھروں کے پتھر بھی پتھر کے پتھر سے لٹک کر آ رہا تھا۔
 کوئی پتھر بھی نہیں تھا۔ میں اتنی آواز میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے پتھر سے

اور ایک بار اپنے آپ سے ہاتھ کھینک کر کوشش بھی کی لیکن میرے وطن سے منسلک
آواز نہ نکلی تھی۔

دور سے مجھے کسی کھوکھ کی دوشیلی نظر آئیں۔ میں گھاس میں جا کے کی جانے
اس کے چلو سے ہو کر آگے لے گیا۔ لب میں ایک ہلکی سونک پر قابض کے درمیان
تلی گاڑوں کے پٹے کے گڑھے پاسے ہوئے تھے۔ دونوں طرف جھانپیں تھیں۔ دور
تک رات کا دورا اور غلامی تھی۔ نیکی سونک کھنک میں دور تک چلی گئی تھی۔ مجھے
قصا میں پانی کی لی کا احساس ہو کر میں نے دو گھنٹے بار بار تلی آگے احساں ہوا
کہ یہ دریا کی گلی ہے اور کوئی بند نہ قریب ہی ہے۔ میں فکر مند ہوا کہ اگر سستے دریا آ
گیا تو آست تھ کر رہی پار کا ہو گا اور اس کی دوسری طرف کے لے جائیں گی اور
تھا جانے میں اپنی مشین سے دور ہو جائیگا اور دریا تارے آگے ہوئے سرنگوں کی
موجوں میں غرق ہو جائیگا اور وہاں گھسے آواز میں دریا پر فتح کیا۔ دریا اپنا بہت چڑا
تھ میں اسے تھ کر پار کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے کہا چاہتا تھا۔

میں نے کہا میں چاہتا تھا وہاں قلعے کے گڑھے پر دریا کے ایک کنارے سے
دور نہ کہ میرے غم نہ جانی دوشیلی غمناکی دکھائی دے۔ میں نے کہا کہ یہ دریا لایلی
بہت ہی بڑے پتھر کے پانی کی طرف لے گیا تھا اور اس کے پل چارے آستنی کے ساتھ گور
سکا تھا۔ مجھے پانی تک پہنچنے پہنچنے کا وقت لگ گیا۔ یہ پل لوہے کے گاڑوں کو
لیپھوں کی طرح جوڑ کر بنایا گیا تھا اور بہت اونچا تھا۔ ایک طرف پیدل اور تلی
گاڑوں وغیرہ کے چمے کا رستہ تھا اور دوسری طرف میں رستہ لائن تھی۔ میں رستے لائن
سے بہت کر رہا تھا۔ پل پر اسی کو چاہی میرا کیا تھا کہ پیچھے سے انجن کی سٹی کی آواز
سنائی دی۔ وہی گاڑی آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد رستے لائن پر انجن کی دوشیلی پڑنے
گئی۔ پھر انجن کی آواز کا شروع ہو گیا۔ گاڑی جی آہستہ آہستہ چلی رہی تھی۔ میں
ایک طرف بہت دور سے آتی رہی گاڑی کو دیکھنے لگا۔ خدا جانے کیا بات تھی کہ دریا
کے پل پر گاڑی بیڑی دھیمی رفتار سے چلی رہی تھی۔ عام طور پر دریا کے پلوں پر

گاڑیاں اتنی آہستہ آہستہ نہیں چلا کرتیں۔ انجن اپنی تیز روشنی کو اپنے ساتھ ہی لیتا
آہستہ آہستہ جتنا میرے قریب سے گزر گیا۔ دونوں میں دوشیلی ہو رہی تھیں۔ شاید
مسافر سو رہے تھے۔ کسی کسی گاڑی میں سے کوئی مسافر باہر بھاگ کر رہا تھا گاڑی کی
دھڑک اور آہستہ ہو گئی۔ آخر پیلوں کے چڑھنے کی تلوکے ساتھ نہیں رک گیا۔
نہیں لا آخری ذبح میرے قریب سے گزر گیا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ میں بھی مغرب کی
طرف جا رہا ہوں اور شہین کا رخ بھی مغرب کی طرف ہے۔ کیا نہ شہین پر چڑھ
جاتاں آگے کوئی نہ کوئی بنا ہر طور اسے جھک دیاں کم از کم یہ تو معلوم تھا۔ جانے گا کہ
میں بھی پل شر سے آتی دور ہوں۔ وہاں سے میں کسی دوسری لائن پر چڑھ کر بھی پل کی
طرف لے گئی کی کوشش کر سکا تھا۔ یہ آج کا دن تھا۔

میں خود تو ریگن ہوا پل کی تھی پر آہستہ

گاڑی کے آخری لیمے کی سرے کو جی تھرتھاتا تھا۔ دور نہیں قریب میں اس کے
پاس فتح کیا۔ انجن کسی بھی وقت چل سکتی تھی۔ پل کی ٹریں پر میں سہل ہونے کی
سورت میں تھیں چڑھ سکا تھا۔ میں نے آخری لیمے کے چمے پر سے دھکا ہوا لیمے کی
تلی راکھ سے ہو کر چھٹا۔ آہستہ آہستہ میں ایک اونچے کے ساتھ ٹریں تلی چلی۔
ایسے لگے رہا تھا جیسے ٹریں سونک سیرے کے لیے دوڑ رہی تھی۔ ٹریں کی چھٹا پر میں بہت
اعتماد سے تھا۔ خدا جانے دونوں جانب دور تک دریا کا پانی بھیاں تھا۔ آہستہ ٹریں اسی دھیمی
رفتار سے چلی رہی تھی۔ اس طرح وہ پل سے گزرتا گیا۔ پل سے گزرتے کے بعد
ٹریں نے آہستہ آہستہ لڑکھائی شروع کر دی اور بار بار اسے دھنکے آتے گئے۔ یہ
بھاڑی علاقہ تھیں۔ خدا جانے دونوں طرف کھیت اور میدان تھے کہیں کہیں دور باطل اور تار
کے درخت تھے۔ شہین میری سہل کی آنکھیں واضح طور پر بھان سکتی تھیں۔ ٹریں
ایک پھوٹے شیش کو پھوٹتی ہوئی گزرتی تھی۔ اسی طرح اس نے کسی شیش پھوٹے۔
کئی دیر بعد کوئی شر گیا۔ یہ لڑا ہوا شر نہیں تھا۔ خدا جانے میں شیش پر اس شر کا پھم
پڑا تھا۔ خدا جانے ٹریں شیش پر جا کر رک گیا۔ میں چھٹا پر بیٹھا تھا۔ میں نے سر اڑا

ہو۔

”مبارک! باہر کیوں جا رہے ہو؟ اگر لوہان کا دھواں پھیلے گا تو میں اسے بھاڑتی ہوں۔“

اور اس نے لوہان بھاڑ دیا۔ مبارک ان میں سے اس عورت کی کنیا میں گزار دیا۔ اس دوران کی بار خیل آگیا کہ باہر کل کر ماریں دے سے شیخ کی طرف چل پڑا۔ ہر یہ ساقی گروہیں بیٹھا کہ ان کا وقت ہے۔ میں ہر ایک کو نظر آجھوں گا اور لوگ مجھے مارنے کو روکیں گے۔ شیخ دیکھ کر وہاں سے لڑاؤ تھا۔ میں نے کیا کہ رات سب لڑاؤ کر دیا۔ ہاتھ کی اور لوگ سڑک پر نہیں آتے۔ شیخ نے چھپنے کی کوشش کیوں کہ شاید بھول کی طرف پھرتے ہوئے وہی لڑاؤ کی طرف چلے۔

یہ عورت جس نے اپنا بیٹا بھڑا دیا اپنی کنیا میں بھی پہا پھر گئی تھی۔ بھرتی ہوئی اس کے وہیں چلے پڑا۔ اس کی لاکر پلایا۔ شیم کو ہاتھ لگے ساتھ لے کر وہاں کعبہ دیکھا۔ شیخ کہنے لگا کہ رات ہوئی تو اس نے کنیا میں دیکھا اور کہنے میں سہج کی جو ہوئی وہی تھی اس کے آگے بھول کر کہہ لیتے ساتھ خلیا کو دیکھا کہ وہاں شیخ تھیں۔ میں اس انتظار میں تھا کہ رات ڈرامہ کی تو وہی کنیا سے نکل کر وہاں کے کھانے چلا گیا۔ چتا ہمارے دھبے شیخ کی طرف چل پڑا۔ میں اس وقت کو بھاڑتوں تھا۔ بھاڑنے لائی رات چوتے تک پہا پھا گئی۔ رات چار گھنٹے پہلے کی طرف اپنے ساتھ لاکر وہیں رہنے پر لیت گئی۔ باہر سے وہاں کی طرف سے کبھی کبھی شہر کی جانب سے کسی موٹر یا ٹرک کے بھان کی آواز آ جاتی تھی۔ میں پہا پھا تھا کہ رات ڈرامہ کمری ہو جائے تو وہیں سے نظر۔ اس کے بعد وہ باہر کمری جاتی تھی۔ بھاڑتوں کمری ٹیڈ سو رہی تھی۔ میں بہت سے اس کے پاس سے نکل کر کنیا کے دروازے کی طرف دوڑ پھا۔ پھر مجھے وہ آجیوں کے سر کوٹھیں میں ہاتھ کرنے کی آواز آئی۔ میں وہیں رگ کینہ باہر وہ آجی ایک دوسرے کو کہہ کر رہے تھے۔ یہ بھی مجھ کو نہیں آتا تھا۔ باہر انہی جھگڑا تھا۔ کنیا میں

دبے کی بجلی روشنی تھی۔ میں کنیا کے دروازے پر پہا پھا تھا اس کے بچے سے وہ کہہ پھا آگیا۔

انہی میں میں نے وہ کنیوں کو دیکھا ایک دہائی جانب سے اور ایک بائیں جانب سے وہاں کنیا کے دروازے کی طرف چل رہے تھے۔ میں مجھ گیا کہ وہ کس نیت سے وہیں آئے ہیں۔ بھاڑتوں نے یہی جانی خدمت کی تھی۔ میں اس پر یہ علم ہوا تھا کہ وہاں کے کھانے کے وہاں تھی پوری کوا نیت سے وہیں نہیں آتے تھے۔ کیونکہ بھاڑتوں کی کنیا میں چلنے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ اس کو کھانے پر حلقہ لگے آ رہے تھے۔ یہ بھاڑتوں کی تھی اور اپنی ماں کے ہم دھرم سے تھے۔ آجیوں اپنے طریقہ کار اپنے مقاصد کے مطابق پہا پھا تھا کہ ان کی کے ان گزار رہی تھی۔ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ میں جانی سے وہیں چل کر کنیا کے اندر پہا گیا اور یہیں سہج کی ہوئی تھی جس میں سے مجھے مجھ کر چل کر وہاں تھی وہ شیخ ص سے تھی یہ سہج لگے رہے تھے۔ بھاڑتوں انہی میں داخل ہو گئے۔ ایک نے سب سے نکل نکل کر وہاں دوسرے کو اشارہ کیا کہ وہاں کے سہج کے ساتھ لے جاتے کہ بھاڑتوں کو خور سے دیکھا پھر آہستہ سے اس کے ساتھ لیت گئی۔

بھاڑتوں اس طرح پہا پھا کہ انہی جانی چلتے آتے کسی سہج لے لیتا ہوا۔ اپنی کنیا میں وہ سہجوں کو دیکھ کر اس کے شور مچانے کے لیے اندر کھڑا تو دوسرے آجیوں نے اس کی گردن پر گھر دیا اور کہا۔

”آواز نکلے تو گردن ٹھٹھ دے گا۔“

دوسرے بد سہج نے بھاڑتوں پر دست درازائی شروع کر دی۔ میں اسی انتظار میں تھا کہ پہلے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ کس نیت سے اندر آئے ہیں۔ مجھے یہ خیال آیا تھا کہ شاید یہ سہج کی وہ سہجی چلے آئے ہوں جو کنیا کے اندر دھکی ہوئی تھی۔ بھاڑتوں کے سہجوں سے پہلی سہج چلنے چلنے کی دھڑکیں ہوتی ہی رہتی تھیں۔ سب دوسرے بد سہج نے بھاڑتوں سے دست درازائی شروع کی تو میں سہج کی ہوئی کے

بچے سے ریک کر اس بد معاش کے عقب میں آگیا جس نے بھڑچاڑ کی گرائے پر رکھا ہوا تھا۔ اس بد معاش نے دھوئی دھری کر کے لوہے کی بولی قہمی لوہہ اس کی پٹیلیوں نکلی تھیں۔ میرے لیے اس سے آئین چرٹ لود کیا ہو سکا تھا میں نے لپک کر اس کی پٹلی پر اس دیکھ بد معاش کے منہ سے جب ہی آواز نکلتے تھے لوجھری رو کی اور وہ ایک طرف کوٹے ہوئے درخت کی طرح گر پڑا۔ میرے ذہن کا فوری اثر یہی ہوا تھا کہ آہی کی سب سے پہلے آواز بند ہو جاتی تھی۔ اس بد معاش کی لڑی مست تھی کہ میرے آواز کے بعد بھی اس کے منہ سے لوجھری آواز نکلتی آتی تھی۔

لپٹے ساجھی کو گرتے دیکھ کر دوسرے بد معاشی نے کھڑکڑ بھاریاں کو چھوڑ دیا اور باہر کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن میں اسے نیچے گرائے کی لہجہ سے اسے حکایت کہتے ہی وہ باہر کر دھواشیں اچیل کر اس کے کھمبے پر آگیا اور اس کی گردن پر ہاتھ کے بعد فورا اس کے جسم سے الگ ہو گیا۔ وہ سارے بد معاش بھی منہ کے بل گر پڑا۔ بھاریاں نے ویسے کی روٹھی میں دھنیں بھانڈوں کو گرتے دیکھا تو چلی ہوئی آنکھوں سے پھٹی طرف دیکھنے لگی۔ میں دونوں لاشوں کے درمیان چلن کر کے جتنا تھا وہ دھتے ہوئے میرے آگے گئے۔ میں گری گئی۔

”سداغ! آپ نے میری عزت بچا لی۔ سداغ! آپ نے مجھ لداکھی کی عزت بچا لی۔“

وہ دھتے بھاریاں تھی۔ میں اسے استہ تک کھانا چاہتا تھا کہ میرے جسم کے کھانا تھا وہ میرے جسم سے چھوٹے جسم میں چڑی دھتی دھتی لور میں خاموش اٹھ کر پھینکا اٹے دیکھا رہا۔ پھر اس نے چوہہ لور افکار دھتی ہوئی آنکھوں سے میری طرف دیکھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب سے یہ دیکھا ہے یہ عورتوں پر سداغ نے بڑے علم کیے ہیں۔ بلکہ سب سے زیادہ علم عورتوں پر ہی ہوتا ہے۔

پھر میں خاموشی سے وہاں سے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے بے اعتبار ہو کر مجھے دونوں آنکھوں سے اٹھالیا۔ شاید وہ میرا ارادہ سمجھ چکی تھی۔ کھینے لگی۔

سداغ! بھاریاں کے لیے تھے پھر ذکر نہ جائیں۔ میں بھی اب یہی نہیں رہوں گی۔ میں کشمیں پور کے جاگ منہ میں ملی جھلیں گی۔ باقی سداغ میں وہیں رہوں گی۔ آپ بھی میرے ساتھ جائیں۔ آپ کے لئے میری پوجا لوجھری ہوگی۔“

کشمیں پور لاس کر میں پڑا۔ کشمیں پور میں تانیں دو گاہی تھی جو میری جسم قہمی لور جو میری قوت گولی کے ختم ہو جانے کا طعن کر تھی۔ قہمی میں تانیں دو گاہی کے ہاتھ میں پہلے جان کر پٹیلیاں۔ تانیں دو گاہی کشمیں پور کے ایک رہن کی بیٹی تھی۔ اس کا باپ مرہٹا تھا۔ کشمیں میں ایک سداغ تھا جس کے بھاریاں نے اس پر اور سے دھتے شروع کر دیے۔ ایک دھتے سداغ جا گرتے آگے بھاریاں نے اس کے ساتھ دست دھتے کی۔ دھتے نے اس کو چھوڑ دیا۔ دھتے بھاریاں نے کھ۔

”میں تم سے اس بے عزتی کا جواب نہیں دے سکتا۔“

بھاریاں کے پاس سداغ کی طاقت تھی۔ اس نے بیٹی کی ایک لڑی پر سداغ کو کسی طرح سے دو گاہی لداکھی۔ بیٹی کے کھتے کھتے وہ دھتے دو گاہی عورت سے تانیں بن گئی۔ تانیں بننے کے بعد سب سے پہلے اس نے بھاریاں کو اس کر پاگ کر پلہ اب اس کی لداکھی کر پلہ ہو گئی تھی۔ عورت کے روپ میں دھتے کھتے کے لیے وہ چھپا کر رہی تھی۔ جب وہ کھتے دھتے بد معاش کے ایک دھتے میں ملی تو اس کو تانیں بننے پانچ برس گزر چکے تھے۔ اس نے کھتے کھتے۔

”کھتے چھپیں بے گز پٹیلیاں اس کے بعد جب میں کشمیں پور کے قہمی لور پور کے دھتے لداکھی کے سداغ میں لداکھی کر ایک لداکھی کھتے کی تو وہاں اپنی عورت کی شکل میں دھتے آجلیں گی۔ تم بھی کشمیں پور کو قوت پر دھتے لداکھی کے سداغ میں کھتے سے سداغ لداکھی میں وہیں جھمیں لداکھی۔“

کھتے چھپیں قہمی کشمیں پور کی تانیں دو گاہی میری اس بھاریاں کا طعن کر سکے گی۔ وہ خود تانیں بننے کے طعن سے گزر چکی ہے۔ لور اب تک سداغ عورت کے روپ میں دھتے آجلیں ہوگی۔ اس نے کھتے سداغ کے روپ میں قہمی دھتے لداکھی وہ کھتے

نہیں بقی ماری دلت چلتی رہی اور شیشوں پہ کڑی بھی ہوتی رہی۔ انہی دن کا
ابلا پیٹنے لگا تھا کہ ایک شیش پر بھاری گاڑی سے اتر گیا۔ چھوٹا سا شیش قند بھاری
نے مجھ سے کہہ

مہاراج! ہم کھنن پر پہنچ گئے ہیں۔ اب ہندو یہاں سے دور نہیں ہے۔
پیدل چلا ہو گا مجھ۔ اس وقت کوئی سواری گھر میں جاتی۔
میں اسے کوئی جواب نہ دے سکا اور وہ شیش سے باہر نکل کر صبح کھوپ کے
دھندلے میں کھنن میں چل پڑی۔



Famous Urdu Novels

Free public Library

خبردار بھان لے گی۔ بھان نہ سکی تو میری ہوا سے ضرور تارے گی کہ میں وہی کرم وار
ہوں جو کبھی اسے جنگل کے ایک مندر میں ملا تھا۔

میں بھاری سے پوچھا چلتا تھا کہ یہ کھنن پر وہی ہے جس کے بارے میں
ناگن درگا نے مجھے بتایا تھا یا کوئی اور ہے۔ مگر میں اس سے پوچھ نہیں سکتا تھا۔ جین
میں نے اب بھاری کے ساتھ ہی جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اس طرح سے کم از کم میں
بھاری سے تو نکل جاؤں گا۔ بھاری اس لیے وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی کہ اس کی کنیا
میں وہ کریموں کی لاشیں پڑی تھیں۔ صبح ہوتے ہی سب کو معلوم ہو جانے کا اور
پولیس اسے پکڑ کر لے جانے گی۔ بھاری نے مجھے اپنی سارا سہی کے اندر چھپایا۔ ایک
کھنن میں اپنے پرانے کپڑے والے کھنن میں پہن میں وہاں کوڑا کنیا سے نکل کر درگا
کے بھاری سے رات کے اندر صبح میں چھوٹا چل پڑی۔ وہ کچھ دور تک درگا کے
ساتھ ساتھ چلتی گئی۔ پھر ایک جگہ درگا سے الگ ہو کر وادیاں کے درمیان سے گزرتی
ایک سڑک پر آگئی۔ اسے کوئی بستی تھی۔ بستی کی دو شیشیں دور ہی سے نظر آتی
تھیں۔ بھاری وہاں سے بھی ایک طرف ہو گئی اور بستی سے دور ہٹ کر اسے نکل
گئی۔

بستی سے پھر قلعے پر ایک چھوٹا سا ریلوے شیش قند یہ بھاری سے دلی کی
جنگل جانے ہوئے پہلا شیش قند میں کچھ گیا کہ بھاری بھاری کے ریلوے شیش
سے گاڑی میں سوار ہونا نہیں چاہتی۔ اس نے شیش پر آکر کسی جگہ کا ٹکٹ لیا اور
ٹکٹ فارم پر آکر بیٹھ گئی۔ اس نے بس جگہ کا ٹکٹ خرید لیا تھا اس کا نام میں ابھی
طرح سے نہ سن سکا۔ آگے گئے بعد بھاری کی طرف سے ایک ٹرین آگئی۔ بھاری
کھنن میں پہنچنے پر بستی میں سوار ہو گئی۔ ٹرین چل پڑی۔ وہ عورتوں کے ڈبے میں
بٹھ گئی وہ عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اکثر عورتیں بے سواد ہو کر سو رہی تھیں۔

بھاری نے سر پکے کر کے مجھے آہستہ سے کہہ
"مہاراج! ہم بہت جلد کھنن پر پہنچ جائیں گے۔"

جی کی پوجا پانڈ میں اہم کر دی۔

پہلوان کی ہاں نے مندر کے پورے پجاری سے کہہ کر اسے ایک طبقہ کو لٹھری لے دی۔ پہلوان نے اپنی کوٹھڑی میں آئے ہی تھے دیوار کے طاق میں بٹھا دیا اور کہہ "مندر میں کتنی برائی ہوئی ہوں کہ آپ مجھے ساتھ میں آگئے ہیں۔ میں آپ کی بیٹی سے اکیسوں کی۔ مجھے معلوم ہے آپ نے ان دونوں بد معاشوں کو اس کر میری عزت بچائی تھی۔ میں آپ کا یہ افسوس ماری زندگی میں ادا کر سکتی۔ آپ اس رات وہیں نہ جاتے تو ان پہلے میرا کیا حال ہو سکتا۔
دو کوٹھڑی میں بٹھا دیا وہی تھی۔

اس کوٹھڑی میں تھے آگے تھیں وہ کمر گئے تھے پہلوان بیچ شام کے ساتھ لے کر ناک مندر پہنچا کر اسے ہالی میں چھپ گیا وہ جا کر رہی ہوئی "اس نے مجھے اپنی ماسٹری میں چھپا ہوا تھا کہ رات کو کچھ چال میں وہ وہاں کی چلائی۔ کچھ اچھا کرائی۔ جیسے جسم کو کینڑ سے بچا کر لے کر۔ کچھ سے انہیں کئی اور بھر گئے تھے لیکن اور میرے اسکو کوب سے لے کر لٹھری پر میری تھیں وہاں ہی طرح گزرتے تھے پورے دن شام کے وقت پہلوان گئے اپنی ماسٹری میں چھپا کر ناک مندر پہنچا کر اسے کئی تو وہاں ایک ایک کورٹ کی ہو گئیں اور اسے آئی تھی۔ اس کی لپٹ گئے معلوم ہوا کہ مندر کے پاس ہی ایک کمر سے نکل گاڑی کھینچ کر آگیاں ہیں۔ وہ وہاں سے تھیں ہمارے کس کے قافلے پر ہی ہے۔ مجھے یہی معلوم حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔

رات گزارنے کے بعد دن کا اہم دن ہی پوری طرح سے نہیں بچتا تھا کہ میں پہلوان کی کوٹھڑی سے رہتا ہوا تھا اور ناک مندر کی طرف چل پڑا تھے یہ علم ہو چکا تھا کہ کھینچ کر نکل گاڑیوں میں کچھ بھی پڑتی ہیں۔ ناک مندر کے عقب میں کچھ قافلے پر ایک لاشیں مل رہی تھی۔ وہاں وہ تین تل گاڑیوں بھی کڑی تھیں۔ میں آہستہ آہستہ رہتا وہاں پہنچ کر ایک تل گاڑی پر اور تین اور بچے سوار تھے گاڑی بان گدی پر بیٹھا دریل بی ہوا تھا۔ اس نے تراز لٹھری تو معلوم ہوا یہ تل گاڑی کھینچ



دن کل کیا تھا جب وہ ایک پرانے مندر کے پاس آکر رکتے تھے۔ میں اس کے کمرے کے کمرہ تھا اس نے کہہ

"مندر میں آگے ہی کا یہ مندر ہے جس میں وہی کئی کئی تھیں وہاں یہی ایک ہاں ایک کوٹھڑی میں آئی وہی ہے جس میں اس کے پاس جا رہی ہوں۔ مجھے وہ ایک وہ لٹھری کوٹھڑی سے دے گی۔ وہی ہے کہ اس کوٹھڑی میں آئیے وہیں کے دور میں آپ کی وہی رات سے اکیسوں کی۔"

میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہاں سے کتنے پرانے ہیں وہاں کا مندر تھا اور وہاں کتنی روگا رہتی تھی۔ مگر میری تجویز یہ تھی کہ میں پہلوان سے انہیں کی انہیں میں کچھ کچھ نہیں سنا تھا کہ یہی وہ مندر تھا کہ وہاں کے لوگوں کی باتوں سے مجھے انکا معلوم ہو چلتا کہ کھینچ کر دوسرے طرف ہے۔ لیکن وہاں کے پاس میں زیادہ دیر نہیں رہا تھا اس نے مجھے اس کے جسم کی ہوئی عظمت نہیں تھی۔ اگر مجھے اس کے جسم کی ہوئی عظمت ہوئی تو میں اسے عاشق کر سکتا تھا پہلوان مجھے مندر کی ایک کوٹھڑی میں لے کر۔ یہاں ایک بڑی عورت باہر بیٹھی دیکھی میں چائے پکا رہی تھی۔ وہ انہیں کہ پہلوان کے گئے گئے کہ لے دوں اور میں دے گئیں۔ یہ پہلوان کی ہاں تھی۔ وہاں ہاتھ دے گئیں۔ پہلوان نے اسے بڑے دلی کتیا میں ہو چلا ہوا تھا اس کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ یہی تھا کہ میں سب بات کی طرف ناک مندر میں ناک

جس نے میں بھینڈی سے باہر نکل آیا۔ اس نے دو تھن ہندو چھوٹی تھی۔
مجھے دور سے ایک عورت بھینڈی کی طرف آتی دکھائی دی۔ میں نے دور سے
اسے پہچان لیا۔ ہاں درگا تھی۔

میں جلدی سے ایک طرف ہو کر گھاس میں چھپ گیا۔ ہاں درگا نے مجھے اس کی
دوپ میں دیکھا ہوا تھا۔ اس نے مجھے سچ کے دوپ میں میں دیکھا تھا۔ میں نہیں
آتا کہ وہ مجھے پہچان نہیں سکتی تھی۔ میں بولی کہ اتنے فاصلے میں گھاس میں گھاس میں
پہچا رہا درگا ہاں درگا میرے قریب سے گزر گیا۔ شاید وہ جلی میں ڈھنک کر کے آئی
تھی۔ اس نے ہلے کھلے مجھے سفید ساڑھی اس نے اس طرح سے بڑھ رکھی تھی کہ
اس کا ایک بازو ٹھٹے تک پہنچ گیا تھا۔ میں بھی تب کہ اس پہنچ کر ایک خستہ بیان
کلی ضروری سمجھا ہوں۔ اب سچ بولنے کے کہ میں نے ہاں درگا کو کیسے
پہچان لیا تھا۔ یہ کہ میں نے اسے ہاں درگا کی پہچان کی تھی۔ میں دیکھا تھا اس کا خوب
بے ہے کہ وہ سچ جس کے ہاں سچوں اور دیکھ کے بڑے یہ غلط آجانی ہے کہ
وہ سچ سے لڑتا کہ وہ سچ بول رہا ہے تو اس میں یہ غلطی ہو جاتی ہے کہ وہ
کسی ایسے نام سے سچ کہ وہ لڑتا ہے سچ میں کہا کہ اس کی اصل شکل سے
پہچان لیا ہے۔

میں طویل کر کے اسے فاصلے میں دیکھا کہ ہاں درگا کو سے چھ قدم
کے فاصلے پر جا کر پہنچے پہنچا ہوا تھا۔ کہہ گیا۔ اس نے چل کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر
مڑی۔ قدم قدم ہاتھ جلی میں گھاس میں پہنچا ہوا تھا۔ میں نے ایک درگا کو دیکھی ہو
کر فضا کو سمجھنے گیا۔ میرے دل میں میری کی کن دو تھن ہو گیا۔ شاید ہاں درگا نے
اپنی حق سے میرے جسم کی بے پالی تھی۔ وہ سو گئے سو گئے میرے قریب آئی
اور جگہ کر گئے گھاس میں پیچے ہوئے دیکھ

مکرم دہا پر تم ہو

پوری جا رہی ہے۔ ہاں درگا کا اندر اپنی طرف میں اسے جسے میں وہ مری طرف سے
آ کر تھل گاڑی کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔ سونے طرح ہو رہا تھا کہ تھل گاڑی کھینچ
پوری طرف تھل گاڑی۔ وہ تھن کوس کا فاصلہ کوئی زیادہ فاصلہ میں ہو کہ اگرچہ تھل
گاڑی کی رفتار سے تھی نہیں کھینچ کر پورے تھل زیادہ دور نہ گیا۔ سونے مشقی اتنے پر
تھوڑا دیر ہی کیا تھا کہ تھل گاڑی کھینچ کر پورے تھل کی تھن کی دو تھن میں مجھے سب کچھ
صرف دکھائی دے رہا تھا۔ ہاں درگا نے کہا تھا کہ وہ دشاخ کے مندر کے قریب ایک
بھینڈی میں رہتی ہے۔ میں نے فری جگہ چڑھ کر کہاں طرف لکھ دلائی۔ مجھے اسی
طرح دشاخ کے مندر کو جاتی تھی۔ قند میں کسی سے مندر کا پتہ نہیں سکا تھا۔ ایک
ہاں درگا کے اسٹے اسٹے جھول رہے تھے۔ اس کے درمیان مجھے ایک چھوٹا سا مندر
نظر چلا۔ میں دشاخ کا مندر دیکھا تھا۔ وہی درگا کوئی مندر نہیں تھا۔ میں نے اس
طرف بیٹھا شروع کر دیا۔ مندر میں پو پوجا رہی تھی۔ آئی اندری جا رہی تھی۔ لیکن
کیرتھن کی آوازیں آ رہی تھیں۔
میں مندر کے قریب سے گزری۔

میری آنکھیں اس مندر کا جھلک رہی تھیں جس کے قریب ہاں درگا کی
بھینڈی تھی۔ آخر میری نگاہوں نے اسے سمجھ لیا۔ یہ ہاں کے اندر کو جو درگا
تھل کی بھینڈی تھی۔ وہاں چست ہار کی شاخیں ہر گز کرنی ہوئی تھی۔ بھینڈی
کے آگے بڑھا تھا۔ ہاں درگا کی طرف تھل کے وہ گولے چلتے تھے۔ میں ہاں
درگا کے جسم کی بے ہوش نہیں تھا کہ میں اس کے ہاں زیادہ دن نہیں دیکھا
اگر زیادہ دن دیا ہو تا تو مجھے اس کے جسم کی بے ہوشت ہو جاتی۔ اب مجھے اسے غاش
کہا تھا۔ بھینڈی پر غامی چھٹی تھی۔ ہو سکتا ہے ہاں درگا بھینڈی میں چھٹی ہو۔
یہ سچ کر میں پورے کے نیچے سے گزر کر بھینڈی میں داخل ہو گیا۔ بھینڈی تھلی
تھی۔ اور چارپائی بھی تھی۔ وہ تھن مٹی کے برتن ایک مٹی کی ٹاکر ایک چوکی پڑی
تھی۔ دی پر کیسے رنگ کی دھوپیں تھیں۔ وہی تھی۔ ہاں درگا کو کہ وہی نہیں

پہلے

"تسلوی بقی کئی ہے"

پھر غلامی ہوئی۔

"مگر تم تو شرملاہم میں تھو گے۔ یہ سزا کہ دو روز چلے پر سہ پہر کے روپ میں آنے کے بعد تم پر کس نے سزا پھونک کر تسلوی بقی تو اس قسم کر دی تھی۔"

میں خاموش رہا اور اس کی طرف دیکھا وہ پہلے سسکا کر بیٹھ گیا۔

"میں پھر بھول گئی تھی کہ تم تو بھول میں تھو گے۔ میری کئی بات تھیں میں تمہارا چلو اکرے کی کاوشیں کر رہی تھی۔ ایک ایک بات کے معلوم ہے۔ پہلی تم پر کیا کیا چلو اور سکا ہے میں نے کچھ تو سنا تھا چلو کہتا ہے کہ تمہاری خاطر میں سب کچھ کرنے کو چاہتا ہوں۔"

اس نے ایک خاص انداز سے سسکا کر میری طرف دیکھا اور مجھے افسانہ میرا ہوا۔

پہلے لیا۔ یہ پہلی حرکت تھی کہ وہ مجھے سسکا کر میرا سہ پہر والا منہ چم رہی تھی۔ اس کی یہ گرم پڑتی تھی مجھے میں نہیں آتی تھی۔ اس کے ہاتھ سب کچھ معلوم ہو گیا کہ ہاتھ دو گنا تھے سے بہت کہنے لگی تھی۔ لیکن میں دیکھتا تھا اس نے اپنی زبان سے بہت کچھ نہیں کہا تھا۔

ہاتھ دو گنا تھے چھٹی پر تھا اور گیند کے پہلو پر وہ غلامی پر سے لائی تھی۔ انہیں قتل میں سسکا اور قتل میرے آگے رکھ کر ہاتھ ہوا کہ مجھے پرہیز کیا اور پہلے۔

"مگر تمہارا پہلے سے کچھ دور بھگن میں مانا کتنی کامرکت ہے۔ اس حرکت میں مانا کتنی کی جگہ ہے۔ مجھے وہیں ملت رہا میں تھیں ساتھ لے کر چل کر آگے۔

بھگن لے چلا تو آخروں دو قہرا چلو لوٹ چلے گا اور تم اپنی انسانی آواز میں بولنے کو گے۔ یہ تم شہادت ہو چلا۔ میں آج رات ہی سے یہ چلے شہادت کر رہا ہوں گی۔"

میں نے کہاں میں سے کہیں لوہ افغانی اور آہستہ آہستہ آگے بچھے سر پہانے لگا جیسے اسے کہہ رہا تھا کہ ہاں میں ہی کرم دو ہوا۔ ہاتھ دو گنا غور سے مجھے تک رہی تھی۔ کئے گئے۔

"مگر تمہارا پہلے میں تھو گے۔"

میں نے غمی میں سر پہاڑا ہاتھ دو گنا تھے جگہ کر افغانی اور مجھے اپنے من کے قریب لے جا کر ایک بار پھر سسکا۔

"ہاں تم کرم دو ہی ہو۔ مجھے تسلوی بقی تو اس قسم ہے اور میں نے ہاتھ کے روپ میں سسکا تھی۔"

میں نے ایک بار پھر بھگن میں سر پہاڑا ہاتھ دو گنا سسکا۔ اس نے میرا من پر لیا اور پہلے۔

"تھیں مٹا دے کہنے کی ضرورت میں تھیں۔ میں نے بھی تھی ہوں کہ تم کرم دو ہو۔ تم اس لیے نہیں بھگن تھو گے کہ تم پہلے ہی نے ہاتھ منی کا صورت چھوٹا ہوا ہے۔ مگر کہ میں تم پر کیا ہوا چلا کہ وہاں گئی۔ آخر میں بھی پانچ سال تک ہاتھ منی رہی ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ تم میرے پاس آ گئے ہو۔ یہ سزا کہ تھیں سزا میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ ضرور ہوئی ہوگی مگر تم نے کئی کئی بار سہ پہر ہوا کہ اتنی دور آ گئے ہو۔ میرے ساتھ چھوڑ دیں۔ میں تھیں تھیں۔ ہاتھ منی ہوں۔"

وہ مجھے پھر پڑی میں نے آئی۔ ہاتھ منی کی گولی میں سے اس نے لعل کر منی کی پہلی میں افغانی اور میرے آگے رکھ دیا۔ میں جیسے سکون کے ساتھ لعل پیتے لگا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہاتھ دو گنا کی مجھ سے طاقت ہوئی تھی اور وہ ہاتھ کے روپ میں تھی تو میں نے اسے اپنے ہاتھ میں سب کچھ تھوٹا تھا کہ میں کون ہوں اور ہاتھ منی میں کیسے کیا تھا اور میری ہی کا ہم جیل ہے جو مجھ سے چھوڑ چکی ہے۔ میں نے لعل کی لیا تو اس دن ہاتھ دو گنا ہاتھ میں کھینچی کرتی رہی۔ اس نے مجھ سے

ایسی نگہداشت جس سے ڈاکٹر کو یہ پتہ چلے۔

”مکرم و اہلب تم میرے ساتھ مانا کرتی کے ساتھ رہ چکے۔“

اس نے چلی کی گڑھی اپنے ساتھ لے لی تھی۔ بھونڈی سے لکل کر وہ عجب میں اتر گئی۔ آگے جگل شہر ہو جانے پر جگل میں علاوہ تارکی پھولی ہوئی تھی۔ آگے روک جگل کے ایک طرف ہو کر چل رہی تھی وہاں بھی پھونڈی ہی ہوئی تھی۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ پھونڈی میں علاوہ تارکی تھی۔ کمال ایک میل تک پھونڈی پر چلنے کے بعد آگے روک پھونڈی سے اتر کر تیسری جانب درختوں کی طرف ہو گئی۔ ان درختوں میں مجھے دور سے ایک پرانے قلعہ کی حالت عورت نظر آئی۔ تارکی، تارکی، روگے گئے گئے۔

”اگر وہاں ان کشتی کے چھوٹے ٹکڑے ہیں۔ یہ ان کے متبادل ہیں۔“

تھوڑی سی ایک طرف چاہے پر ایک مچھلی ہی چاہے تھی۔ یہ تو ہے گا ازل و ابد
ایکٹوں کا جملہ کے علاق میں ایک سب سے کہ ہوا کی بجائے اور میرے میں فکر آگیا۔
میں دور کا اس سواری کے لئے آئے تھے۔ مجھے اس نے اپنے قریب ہی لگا دیا۔ کتنے

یہ بات کسی کی عقلی بات نہ تھی۔ اس لیے اس نے اسے مان لیا۔ اور اس نے اس کے ساتھ ہی
تھکا چڑا لیا۔ اس نے اس کے ساتھ ہی تھکا چڑا لیا۔ اس نے اس کے ساتھ ہی تھکا چڑا لیا۔
اس نے اس کے ساتھ ہی تھکا چڑا لیا۔ اس نے اس کے ساتھ ہی تھکا چڑا لیا۔ اس نے اس کے ساتھ ہی تھکا چڑا لیا۔

اس نے ہاتھ بندھ لیے اور آگے پیچھے ہٹے ہوئے اٹھوٹک چڑھتے شروع کر دیے۔
ظاہر ہے میں وہی سانس لے رہا ہوں جسے کے نور کچھ نہیں کر سکا۔ قند میں وہی سے جا بھی
نہیں سکا تھا کیونکہ آگن دور کا صوبہ میرے لیے یہ چل کر رہی تھی اور میرا وہی مودود
اور اہل اس کے ہمدردی قند وہ ہر پانچ صلیب صلیب کے بعد اٹھوٹک چڑھتے چڑھتے تھے
ہر حرکت ہر رفتی تھی۔ میرے لیے یہ سب بیکار کا تہی تھی۔ لیکن دل میں یہ لیلیٰ

شام کو اس نے پلہ کرنے کی تاروں شروع کر دی۔ وہ مجھے ساتھ لے کر ندی پر
گئی۔ شام کے چھپنے کا وقت تھا اور جرات جہت کھیل رہا تھا اس نے مجھے
کھانسی پر بخا دیا اور خود ندی میں اتار کر نہالے گی۔ وہ ایک جہن عورت تھی۔ میں
اس کے صحت مند جسم کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ عورت کس طرح ایک غلام
کے پیچھے ساری زندگی بسر کرے گی۔ جس طرف سورج غروب ہو چکا تھا آگاہی درگاہ
اس طرف نہ کیا ہوا تھا اور اقصیٰ سے ندی کا پانی اچھل کر لہجہ لہجہ اتر رہی تھی
اور اشلوک چاند بھی تھی۔ میں ندی کے کنارے پر گھسی میں کھڑی ہمارے بیٹا اسے
دیکھ رہا تھا اور سورج بھی رہا تھا کہ میں کبھی سمجھ میں آجائے گا ہمارے مجھے ہیلے کا
پلیٹل آ رہا تھا کہ وہ میرے لیے مس قہ پڑے میں ہوگی۔ کافی عرصہ بعد نے اسے
تار دیا کہ کریم دیا ہم سے کھڑا ہے۔

[illegible]

میں ہاں کئی خاص اشخاص تھے۔ آپ بھی ان میں سے ایک تھے۔ ان کے ساتھ
 چھوٹی سی لڑکی رہتی تھی۔ تم مجھے یہاں ہی رہنے کے تم سے ایک دو
 سال پہلے چھوڑ کر تشریف لے گئے تھے۔ تم نے ان کا خیال نہ کیا تھا۔

۱۰۔ اس طرح اللہ سے چہرہ دہی حتیٰ کہ جس میں اٹھنٹھ ٹکڑے ہیں اس کے پاس معجزہ ہوتا ہے۔ ہر ہول میں سکا خدا اگر ہل سکتا تو اسے ایک ہی بات کہتا کہ اپنے بھوکوں کے لئے مجھے کسی طرح بھوکا میری بیوی بچے کے پاس پہنچا دو۔ گھر میں = بات اپنی زبان سے برا میں کہ سکا خدا میری قوت کو اپنی سلب ہو چکی تھی۔

آدمی رات تک ناگن روگا مجھے بھونپتی میں اپنے ہاتھ چھیڑا تھا کہ قریب و
 قریب زبان میں الشوک پڑھتی رہی۔ جب کافی رات گزر گئی اور اس نے مجھے اٹھا کر

مکرم دوا! بھگوں کی بیٹی کہا ہوئی ہے کہ قسادی انسانی آواز میرے دل میں آئی۔ اگر تجھ پر وہ بھگوں کا غضب پڑتا ہے تو کوئی بات نہیں میں اس معیشت کو چھیل لوں گی لیکن مجھے غرضی ہے کہ تم میرے بولنے کے ہو۔
میں نے کھد

"لیکن درگا میرے لیے یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ تم میرے ہاتھ میں آئی ہو۔ لیکن تم گھر نہ آؤ گی میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں پیش اپنے ساتھ رکھوں گا اور جسے ہی انسانی فعل میں دل میں آتا تھا اسے تمام کر تمہیں بھی انسانی فعل میں دل میں آئے گا لیکن وہ بھگوں کا اس طرح کہنے سے تم وہاں نہ آؤ گے کہ وہاں میں دل میں آؤ گی۔"

درگا ہاتھ لے کر اپنے منہ سے سسکتی ہی رہ کر اس لیے میں کھد
"مکرم دوا! مانا کتنی بڑے دکھ کو اپنے لیے ہی ہو گیا لیکن تم مجھے اپنے ساتھ کھد لے جاؤ گے؟ تم خود سسپ کے وہاں میں آؤ گے۔"

میں نے کھد
"اس دھڑکی پر اور بھی تو ناگہان میں آؤ رہی ہیں۔ ہم بھی وہاں میں آؤ گے۔ تم گھر نہ آؤ گے لیکن یہ کئی وقتہ وہاں چلا سکتا ہے اور جس کو کھد لے انسانی فعل میں دل میں آسکتا ہو۔"

ہاتھ درگا نے کھد
"تم مانا کتنی بڑے دکھ کو نہیں چاہتے وہ اپنے جہاد سے تمہیں بھی انسانی فعل میں دل میں آئے وہ گے۔"

میں نے مجھے کے ساتھ کھد
"اس قسادی مانا کتنی کی لڑی کی بھی۔"

ہاتھ درگا نے تم طلب لیے میں کھد
"بھگوں کے لیے لیا کہ مکرم دوا! مانا کتنی شاید بھی نہیں ہوئی۔ چلو۔ یہی

میں بھی وار کرنا ہوں درگا کے ساتھ لگ بھگ تھا کہ یہ سلی
ہلو گری کی کارستانی ہیں اور یہ کوئی بد روح ہے جس کے مجھے میں ہاتھ درگا چھس
مکی ہے۔ ہاتھ درگا کی یہ حالت تھی کہ اب اس کے منہ سے کھد بھی نہیں آتی رہے
جسے وہ دکھ دکھ کر اپنی آواز میں نقل رہی تھی جیسے ہاتھ درگا ہو۔ درگا کی نقل
نے ایک بار پھر اپنی دھڑکی کو درگاہ کھد آواز میں کھد

"درگا کا نے ایک مسئلہ کو میرے ساتھ لاکر میرے اسحق کو بھڑکت کر دیا
ہے۔ میں تجھے اس کی سزا دوں گی۔ میں تجھے شراب (دوا) دیتی ہوں کہ تو ایک بار پھر
ہاتھ نہ روک اختیار کرے کی اور اس وقت تک ہاتھ ہی رہے کی جب تک کہ یہ
دھڑکت مسئلہ نہ ہو کہ میں کہ تھا ہے اپنی انسانی صورت میں دل میں آکر
خیرات میں پڑتے رہے ہو چاہے وہ کھد

اندھیرے میں کھد اس دھڑکی کی آواز کی صورت صف دکھال دے رہی تھی۔ وہ
اپنی بد دھڑکی کر کے فوراً ہی تھک ہو گئی۔ مجھے اپنے پہلو میں جھپ ہاتھ درگا بھیجی
تھی ایک کھد مانا کتنی بھگوں میں آئے پھٹ کر کھد خوف سے کھد اٹھ میرے
پہلو میں اب درگا نہیں تھی بلکہ اس کی جگہ ہاتھ کھد ہارے تھکی تھی اور ہار ہار لپٹا
سر زمین پر مار رہی تھی۔ کھد ہاتھ درگا کی صورت کی آواز آئی۔

"مکرم دوا! مانا کتنی بڑے دکھ کو اپنے ساتھ لاکر میرے ساتھ رہا ہے۔ اب میں اس
وقت تک ہاتھ ہی ہی رہوں گی جب تک کہ تو اپنی انسانی فعل میں دل میں آکر میرا منہ
نہیں پڑتے۔"

ہاتھ میرے منہ سے انسانی آواز نقل۔ میں اپنی آواز پر حیران بھی ہوا اور غرضی
بھی ہوا میرے منہ سے بے اختیار نقل کھد
"خدا مجھے صاف کر دے گا اور کھد میری وجہ سے تمہیں۔"

میں لپٹا پہلو پر رات کر سکا اور اپنی آواز میں کر حیران ہونے لگا ہاتھ درگا بھی
سب کی نقل میں میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنی صورت کی آواز میں کھد

سے بچے جاوے۔

جب ہم وہاں آئے تھے تو میں سہپ کے روپ میں تھا اور ناگن درگا عورت کے روپ میں تھی۔ اب جبکہ ہم وہاں سے واپس جا رہے تھے تو دونوں ناگن اور ناگن کے روپ میں تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے میں بولی نہیں سکتا تھا اب میں بھی اپنی انسانی کوثر میں بات کر سکتا تھا۔ اچانک یہ درگا کے اشلو کوں کا پلے کا اثر تھا کیا قاضی میری خوش قسمتی کی یہ ایک بات ہو گئی تھی۔

ہم دونوں اسی طرح چمکے ہوئے سڑک کے چبوتے سے اتر کر ناگن درگا کی بھرپوری کی طرف چل پڑے جس طرح جنگل میں ناگ ناگن کا ڈارٹ کو سیر کیا کرتا ہے۔ ہم ناگ ناگن کا ہوتا ہی نہیں سمجھتے۔ بھرپوری میں کچلنے کے بعد ناگن درگا ہڈیاں پر بیٹھ گئی۔ میں بھی اس کے پاس کھڑا ہو کر بیٹھ گیا۔ ناگن درگا کے منہ سے جیسے ایک آواز نکلتی تھی۔

”کرم دوا! تم میری مصروفی دیکھ کر نہیں سمجھتے ہو۔ اگلے دن مجھے میرے محل پر چڑھنا پڑے گا۔ تم میری اسے اپنی لڑائی کے پاس دیکھنا چاہتے ہو۔“

میں نے کہا۔

”دراستی تمہاری قسمت اچھی سے پڑھائی گئی ہے۔ تم اس صورت میں عورت کی شکل میں واپس آ سکتی ہو۔ تب میں انسان کی شکل میں واپس آؤں گا اور قتلے ہو کر چم اہل کا تو چار میں جسے کیسے کیا چھوڑ سکتا ہوں۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ ہی جاؤ۔ کچل چلے میں کسی دقت سہپ سے انسان کی شکل میں واپس آ جاؤں۔ تب تم بھی اپنی اصلی شکل اختیار کر کے واپس میں کشمکش پور میں آ جاؤ۔“

ناگن درگا تو کسی بھر کر ہنسی دیتی۔

میرا خیال ہے اس وقت رات کے ۱۱ بجے کا وقت ہو گا۔ مجھے نیند کی حالت نہیں تھی۔ سہپ کے روپ میں آئے کے بعد ناگن درگا کو بھی نیند کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ کہنے لگی۔

”کرم دوا! کیا بھی ہو سکتا ہے کہ تم کبھی بھی انسانی شکل میں واپس نہ آ سکو۔“

میں نے کہا۔

”ایسا نہیں ہو گا میرا انسان اور سہپ کے درمیان کا وقت لہا ہو سکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ اگر میں انسان ہوں تو سہپ کے روپ میں اور اگر سہپ ہوں تو انسان کے روپ میں واپس نہ آؤں۔“

ناگن درگا نے ہنس لگے میں کہا۔

”میں کرم دوا! تم سہپ ہو۔ تم بعد واپسی واپس واپس لو۔ یہ دونوں کے شریک سے واقف نہیں ہو۔ ان کی بددعا نہیں ان کے لئے واپس کو نہیں دیتی تھی۔“

میں نے کہا۔

”لیجئے تمہاری ماں کسکی کی اور جیانی بددعا ہے یہ بھی تو کہتا تھا کہ سب کرم دوا انسان کی شکل میں واپس آ جائے گا تو جس چمکے کے بعد تم بھی عورت کی شکل اختیار کر لو گی۔“

ناگن درگا بولی۔

”خیر میں نے دیکھا ہی کہ ماں قاضی کی بددعا کو جانتی ہوں۔ مجھے تو لگا ہے کہ اب ہم دونوں میں سے کوئی بھی انسانی شکل میں واپس نہیں آ سکے گا۔“

میں نے کہا۔

”خیر تم سمجھو کہ کہ ایسا ہی ہو گا تو میں تمہیں اسے خدا کر کے دکھا دوں گا۔ میں سہپ ہوں اور سہپ کا اپنے لٹ پ چمک لال ہوتا ہے وہ اللہ کے سوا اور کسی کو انبیا کی قسمت کا ہدف نہیں سمجھتا۔ ہم میں سے بھرپور پختہ ہیں۔ میں اپنے دوست کو خدا مقرر خدا سے بات کروں گا۔ تم دونوں کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لیں گے۔“

ناگن درگا نے کہا۔

”جسب تمہاری بیوی جیل کو معلوم ہو اگر تم اپنے ساتھ ایک ناگن کو بھی لے لو۔“

میں نے اسے کہہ
 "میں جیسے ایکے میں پہلے دوں گا میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"
 وہ ہلے۔

"تمہارا میرے ساتھ ہونا ہے کاغذ ہے۔ میں ہندی زبان بھی پڑھ لیتی ہوں۔ میں
 ہندی زبان ہی پڑھتی ہے۔ اگر کسی جگہ ہندی میں گاڑوں کے آئے جائے گا پورا گاڑا ہوگا
 تو میں اسے پڑھ سکتی ہوں۔ تم ہمیں چھپ کر بیٹھے رہو میں زیادہ دیر نہیں لکھوں گی۔"
 وہ چلی گئی۔ میں شیل کی کھڑکی کی دھڑک کے ساتھ گنگا کر بیٹھا رہا۔ اچھے افقوں
 کے پیٹ فارم کی دھندلی روشنی میں کچھ دور تک جاتی نظر آتی پھر لگاؤں سے ٹوٹ جاتی
 ہو گئی۔ میں اسی جگہ بیٹھا اس کی دھندلی نظر کر رہا تھا اس نے کھلی دروازے پر چپ
 والیں آئی وہ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھ ساتھ راستے کے انجن کی سیل کی آواز بھی آئی۔ تاہم
 وہ گانے لگے گی۔

"میں گاڑی ترک پر چلے گی۔"

میں شیل کی ٹوٹتے ہوئے لکڑی کے دروازے کے کپڑے

"ہم اسی جگہ چھپ کر رہیں گا گاڑی کا انتظار کریں گے۔"

ہم بیٹے فارم کے آفری سیرنگ پر چھپے ہیں۔ بیٹے فارم کی دھندلی روشنی میں
 اور سچے سچے کاغذ اور بھی لکھا تھا میں نے کہہ

"میں تو انجی آ کر دے گا کہ آئیں وہ سری طرف ریلوے اسٹیشن پر جا کر مسافروں
 کے ڈبے کی چھت پر چڑھنے کی کوشش کریں گی۔"

وہ ہلے۔

"یہ مسافر نہیں ہے۔ کھلی ہوئی ہوگی ہم ہمیں سے انجن کے ساتھ والے ڈبے پر
 چڑھ جائیں گے۔"

خیرین بیٹے فارم میں داخل ہو گئی تھی اور بیٹے فارم پر اس کی دھندلی روشنی میں
 محسوس ہو رہی تھی۔ انجن کی لائٹ روشن تھی۔ یہ دھندلی آگے ہی آگے جاتی چلی جا

ایک کھلا میدان آ گیا جہاں لوہا گاڑیوں کا ڈھیر تھا۔ ایک جگہ گزرنے کا راستہ تھا۔ وہاں قہر ہم اس
 میں سے ہو کر گزرنے لگے۔ گاڑیوں کا میدان کھلی لہا چڑھا تھا۔ کھلی دروازے پر آ کر
 لگ گئی۔ جب باہر نکلے تو دور سے ریلوے سٹیشن کی سرخ جی وکھلی دی۔ تاہم دور
 تک کر کے تھی۔

"یہ سٹیشن جی ریلوے اسٹیشن کی ہے۔ ہم اسی طرف جائیں گے۔"

قہر ڈیڑھ گز میں ہم ریلوے اسٹیشن پر تھے اور ہندی کے ساتھ ساتھ شیل مشرق کی
 طرف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک سڑک لائی تھی۔ ایک کھلی کھڑکی پر تھی۔ ہم پلے کے
 لوہے سے دھندلے ہوئے۔ سری طرف لکھتے ہیں۔ میں سے ہمیں وہ سٹیشن کی دھندلی
 دھندلی نظر آ رہی۔ تاہم دور تک۔

"یہ سچے سچے سٹیشن ہے۔ یہاں سے ہمیں ترک پر چلنے والی گاڑی مل سکتی
 ہے۔ یہی مسطور میں کس وقت آئے۔"

میں نے کہہ

"یہاں ہمیں کسے مسطور ملے گا کہ وہاں ہی گاڑی دھندلی ہو جا رہی ہے؟ ہم تو کسی
 سے پوچھ بھی نہیں سکتے۔"

تاہم دور کا میرے ساتھ ساتھ ہی قہر آ کر لگے گی۔

"تم ٹرک لکھو یہ میں مسطور کر لوں گی۔"

ہم واپس کی دھندلی کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے سٹیشن کے بیٹے فارم پر آ گئے۔
 بیٹے فارم راستے کے وقت کھلی کھلی تھی۔ یہ مسطور سٹیشن قہر قہر قہر کوئی
 آہلی بھی نہیں تھی۔ وہ دھندلی کھلی کی آواز دھندلی دھندلی دھندلی تھی۔ بیٹے
 فارم کے شروع میں ہی ایک چھپ کوئی شیل تھا۔ وہ پڑا تھا۔ ہم شیل کی ٹوٹ میں آ
 گئے۔ تاہم وہ گانے لگے گی۔

"تم اسی جگہ مسطور میں مسطور کر کے آئی ہو کہ ترک پر چلنے والی گاڑی
 کس وقت آئے گی۔"

دی تھی۔ مگر وہ ہمارے قریب سے گزر گئی اور تھوڑا آگے جا کر الٹی رک ٹھیکہ نہیں
 بھی رک گئی۔ ٹالوں میں روشنی تھی مگر تقریباً سبھی مسافر سو رہے تھے۔ تاہم درگا
 نے کہہ

”میرے ساتھ آؤ۔ ہم پلیٹ فارم سے نیچے اتر کر الٹی کے ساتھ والے ڈبے کی
 بھرت پر چڑھیں گے۔“

میں اس کے پیچھے دیکھنے لگا۔ ہم چلی تھوڑی سی پلیٹ فارم پر سے گزر کر ٹرین
 کے نیچے ریل کی پٹریوں میں آ گئے۔ یہاں سے ہم ٹرین کی دوسری طرف گئے اور
 ایک پینے پر سے وہ کر ڈبے کی چھٹی دہلیز پر سے رینگ کر ڈبے کی بھرت پر آ گئے۔
 میں نے ناخن درگا سے پرچم لیا۔

”کیا یہ کیسے چلے گا کہ ترنگہ پر لا شیٹن آ گیا ہے۔“
 وہ کہنے لگی۔

”میں ترنگہ پر اس کے شیٹن کو بھی کھانسی ہوئی۔ وہاں کی دھواں جا چکی ہو۔“
 تھوڑی دیر بعد انہی نے مین بجالی اور بچے سے دلچسپی کے ساتھ ٹرین چلی گئی۔



ٹرین چلی ساری رات اور وہ سارا دن بھی چلتی رہی۔

شام کے وقت جا کر ٹرین ٹرنگہ پر لا شیٹن تک۔ اس دوران ہم ڈبے کی بھرت
 پر ہی بھی بیٹھے اور بھی لیٹے رہے۔ انہی کہنے پینے کی اتنی حاجت بھی نہیں تھی۔
 جب ٹرین ٹرنگہ پر در شہر کے قریب پہنچی تو ناخن درگا نے اس کی دہلیز کو پکارتے
 ہوئے کہہ

”میرے دادا ترنگہ پر لا شہر آ گیا ہے۔“

میں نے کہہ

”خدا کا شہر ہے شب یہاں سے ہمیں کوئی گاڑی چلائی ہوگی۔“

وہ کہنے لگی۔

”میرے جیسے والی گاڑی چلائی پڑے گی۔ ترنگہ پر لا شیٹن یا شیٹن ہے۔“

یہاں سے چلی جلدی مسلوں ہو جانے لگا کہ میرے جیسے والی گاڑی کون سی ہے۔“

ٹرنگہ پر لا کے شیٹن پر ٹرین کھڑی ہوئی تو ہم ایک دوسرے کے آگے پیچھے
 رینگ کر ڈبے کی دوسری جانب یعنی جس طرف دو سرائے ٹرنگہ تھا اتر گئے۔ ٹرین
 یہی تھی اور ہمارا ڈبہ انہی کے ساتھ والا ڈبہ تھا جو پلیٹ فارم کے سرے پر جا کر رکھا تھا۔
 یہاں آکر مسافر ہی تھے۔ ہم دوسری طرف والے ریلے ٹرنگہ میں کچھ دیر تک
 گئے۔ تاہم درگا اس شیٹن کو اچھی طرح جانتی تھی۔ وہ میری دہلیز کی طرف چلی۔ وہ

دہشت زدہ لوگوں نے عاجزی سے کہا۔

”اصلی ہیں۔ ہم کو معاف کر دو۔ یہ زور میری مامی کے ہیں۔“

ڈاکو نے اسے گل دی اور بولا۔

”ہم معاف نہیں کیا کرتے۔ تمہارے بھائی اچھے ہیں کہ زور لگن آیا۔ ہمیں تو تمہاری لوزا کو اٹھا کر لے جاتے۔“

”لوگوں ڈاکو سانسے دلا سیٹ پر بیٹھے تھے۔ جلد بے چاری لڑکی بڑا سمٹ کر بیٹھی خوف کے بارے کھپ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ناگن درگا کسی طرح دوسری سیٹ کے نیچے پٹی بھی تھی۔ وہ بخاری سے رہنمائی ہوئی ایک ڈاکو کی ٹانگ کے پاس مٹی اور اس نے ایک کھاس کے پٹلی پر اس جگہ۔ ناگن درگا کا زہر جھ سے زیادہ ہلاکت خیز ثابت ہوا۔ ڈاکو اسے کوڑھک کر کہنے لگا۔ ”اسے دوسرے ڈاکو نے بدوقت ایک طرف رکھ کر تھکرات میں اسے سنبھالنے کی کوشش کی تو اس دوران ناگن درگا نے دوسرے ڈاکو کو بھی اس ایسا۔ وہ بھی پہلے ڈاکو کے لیے زہر ڈال دیا۔ یہ سحر دیکھ کر توڑی بڑا اور لڑکا راکیش کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ گاڑی شار چاقی اٹھائی جاری تھی۔

”اس کے لئے اپنے ماس کو تھپک کیا اور دلا سے کہا۔

”میں کوئی ڈاکو نہ بن گیا ہے۔

بڑا روئے گی۔

”بہ راسم ہے راسم۔“

”اس کے لئے کہا۔

”راسم نے تو گاڑی سائیٹا کر دی ہے بڑا۔ کسی طرح میرے ہاتھ پاؤں کھول دو میں ذخیرہ کھچوں گا۔“

بڑا بولا۔

”میرے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں کیا کروں؟“

راکیش بولا۔

”کر رکھ دو۔ ہم جسیں چاہیں سے نہیں ماریں گے۔“

لڑکی بے چاری خوف کے بارے کھپ رہی تھی۔ اس کے تھوڑے کا بھی برا حال ہو رہا تھا۔ اس نے لڑکھائی زبان میں کہا۔

”سگھار کس میں زور پڑا ہے۔ لے جاؤ۔ ہمیں کچھ نہ کہو۔“

ایک ڈاکو نے دوسرے سے کہا۔

”اسے دھیان رکھ لے کچھ میں زور دے گا کہ یہ جھوٹ بولی رہی ہے۔“

دوسرے ڈاکو نے سگھار کس کو پکڑ کر الٹ دیا۔ گھر سے سونے کے کچھ زور دلت لگے۔

”گھر کیسے دھم پتا ہے دوسرے۔“

اور وہ سونے کے ڈال دیا۔ کو اپنی حدود کی جیب میں ٹھونسنے لگا۔ دوسرے ڈاکو نے گاڑی میں سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا اور بولا۔

”ہر صبح لاشیں آ رہا ہے۔“

بڑا ڈاکو بولا۔

”گاڑی ہولے ہوئی تو کہہ جائیں گے۔“

انہوں نے جیب سے رہی تھل کر گڑھے اور گاڑی کے ہاتھ پاؤں بندھے اور ڈھک کر باتیں کرنے لگے۔ میں نے ناگن درگا کے سر کے قریب سے لے کر سر گاڑی میں کہا۔

”اٹھیں۔ چھوڑنا نہیں چاہیے۔“

ناگن درگا نے ہلکی سی پشیمانی کی آواز کے ساتھ سر گاڑی میں کہا۔

”یہ غوثی لوگ ہیں۔ میں اور دوسرے کو پکارتی ہوں۔“

پٹنی گاڑی کے شور میں گاڑی آواز میں سننا ممکن تھا۔ دونوں ڈاکو اب بیڑیاں پٹی رہے تھے اور زور دین کو ٹھل کر دیکھ رہے تھے۔ ایک نے بڑا اور اس کے تھوڑے کی طرف دیکھ کر بولا۔

”اسے سنا یہ مٹی تو نہیں ہیں؟“

ہو کر شیش سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے۔"

میں نے خدا کو سوگھا تو مجھے سب سے پہلے اپنی ہڈی جیل کی طوبہ اٹک۔ میرا دل خوشی سے بھرم اٹھ گئے ایسا لگا جیسے میں جیل کے پاس بیٹھا ہوں۔ میں نے بے اختیار ہو کر ہانک کر گاتے کہ۔

"اور کالنگے اپنی ہڈی جیل کی طوبہ آ رہی ہے۔"

ہانک کر گاتے تہت سے کہ۔

"یہ بلی خوشی کی بات ہے گرم دراز"

اس کے بعد ہانک کر گاتے کہلی بات نہ کی۔ جب باہر پلٹ فارم، لوگوں کا شور دراکم ہوا تو وہ بولی۔

"ہم ریل کی طرف سے باہر نہیں گئے۔"

ہم سیٹ کے پہلے سے اٹھ کر اسی طرف پلٹ فارم تھا۔ سری طرف ریل کی بنڈی تھی اور وہاں کے چنگ کی راز تھی۔ ان کی راشنی چاروں طرف چلی ہوئی تھی۔ ہم نے یہی راز کے ساتھ تک کر پہلے گاڑی کے پہلے پر سے اوتارے ہوئے پہلے ایک پر آگے اور ریل کی بنڈی کے پاس ساتھ تک کر پہلے کی طرف تیزی سے پہلے گئے۔ ہانک کر گاتے کہ۔ "ہم ریل سے واپس نہیں گئے۔" ہم نے اس کے آگے بڑھ کر جاتی تھی۔ ایک جگہ پر آ کر ساتوں واسٹا پلٹ فارم کی راز کو ختم نہ کی۔ ہم بنڈی پھوڑ کر اس طرف پہلے گئے۔ ہم ریل سے شیش کا وارڈ قارڈ لائوں کا بل رجا ہوا تھا۔ ایک طرف سے ان کے شیش کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے آواز آگے ہو کر ہانک کر گاتے کہ۔

"تیس مسطوم ہے کس طرف چا رہی ہو؟"

اس نے تیزی سے پہلے ہوئے کہ۔

"تم میرے پیچھے پیچھے آتے ہو۔"

بھرپور کارٹے سے وارڈ قارڈ پڑا تھا۔ ہمیں اس کو پار کرتے تھے وقت تک کہ۔ اس

خود کہتے گی۔"

نوربان راکیش نے کھڑے ہاتھ میں لے کر پڑھا اور پھر اس پر دھکا کر کے گاڑی کو واپس کر دیا۔ ہم اس سارے وارڈ کو بوند سکون کے ساتھ اپنی اپنی طرف سیٹ کے پیچھے بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ شیش بائیں طرف سے ایک لی ٹی کے ساتھ ایک نوربان راکیش سے کچھ باتیں ہو چکیں اور انہیں قہری سے کر اور ایک کھڑے دھکا کر دیا کہ چلا گیا۔ خدا خدا کر کے یہ گاڑی ختم ہو گئی۔ گھڑے سے پہلی بھلی۔ انہوں نے وصل دیا اور لڑا۔ وارڈ ایک کے شیش سے پہلے ہائی۔

نوربان لڑا اپنی ہڈی کی سیٹ پر آگیا تھا اور اس کو تسلیوں سے دبا تھا کہ سب ٹیک ہو جائے گا۔ سکون کی پہلی کہا جاتی کہ ہم انکوں سے چل گئے۔ لی ابھی تک دھت تھی۔ ہانک کر گاتے کہ۔ "ہم سیٹ کے کل کر میرے پاس آگے تھی۔ گاڑی کے شور میں ہم ایک دو پہلے سے سرگوشیوں میں تھوڑی تھوڑی بات کر لیتے تھے۔ شیش آتے سے گزرتے تھے۔ ان کے ایک ایک ہتہ ہارے تھے۔ شیش ایک اور گاڑی اور کھڑے گاڑی کو قارڈ لائوں کے ساتھ پھوڑا تھا۔ وارڈوں میں پہلی پہلے کہتے۔ "ہم سیٹ کے پہلے تھوڑی بیٹھے رہے۔ پہلے سے گاڑی پہلی تو ہانک کر گاتے کہ۔ "میرا دل سے گزرتی پہلی تھی۔" قارڈ لائوں تک گاڑی پہلی رہی۔ اس نے تین چار پہلے پھوڑے شیش میں بھی پھوڑے۔ میں نے ہانک کر گاتے کہ۔

"تیس کوئی اندازہ ہے کہ بھرپور پہلی سے کتنی دور ہو گا؟"

اس نے تہت سے کہ۔

"میرا خیال ہے ہم ایک دوسرے کے میں بھرپور پہلے والے ہیں۔"

آخر بھرپور ایک

ٹرین زبردست گزرا۔ سیٹ کے ساتھ پلٹ فارم میں داخل ہونے کے بعد راکش نے۔ نوربان ہڑاؤا ہے سے از گیا۔ ہانک کر گاتے کہ۔

"پہلی گاڑی پہلی دیکھ رہی ہے۔ درازوں کا ریش کم ہو گا تو ہم بھرپور طرف سے

روہی۔

”جیسے اپنی بیوی کی طیش آ رہی ہے۔“

میں نے فوراً ”جھوٹ بول دیا اور کہہ۔

”پہلے آئی قہر اب لالہ نہیں آئی مگر میں کو شش کر کے اس مکان تک پہنچ گیا۔“

”ہاں۔“

ناگن درگاہ۔

”اس طرح تو ہم کسی نہ کسی جگہ پھنس جائیں گے۔“

میں نے فوراً ”کہہ۔

”ہم کیا کرتے ہیں کہ کسی جگہ نہ ٹکریں؟ یہ تو انکار کو میں اپنے اپنی بیوی

کے مکان پر جانا اور۔ اگر وہ وہاں کے کسی گھر میں جھینس بھی آکر نہ پھنس گئے۔

اگر راستے میں لوگوں نے تھوڑے کر کے روک دیا تو کسی کی تو میں اپنا کسی نہ کسی

طرف الٹ کر اپنی جان بچاؤں گے۔ تم بھی یہ بات کہو تو میں اپنی اپنی جگہ کے

ساتھ ایک دوسرے کی فکر میں نہ جائیں گے۔“

ناگن درگاہ میں گئے اپنے ساتھ روگنہ پر بھروسہ کر کے۔

اپنی شکل میں وہاں نہیں آ سکتی تھی۔ گئے گئے۔

”تمہیک بہ گرم دلوں آگے لی کہ پار بھیجی دے۔“

میں وہاں تکاب کے پیچھے بھاڑوں میں صاف انکار کر دی۔ ”تو جھوٹے ساتھ۔“

میں لوہ کی طرف چلتے ہی جیسے دھڑکتے ہوئے ہو کر سڑک کی دوسری

طرف آ گئے سڑک پر زیادہ توجہ دے رہے تھے۔ ہم جلدی سے سڑک پار کر گئے۔

اب ہم ایک چھوٹے سے عینان میں آئی وہاں بھاڑوں اور گھاس میں سے گزر رہے

تھے۔ ناگن درگاہ نے مجھے دور سے درختوں کے درمیان ایک منہ کا عکس دیکھا۔

کے کئے۔

”وہ بھڑوں کی کا منہ ہے۔ اس کے پیچھے ایک کتاب ہے۔ میں جھینس وہیں

اس دور میں ایک اور نرینہ ملی کی طرف سے آئی اور شیش میں داخل ہو گئی۔ ہم سکیل

کھین کے پاس آ گئے۔ یہاں دو تین بھاڑیاں تھیں۔ ناگن درگاہ ایک بھاڑی میں گھس

گئی۔ میں بھی اس کے پیچھے بھاڑی میں آ گیا۔ وہ کہنے لگی۔

”ماتے مل گورام کی درگاہ ہے۔ ہم اس درگاہ پر چڑھ کر دوسری طرف جائیں

گے۔ اس طرف زیادہ لوگ نہیں ہوتے۔ دوسری طرف ایک کنواں ہے۔ بتا ہے۔ ہم

پہلے کے ساتھ ساتھ چلے جائیں گے۔“

یہ کہہ کر ناگن درگاہ بھاڑی سے آئی اور نیچے کے ساتھ مل گورام کی درگاہ پر

چڑھ گئی۔ میں نے بھی لیا ہی کیا۔ درگاہ کی دوسری طرف کنواں ہے۔ وہاں ہم پہلے

اتر کر اس کے کنارے سے اڑے۔ وہ کہنے لگی کہ چل پڑے۔ آگے چلے کے وہاں

آگے ایک جگہ جاؤں۔ یہاں ایک کنواں ہے۔ ناگن درگاہ اس سے باہر نکلی۔ آئی۔

ماتے مل گورام کی درگاہ کے ساتھ۔

”اب مجھے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کتنے چاہیے اور تمہاری بیوی بھول کے کس مکان

میں رہتی ہے۔“

تب مجھے خیال آیا کہ مجھے ناگن درگاہ کو کھڑے سکر خانہ کے نیچے لٹکانے کے

بارے میں نہیں بتانا چاہیے۔ وہ بھول کے سر قروش جھلوں کی غیبت نہیں کرے جو

معدت میں مسلمانوں کے چار حق کے لیے بدو حکومت کے ظلم و ستم کے خلاف

جہاد کر رہے ہیں اور بھول کی پائیس ان کے پیچھے گئی ہوئی ہے۔ کل کو ناگن درگاہ

انسانی شکل میں آئی اور میں اس سے الگ ہو گیا تو ممکن ہے وہ کسی کو اس لیے لٹکانے

کے بارے میں بتا دے اور پائیس چھاپہ مار کر بھول کے ان تمام جھلوں کو گرا کر

لٹکانے میں سوچ لاکر میں اسے کسی جگہ پر پھینکے کہہ کر انکیا ہی کھڑے خانہ کے

لٹکانے پر جانا اور۔ مجھے شیش سے اس لیے تک کا راستہ معلوم تھا جس کے واسطے

میں کھڑے خانہ کی غیبت نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے یہ سوچنے کے بعد ناگن درگاہ سے کہہ۔

”مجھے جگہ پوری طرح سے یاد نہیں ہے۔“

نبوت والی گاڑی دیر تک چلتی رہی۔ نبوت میں اب وہ جنازہ والی سواری نہیں رہی تھی۔ بلکہ ابھی چلتی گئی ہوئی تھی۔ اس گناہش نے میرے منہ سے ہلے جسم کی کوئی کھنکھائی نہ کی تھی۔ اب مجھے یہ ظور تھا کہ اس نبوت کو اسی طرح قبر میں دفن نہ کر دیا جائے۔ اگر لاش کے لڑاحقین نے ایسا کیا تو میں بھی لاش کے ساتھ قندہ اور گورہ ہوتی۔ اگر قبر میں نبوت سے باہر وہ جنازہ میں ملے گا کہ قبر سے باہر اکل سکتا ہے۔ نبوت کی گھڑی کی دو لڑائیوں میں سوار کیا میرے اعتبار سے باہر قندہ اس بات کا امکان غم ہی غم تھا کہ اگر قندہ کو لے جائے گا۔ نتیجہ کریں اس وقت میں بھی ایک طرف سے نبوت و نبوت کی لڑائی میں تھا۔ قندہ اور دل میں خداوند کریم سے اپنی زندگی کی دعا میں ایک ساتھ نبوت والی گاڑی منسلک ہو کر کے سو گھوڑی چلی رہی تھی۔ میں نے نبوت کے گھر سے رستہ کی ہوائی کی کہ جسوں کیلئے اس کا مطلب تھا کہ گاڑی سوار سوار کے قندہ کسی طرف نہ رہی ہے۔ پھر ایک چورہا پانچ گھنٹہ کر گاڑی رک گئی۔

یہاں سے لوگوں کی اچھی سڑک میں باہر آئے گی۔ آواز میں سنی دینا تھوڑی سی نے تھیں۔ ان میں سے ایک کو کہہ رہی تھی۔ آج پھر کسی نے انگریزی زبان میں کسی سے کہہ

”ختم“ وہی ہے۔ قندہ نبوت کو کہہ نبوت میں رکھ دیا جائے۔“

یہ سنا تھا کہ میری جان میں پلٹ آئی۔ یہ میرے لیے نبوت سے نبوت حاصل کرنے کا سہی سوچ تھا۔ ہاپ لوگ مجھے ہارنے کو وہ نہیں لیکن میں نے یہ سوچ کر لیا تھا کہ جیسے ہی نبوت سے لاش نکلیں کہ وہ نبوت نبوت میں رکھی جائے گی میں چٹا ہونے لگا۔ اگر ہاگ جانے کہ میرے پیچھے کا صرف یہی ایک راستہ تھا۔ یہ مجھے معلوم تھا کہ ایک بار تو لوگ سب کو دیکھ کر دھرم دھرم دھرم کے کیونکہ سب کی جانی دھرت ہوتی ہے۔

پوری کے دھرم زبان میں پانچ ہارنے کی آواز آ رہی تھی۔ پھر میرے والے

ای ہو گئے۔ اگر یہاں سے بھی ہوا کر جاتا ہے تو جتنی بات تھی کہ جہاز کسی دوسرے ملک میں جا رہا ہے۔ جہاز دیکھتا تھا۔ باہر سے لوگوں کی اور گاڑیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ سب کچھ دیکھ کر وہی 7 میں کھڑا تھا کہ جہاز کی سبیل میں انہماک ہے۔ پھر مجھے دھرتی کے لوگ آسمان کے اندر آئے کی آوازیں سنائی دینے میں نے کھنکھائی کی۔ آوازوں پر کھنکھائی۔ میں یہ معلوم کر رہا تھا کہ وہ کس زبان میں بات کر رہے ہیں۔ یہ سن کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ وہ کسی ہندوستانی زبان میں ہی بات کر رہے تھے۔ یہ مجھے کمال زبان ملتی تھی۔ اچانک میں ایک دہائی دھرتی میں خیریت کے آواز آ کر آقا قندہ بھی دھرم زبان پر آ رہا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہاں ہند کے کچل پلو صوبے میں تھیں۔ زبان کی جاتی ہے۔

یہ بات میرے لیے بڑے شرم کا باعث تھی کہ میں بھارت میں ہی قندہ آ کر یہ ہوا تھی کہ کسی دوسرے ملک کے جہاز میرے لیے مشکل حالات پیدا ہو سکتے تھے اور جہاز ہاں سے دھرتی پہنچا لی وہاں ایک کے پاس آ کر کہا۔ ”میں قندہ جہاز کی نبوت پنا تھا۔ وہاں سے سبیل باہر لے لے جانے کی آوازیں آتے تھیں۔ پھر انہماک کے چاروں طرف سے میرے نبوت کو کئی اظہار اور دہائی سے ملے جاتے تھے۔ پھر ایک کچھ نبوت ایک گاڑی میں رکھا دیا گیا۔ مجھے ایک آدمی کے انگریزی میں باتیں کرنے کی آواز آئی۔ میں دھرم میں تھیں۔ تھوڑی سی انگریزی کچھ لانا تھا۔ وہ کسی کو میرے نبوت کی تھیں کہ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تھوڑی سی سبیل ہارنے کی آواز آئی۔ یہ میرے والی انگریزی لڑکی کے ہاں پہنچ رہی تھی۔ وہ سبیل تھی جو انہماک پر لاش کا نبوت وصول کرنے آئے تھے۔ گاڑی کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ کچل پلو میں نبوت کے اندر انگریزی لڑکی کی لاش کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ دائیں کی تھوڑی لاش سے اسی طرح اظہار رہی تھی۔ اگرچہ یہ تھوڑی میں بے ہوش کر کے لگا تھا لیکن میرا کھٹک ہونا تھا۔ اور پنا تھا۔ اور میری آواز پانچ نہیں ملتی تھی۔ اگر ملتی تھی تو غرضات لڑکی آواز ملتی تھی۔ میں اپنی آواز میں ایک نظر بھی لے کر کچل پلو میں رہا تھا۔

دہلی قتل کے نیلے کے جسم کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے سہانہ سا
دار جو روشنی دکھائی دے رہی تھی ان کی طرف چلتا ہوا ہوں اور سہم کرنا چاہیے کہ
یہ کون سی جگہ ہے۔ وہ سنا ہے یہ کوئی ریلوے اسٹیشن ہے اور مجھے اس شہر کا نام
معلوم ہو جائے۔

میں نے نصیحت کی پہلے ہی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ ایک نصیحت
 کے بعد دوسرا نصیحت آیا تو مجھے کسی شب کی بات کرنے میں دین ایک نصیحت ہو گئی تھی
 ایک دن سارا دن وہاں پہنچ گیا تھا جس سے اس کے ساتھ چلنے والے تھے ان سے بھی میری
 مدد کی اور میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا تھا کہ وہ گھر جاتے تھے ان سے بھی میری نصیحت
 کیا تھی کہ ان کو اپنی طرف سے نصیحت دینے سے گھر میں سے بھی اپنی نصیحت
 لینا میرا نہیں تھی کی نصیحت تھی کہ نصیحت لینا میرا نہیں تھی کی نصیحت
 چلتے کر پتلا ہوا کہ نصیحت اس کی نصیحت تھی کہ نصیحت اس کی نصیحت
 اور سے پتلا ہوا کہ نصیحت اس کی نصیحت تھی کہ نصیحت اس کی نصیحت
 نے نصیحت اس کی نصیحت تھی کہ نصیحت اس کی نصیحت تھی کہ نصیحت اس کی نصیحت

7- پھر انقلاب میں آرٹیکل 68 کے تحت سب سے پہلے جج صاحب

اے ملک! میری کار کا قریب ایک سو بیس سال پہلے تو اس نے اپنا
چشمہ کھولا اور میرے لوگوں کے لئے اس کی شکل میں چار گانے شہر آ کر پہلے میں
بریلن کو کیا میں نے اسے ایک بار دہرائے کرتا تھا۔

"ایسا ہے معلوم نہیں کہ میں دیکھا تو اس کی کاسٹپ ہوں یا راجہ وہ جیسا تو میں نے
تھے لیکن یہاں سے لاکھ تو خدا بھی نہیں اپنے کا نور مرتے گا بھی نہیں۔"

یہ سنیے ہی سناپ نے میرے آگے اپنا سر جھکا اور جلدی سے ٹھیک کی طرف ہماگ کینڈ گئے ہیں گا جیسے وہ جیسی اٹھتی کوڑا دھو رہا تھا مگر میں اس کے پیچھے گیا کہنے جا تا کہ کو کہ وہ خود اٹھتی آؤ میں تم سے کوئی بات نہیں کر سکا تھا بہر حال

کے ارادت تھے۔ جن اور انہی کے ستونوں جیسے علی کے درمیان میں سے اور کچھ روٹیلوں جھللا رہی تھیں۔ میری دائیں جانب سے سمندر کی تیز آواز آ رہی تھی۔ سچپ ہونے کی وجہ سے میں سمندر کی جوا کی لی فوراً محسوس کر سکتا تھا۔ اسی جوا شرارتوں کی پو بھی کسی وقت آجاتی تھی۔

میلور کی طرف ہلے گا کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔
 میرا مقصد کسی طرح وہاں پہنچنا تھا۔ جموں میں میرا اس وقت چار گھنٹہ
 بچے باقی رہ گئے تھے۔ وہاں پہنچا تو وہاں کے لوگ مجھے دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے۔
 انکار کرتے کرتے تھک گئی ہوئی۔ رات ہو گئی ہے اب تک وہاں نہیں پہنچی ہوگی۔
 وہاں پہنچنے کے دو چار گھنٹے ہو چکے تھے۔ وہاں کسی جگہ چھپ کر میرا انتظار کرتی
 تھی۔ لیکن ہم ایک دوسرے سے بچ رہے تھے۔ میں سختی بھی کرنا نہیں چاہتی تھی۔
 ان سے پہلے میں جموں میں پہنچ چکی تھی۔ پہلے تو مجھے اس شہر کا رستہ نہیں معلوم
 تھا۔ تاہم پھر یہ معلوم کرنا تھا کہ یہاں سے جموں کی طرف کون سی گاڑی جاتی ہے۔ پھر
 ان گاڑی میں سوار ہونے کی جگہ دیکھ لی تھی۔ یہ اتنا ظاہر تھی کہ اتنی دور پہنچ
 جانا کہ اس شہر سے کوئی بھی گاڑی سیدھی جموں نہیں جاتی ہوگی۔ لہذا پہلے
 رات میں یہ گاڑی دیکھ لی تھی۔

تھے آگین و دریاں بھی جس آواز قہر نصرت کے تحلیل لڑائے ہوتے ہیں۔ نظریے نے اسے جیسے ساتھ دیا ہے کہ جب قہر میں انسانی قہر میں وہیں آکر اس کا فائن و لا حد نہیں چاہتا وہ اپنی عورت کی قہر میں وہیں ہیں "عشق قہر" اس کو ہر حالت میں بھی تلاش کرتا قہر قہر میرے پاس پہنچنا قہر اتنی دور سے نہیں ایک دوسرے کی ہوا بھی نہیں آ رہی قہر خدا پہلے دن لکھے ہر فائن و دریا کیا کہے "کس طرف لکھ ہلکتے میری حوا میں کئی کئی ماری ماری میری رچہ نظریے نے نہیں ایک دوسرے سے محبت حالت میں ہوا کر دیا قہر "والی جہد بکرت کے ساتھ بھی نصرت کے خواب میں کافی دور لے آیا قہر میں بھی ہے اپنے دوست کا قہر قہر کی ہوا



میں ایک بار پھر پھنس گیا قند

آئینہ کرکٹ کے اندر قاتلوں کی لڑائی اور لفظوں کے پلندوں کے درمیان میں
سٹ کر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ جیل سے فنی ٹرک جا کر دے وہی کرکٹ کے سوراخ میں
سے نکل کر پھاٹے کی کوشش کر رہا تھا جس نے ایک بار پھر سوراخ میں سے بھاگ کر
دیکھا۔ فنی ٹرک میں جی جی مل رہی تھی اور وہ دونوں لڑائیں فنی سپاہی جیسے ہاتھ ملاتے
بیٹھے تھے۔ اس وقت پھر قند اپنی موت کا ارادہ کر رہا تھا۔ وہ جیتا بیٹا جیل قند ٹرک جیل
بندوں کے اس معاملے شری سڑکوں پر دوڑا جا رہا تھا۔ کئی سڑکوں کے موڑ گھوم
ہوا فنی ٹرک ایک پہلے موڑ پر ٹک گیا۔ وہاں سپاہیوں نے جلدی سے کرکٹ کو اٹھا
کر ٹرک سے باہر نکالا اور ایک کمرے میں لے جا کر رکھ دیا۔ یہ کام انہوں نے اچھی
جلدی کیا کہ مجھے راستے میں باہر نکلنے کا موقع ہی نہ ملے جس کمرے میں انہوں نے
گولی کے آئینہ کرکٹ کو لے جا کر رکھا میں نے سوراخ میں سے دیکھا کہ وہ ایک
چھوٹا سا کمرہ تھا۔ درمیان میں میری جی۔ میرے لوہے ایک بلب روشن تھا۔ وہ دونوں
لڑائیں سپاہی باہر جانے کی بجائے وہیں کرکٹ کے پاس کھڑے رہے۔ میرے لیے باہر نکالنا
مشکل ہو گیا قند

اتفاق میں سمجھ گیا تھا کہ اس آئینہ کرکٹ میں کوئی اہم فنی دستبردات ہیں جن کی
اجی حفاظت کی جا رہی ہے۔ وہ لڑائیں فنی آئینہ کرکٹ میں داخل ہوئے دونوں

تیزی سے آئینہ کرکٹ کے لوہے پر چڑھا اور سوراخ میں سے کرکٹ کے اندر داخل ہو گیا۔
میں اگر ایک دو سیکنڈ کی دیر کر دیتا تو میرا مارا جاتا جیسی تھا کیونکہ جیسے ہی میں آئینہ
کرکٹ کے اندر گیا اس کرکٹ کو گھسیٹ کر باہر نکال لیا گیا۔ پھر ایسے لگا جیسے کرکٹ کو
کسی لوہے پر ٹکایا گیا ہے۔ لوہے کے ٹکڑے پر سے ہوتا ہوا گولی کے تھکے کے ذریعے
چپے اندر دیا گیا۔ اب میں بندہ گولی کی بیٹی پر قند بیٹی کے فرش پر بھی لوہے پر تک
کسی طرف چلا رہا۔ وہ فنی جو لوہے کو دھکیل رہے تھے ہاتھوں میں ایک دو سرے
سے جس اس کر پاتھ بھی کرکٹ جا رہے تھے۔ باہر کافی آوازیں تھیں۔ ان میں گاڑیوں
کے بارن کی آواز بھی آ جاتی تھی۔ گاڑیوں کے گزرنے کی آوازیں بھی تھیں۔ لوہے
ایک جگہ آ کر رک گیا۔ میں نے سوراخ کے پاس سر لاکر باہر دیکھنے کی کوشش کی اور
چراغ ہو کر اندر کر لیا۔ کرکٹ کے سوراخ کا دروازہ دونوں فنیوں کی جانب قند وہ مجھے دیکھ
کھینچے تھے مگر خدا کا شکر ہے کہ ان کی فکر نہ تھی۔ انہیں پتی تھی۔ اس سوراخ میں سے
دونوں کی وہ فنی میں سب کی شکل نظر آ رہی تھی۔ اب انہوں نے کرکٹ کو لوہے پر سے
اُتار کر زمین پر ڈالا۔ میں نے سوراخ میں سے باہر نکلا۔ میرے قریب ہی ایک فنی
ٹرک کھڑا تھا۔ کرکٹ کو اٹھا کر ٹرک میں رکھ دیا گیا اس کے بعد دونوں فنی بھی ٹرک
میں چلے گئے اور ٹرک میں بھی چاہتے ہوئے آگیا۔



پہلے دن انہیں انیسر گینٹ ریک کا قتلہ اس نے سکریت ملایا اور یہ کہ

"بیکر صاحب! کیا آپ کو یقین ہے کہ انار یا خیر پر انیسٹ کامیاب ثابت ہو گا؟"

دو مرفائی انیسر بیکر ریک کا قتلہ اس نے فائل پر خطوں بنا رکھی تھیں۔ کہنے

کہ

"گینٹ پاؤس! یہ پرائیٹ نہ صرف پاکستانی سندھ میں ان کے سارے کے

سارے کوئی بیڑے کو چاہو ہوا کر دے گا بلکہ اس کی مار کرانی بند رہے تک بھی ہو سکتی

ہے۔"

یہ سنا تھا کہ کرکٹ کے بورڈ میں سے میں ان دونوں انہیں آری افسروں کو

رکھتے کا گینٹا رکھتا ہے۔ پاکستان کے خلاف کسی خیر آری منصوبہ کی سکریت فائل

تھی۔ یہ پاکستانی آری اور انہیں کی بدنامی و گورنر ہائی پیمانے کا چاہا یا بلو پرنٹ

قتلہ اب میرے دہلی سے لڑاؤ کے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا تھا۔ میں برصغیر میں

بلکہ اپنی جان کی باری لگا کر اس خیر منصوبہ کی سکریت مسلم کرنا چاہتا تھا۔ میں ہر

تن گوشہ اور ان کی لاکھ بٹنے لگاؤ انہیں سکریت کی راتہ جملے ہوتے

کہ

"مرا اور ہمارا کا لیل و لعل رہا نہ تھے ہم کو لائی کی بدنامی ہے۔ الٹہ کہتے ہیں تو

پر ہم اس خیر پرائیٹ کی مدد سے امر سرے لکھو یہ بھی الٹہ کہتے ہیں۔"

انہیں بیکر بولے۔

"اس بار لیا ہی ہو کہ سن ۱۹۵۵ میں پاک آری انہیں فائل قتلہ

ہمارے پاس بھی روایتی اختیار تھے لیکن اس بار حالات بدل چکے ہیں۔ ہمارے ساتھی

دلوں نے ہر خیر اختیار ہمیں تیار کر کے دیا ہے اور میں کامیاب رہا۔ انہیں کے ساتھی

تیار کر چکے ہیں۔ یہ پاک آری اور لکھنے کے انہیں کو پہلے ہی انہیں میں جس جس کر

کے رک دے گا۔ اس بار ہمیں نے چاہا تو ہم انہیں میں داخل ہو جائیں گے۔"

انہیں کہتے تھے سکریت لکھنے میں دہلی اور لاہور۔

سیاہیوں نے انہیں سیلٹ کیم میں سوراخ کے ساتھ انہیں لکھتے دیکھ رہا تھا۔ دلوں

انہیں فوری میز پر آئے ساتھ دیکھ گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے بریل کیس میز پر رکھ

دیے۔ گینٹ یا بیکر ریک کے گتے تھے۔ دلوں بھٹی ہند کی کسی رجسٹر کے انیسر

تھے۔ دیکھ کر سارے گتے ایک کی موٹیس بھی تھیں۔ ان میں سے ایک انیسر

نے سیاہیوں کی طرف دیکھ کر انگریزی میں کہا۔

"سکریت میں سے بریل کیس نکالو۔"

انہیں برا۔

جس گیت میں میں چپا ہوا تھا وہ نکالا جانے والا تھا۔ میرے لیے یہ جی ہنر

کھلائی تھی۔ میں گیت کے اندر چھریک کر گتے میں فائلوں کے چپے چپے کیم

کرکٹ کا کھانڈا کھول کر اس میں سے بریل کیس نکالا۔ گیت دلوں پر کر دیا۔

گیت کے دہ جتے میں میں سے بریل کر سوراخ کے پاس آگیا میرے دل میں

خیال پیدا ہوا تھا کہ دیکھ کر میرے گتے میں بریل کیس میں کیا ہے۔ جس کی اتنی زیادہ

حفاظت کی جا رہی تھی اور جس کی حفاظت انہیں آری کے دلوں میں انیسر رات کے وقت

پہلے آتے ہیں۔

بریل کیس میں گتے کے ایک پر گورنر میں ہر گتے ایک انہیں انیسر نے چھائی گا

کر لیکن لاچکی کہتا ہے۔ اس میں سے بریل کیس نکالو اور دونوں سیاہیوں کو دہلی سے

چلے جانے کا اشارہ کیا۔ دونوں انہیں سیٹی سیلٹ مار کر گتے سے اٹھ گئے۔ اب

گتے میں دونوں انہیں آری انیسر ایک تھے یا میں تھا کہ گیت کے سوراخ میں سے

انہیں دیکھ رہا تھا۔ فوری انیسر نے گیت والے بریل کیس کو کھول کر اس میں سے سیاہ

رنگ کی ایک فائل نکالی اور اس کے کھڈا کو لٹھ پٹے لگا۔ دو مرفائی انیسر فائل

کو دیکھ رہا تھا اس نے انگریزی میں کہا۔

"تمام کھڈا تو کے ہوں گے۔"

دوسرے نے کہا۔ نہیں گینٹ گتے انہیں گے۔"

بیکر چل سے تھکن لگنے لگے۔ وہ آپس میں انگریزی میں باتیں بھی کرتے جاتے تھے۔ ان کی باتوں سے مجھے معلوم ہوا کہ ہمدانی ہائی کمان نے اسرائیلی کی فوجی فیکٹریل مدد سے ایک ایسی یلغار مین تیار کر لی ہے جس کی بارودار کا سے کراچی تک ہے اور جو اپنی شعلوں سے مکمل سمندروں میں پاکستانی جہازوں پر حملہ کر سکتی ہے اور کراچی بندرگاہ بھی جلی جلا سکتی ہے۔

مجھے تو محض اتفاق سے اوزمیں ملٹی کے پاکستان کے خلاف ایک ایسے خطرناک غلبہ منصوبہ کا سراغ مل گیا تھا۔ میں نے اسی وقت ان میں شے کر لیا تھا کہ مجھ سے جیسے اور جس طرح سے بھی وہ کام میں اس پاکستان دشمن منصوبے کا خاتمہ میں ملنے کی کوشش کروں گا۔ یہ میرا فوجی فرض بھی تھا کہ جس طرح سے صرف یہ فاکر میں فضائی حملوں میں نہیں تھا بلکہ فوجی آلات اور جہازوں کی شکل میں رہتا تھا اس غلبہ منصوبے کا مجھے بھی یہ خیال تھا کہ فوجی جہازوں میں یہ کام کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے کمانڈر انچیف کی ضرورت تھی اور اس کے لیے وہ ضرورت تھی کہ ایسے جہازوں کو تیار کیا جائے جو اس کی ضرورت تھی تاکہ جہازوں میں فضائی حملوں میں کامیابی ضروری تھی۔

میں ایسا منصوبہ بھی کرنا چاہتا تھا کہ اس کے لیے ضروریات اور اہم فوجی منصوبے کو چھو نہیں کر سکتا تھا۔ وہاں آری اسرار میں تک جیو پرنٹ اور اسٹیشننگ کے لیے ایک فوجی اور جہازوں کو کھینچنے کے لیے بھی گئی ہوئے تھے۔

"کیپٹن پائلس اس وقت اپنی بیوی کوئی چاہتا ہے۔"

کیپٹن پائلس نے کہا۔

"مرا بیوی تو ہم کافی عرصے سے ملتی ہے۔ یہ تو چپ ٹیکٹ دوم ہے۔"

بیکر نے چل جہاز دیکھ کر کہے۔

"اگر میں میں چل کر چیتے ہیں۔ یہ فکرت اس طرح جہاز رہے۔ وہ ہم ہمارے سے ڈاک کر پائیں گے وہاں سے کہ ہمیں دس پندرہ منٹ دی گئیں گے۔"

یلو رمن کی فائل ٹیکٹ میں کھاروت لگ پائے گا۔"

بیکر کو کہنے سے کہہ۔

"مرا یہ کام ایک ہفتے کا ہے لیکن ہم اسے جلدی سے جلدی ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

ہوائی کرل نے بیکر کا ہاتھ سائل لگتے ہوئے کہا۔

"بیکر جاننے پاس لیاہ وقت نہیں ہے۔ خیم میں ہوائی فوج کی طرح جلدی ہے۔ ہوائی فوجی فوج اس یلغار میں رہا ہے۔ اس خطے کی جنگ میں پاکستان کی فوج نے ہوائی فوج کی فیسوں کو چھوڑا تھا۔ ہوائی فوج کی طرح فکرت ہوائی فوجی فوج میں رہا ہے۔ ہم ان کے لیے پاکستان پر ایک کھانا چاہتے ہیں اور اس بار ہم سمندر کی طرف سے ایک کھانا کریں گے اور ہوائی یلغار ہوائی فوج کے لیے کراچی کی بندرگاہ فکرت کرے گی۔"

کیپٹن پائلس نے کہا۔

"مرا ہم ایک ہفتے سے پہلے اپنا کام ختم کریں گے۔ آپ امینین دیکھیں۔"

"فکرت۔"

اوزمیں کرل چا کر کہہ اس کے ہاتھ سے بیکر کو کھینچنے سے کہہ۔

"کیپٹن اسٹیکٹ فائل فکرت۔ جہازوں میں ہیں اس ہفتے کر ہم شروع کر رہا ہے۔"

اوزمیں کیپٹن کرل کی طرف بھارت میں جلدی سے سوار سے جہاز کرل کی دوسری طرف فائلوں اور کھانوں کے پیچھے چھپ گیا۔ جب کیپٹن کرل میں سے ٹیکٹ فائل نکال کر لے گیا تو میں وہیں سوار کے پاس آکر انہیں دیکھنے لگا۔ اس وقت کیپٹن نے میں لائیں کرل میں ہی رہے وہاں۔ وہ اس میں سے ٹیکٹ فائل نکال کر لے گیا تھا۔ فائل نکال کر وہاں اس کے فکرت کی جانچ پڑتال کرنے لگے۔ ان میں ایک فائل پرنٹ بھی تھا۔ بلو پرنٹ کو انہوں نے جہاز پھینکا اور اس پر بیکر کر

تھے۔

میں نے اسے بلچر پرنٹ پر دیکھے ہوئے اور اپنی یادداشت میں محفوظ کیے ہوئے
سارے شکایات تھے اور کہہ

”جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں۔ یہ لیڈر گن پوسٹ دوار کا کے مثل مشرق میں
سب سے اونچی پہاڑی پر ہے۔ کیا تم اس علاقے میں کبھی گئے ہو؟“

کھڑو غلام بولا۔

”اے سارا علاقہ میرا دیکھا ہوا ہے لیکن یہ یاد نہیں کہ دوار کا کے ساحل پر سب
سے اونچی پہاڑی کون سی ہے؟“

میں نے کہا۔

”یہ تو وہاں ہل کر معلوم ہو جائے گا لیکن میں اب نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ
مجھے یہ نہیں اندازہ کہ ساحل کی طرف سے کون سا علاقہ ہے۔“

کھڑو غلام کہنے لگا۔

”ایسا بھی کوئی دور نہیں جاؤ گے۔ آخر پاکستان کی خیری اعلیٰ مینیس میں ساحل
میں پہنچے ہوگی۔ تم اگر یہ کہو یہ پاکستان کی جگہ کے ساتھ ساتھ ہم بھارت کے
مصلحتوں کی جگہ کا بھی مسئلہ ہے۔ ہم دوار کا کے لیڈر گن پوسٹ کا مشورہ نہ کریں گے
خود اس کے لیے ہم اپنی جانیں نہ لے سکتے ہیں۔“

میں نے کہا۔

”تمہارے خیال میں میں اپنے ساتھ کتنے کھڑو لے جاتا ہوں گے۔“

کھڑو غلام نے ایک لمبے سوچ کر جواب دیا۔

”اس مشن کے لیے زیادہ کھڑو کی ضرورت نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم کھڑو
بارون کو ساتھ لے جائیں گے۔ وہ مگرانی کے ساتھ ساتھ ہل زبان بھی سمجھ اور بولی
جاتا ہے۔“

”میں اسطر کی بھی ضرورت ہوگی۔“ میں نے کہا۔

کھڑو غلام بولا۔

”میں یہاں سے زیادہ اسطر اپنے ساتھ لے کر وہاں نہیں جاسکتا۔ یہ کسی جنگ کا
کھڑو مشن نہیں ہے۔ یہ ایک طرح سے شہر کا اور مت اہم فنی لاسے کو چھ کرنے کا
مشن ہے۔ یہاں پہاڑ کھڑو کی حرکت و دھڑکی کے ساتھ ساتھ سڑکوں کی بھی
ضرورت ہے۔ کھڑو بارون فنی اسطر کی ٹیکنیکل پارٹیوں کی بھی کچھ ہوجھ رہا ہے
اور جس جگہ میں بھی جاتا ہوں ہے اور جہاں پہلے لاکھیا دوا جائیں گے۔ لاکھیا دوا میں
فلاحی جہاز سوار ہوں گی۔ وہ بھی فوری رول لکھی کریں گے۔“

میں نے کہا۔

”میں صبح میں سے آٹھ بجے اپنی طرف لے جا رہا ہوں۔“

کھڑو غلام نے اس کا جواب دیا۔

”اچھا پہلے میری سے نہیں مل سکتے۔ ۱۱ بجے چلی ہر روز کسی نہ کسی کو جگہ کر
تھا اور پھر پتہ ہے۔“

میں نے کہا۔

”تم اسے ابھی کوئی کوئی کھڑو کر لیا۔ میں کوئی مشن نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے
اپنے کچھ پائے۔ اور پھر کوئی بھی پاکستان کے خلاف ہم نہیں سنی ہیں اس سے مجھے
بے۔ یہ تشریح ہے۔ لیکن کہ غلام بھال بھارت کی خیری ہلی کھڑو کراہی سے پاکستان پر
میں لاقیدار کر رہا ہے۔“

کھڑو غلام کو بھی اب کچھ تشویش ہوئی تھی۔ کہنے لگا۔

”ابھی سنا ہے بھارتی فنی لیڈر گن کی طاقت کے لئے میں اس قسم کی حرکت کر
چکا ہوں۔ تم صبح ہی لاکھیا دوا چل پائیں گے۔“

اس نے ایک جہاز کو شہر میں بھیج کر ہلی کو بلا لیا۔ مجھے دیکھ کر جہاز کی آنکھوں
میں آنسو آ گئے۔ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”بھلا! مجھے صاف کر دو۔ میری وجہ سے جس سے حد معصیتوں اور پریشانیوں کا

”یہ بات تو میں نے کن آری افسانہ کی دہلی خوشی حتی کہ یہ یوزر کن اسرائیلی
فری ہالی کلا کے شعبوں سے تیار کی گئی ہے۔“

ہارون بولے۔

”تو پھر یہ اس عظیم کی سب سے ملک اور خطرناک یوزر کن ہوگی۔ اگر انہیں
آری کے پاس اس قسم کی ایک اور کن بھی ہے تو وہ دوپہار سے لاہور پہ بھی
انکھ کر سکتے ہیں۔“

”وہ تو اس چالاک مرام کا بھی اظہار کر رہے تھے۔“

اس کے بعد وہاں عام فنی چالاک۔ تھوڑی دیر بعد کلاؤ جلد سے کلا۔

”اس کا مطلب ہے کہ میں وہ ساری یوزر کن کو حاشا کر کے اسے بھی چھو کر
ہو گا کر۔ دیکھ کی بات ہے ابھی لاہور کو پہنچا جائیگا۔“

کلاؤ ہارون بولے۔

”جتنی جلدی یوزر کن تیار کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے اوروں والے حقیق
ہوتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ انہیں فنی ہالی کلا نے ایک کن ضرور تیار کر لی ہے
اور اسے جیسا کہ کلاؤ کریم کو ملے سمجھ رہا ہے، وہ لاکھ سلاخی پھاڑی و ضرور
تیار کر رکھا ہے جس سب سے پہلے اسے چھو کرنا ہوگا۔“

کلاؤ جلد سے بات کو سمجھتے ہوئے کلا۔

”تو پھر لیکہ ہے۔ ہم آج ہی گئی کی ٹرین سے پہنچی دن ۱۱ بجے ہیں۔ فریئر
نیل منہ تو میرے بھولی ہنسی ہے۔ ہم عام فیض چھوٹ کے لیاں میں ہوں گے اور
انکھ ایک ڈیوں میں سڑ کریں گے۔ اے کے۔“

”ہو سکے۔“ ہم دونوں نے جواب دیا۔

اس کے بعد ہم دونوں سو گئے۔ رات کے تین بجے ہمیں اگا دو ٹیکہ ہم جلدی
جلدی تیار ہو گئے۔ ایک ایک پانی پانے کی اور فیض کین گھ سے انکھ ایک کل کر
بھولی دھ سے شیش کی طرف ملے نہتے۔ شیش پر ہم ایک ملے شدہ جگہ پر آکر مل

سہارا کر رہا ہے لیکن یقین کہ میں نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کر رہا ہوں ایک مسلمان
اور پاکستانی کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔ ہم صبح جس مشن پر روانہ ہو رہے
ہیں وہ ہم سب کی سلامتی اور بھلائی کا مشن ہے۔ شاید انڈیا میں میرا یہ آخری مشن ہوگا
میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد اگر میں زندہ بچ گیا تو قصیں لے کر فوراً پاکستان چلا
چوں گا۔“

”نہا جسیں سلام رکھتے۔ تمہاری جگہ میں سر جلاؤ۔“

یہ کہ کر جیل کی آگلوں میں آسمان آگئے۔ میں نے اسے اپنے ساتھ لگا کر
مصلحہ اور ایک بار پھر کہا کہ ہم اس مشن کی جیل کے بعد ضرور پاکستان روانہ ہو
جائیں گے۔ جیل ایک دھمکے جیسے جگہ تھی پانی کتنی رہی۔ ہم نے وہیں ایک
ساتھ کھانا کھانا کھا۔ ہم کو اپنے ایک کلاؤ کے ساتھ شری طرف چل دی۔

اس کے جانے کے بعد کلاؤ جلد سے کلاؤ ہارون کو بھی دہلی ہوا لیکہ اسے
دھار کا مشن کی سلامتی کیسے سمجھا رہا ہے۔ کلاؤ ہارون جلدی تیار سے سنا رہے تھے کہ
”کلاؤ! اس مشن کی افسانہ کے لیے ہمیں اپنے افسانہ والے کے بھڑوں سے
ضرور کرنا ضرور ہوگا۔“

”میں نے تو ہم ضرور ضرور کریں گے۔“ کلاؤ نے کہا۔

میں نے پوچھا۔

”کلاؤ ہارون! تم چاہے فنی اسلحہ کو کتنی ضرور سمجھتے ہو۔ یہ دھوکہ ایک یوزر
کن کی ماہر تھی اور تک ہو سکتی ہے اور وہی چلی کا سکتی ہے۔“

کلاؤ ہارون نے کہے۔

”ماہر جیسا کہ تم کہہ رہے ہو انہیں آری کے فنی اس میں کن کے ذریعے دھار کا
سے کر لیا گیا و اگر کنے کی بات کر رہے تھے تو ظاہر ہے یہ جلدی طاقتور یوزر کن ہوگی
اور یہ ضرور اسرائیلی ٹیکنالوجی کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔“

میں نے کہا۔

میں نے کلد

"یہ اختیاری غیر فنی منصب ہے شیر علیا بھارتی فنی ہائی کنگز نے اس سلسلے میں اختیاری وزارت سے ہم لاپہ اور اسی جانب سے وہی نیگونی کامی اختیاری منت انتظام ہو گا"

کلڈو غلہ نے کلڈو شیر علیا سے کلد

"کلڈو ہندوان کچھ رات کو کلڈو میں پوسٹ کی رنگی اور سراج رسانی کی مہم پر لگے گا ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم جگہ اختیار لاؤ۔"

"جس قسم کے اختیار آپ لوگوں کو چاہیں۔"

کلڈو غلہ نے میری طرف دیکھ کر ہنس کر دیا

"اس وقت صرف دو اڑکھ غریبوں کے ہونے بہتوں کی ضرورت ہے ایک ایک کلڈو چاقو بھی چلیے۔ اس کے بعد جس قسم کے جھیاہوں کی ضرورت پڑے گی جیسا تادیں گے۔"

شیر علیا نے کلد

"جیہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہیں ہوائی پوسٹ سٹیشنوں کے ساتھ اور دو کلڈو چاقو آپ کو شہم سے پہلے ہی جائیں گے۔"

کلڈو غلہ نے کلد "ہمارے دو قری سراج رسانی کی اس مہم پر جائیں گے۔ اسے پس اس مہم پر جانے کے لیے مناسب لباس نہیں ہے۔ کلڈو لباس نہ کسی جین آئیں نیلے دامیاد رنگ کی دو چٹوئیں اور اسی رنگ کی دو گیشیں ضرور چاہئیں۔"

شیر علیا بولا

"یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ کپڑے بھی مل جائیں گے۔ جین یہ ہوا کہ دو کلڈو اس مہم پر جا رہے ہیں انہیں دو اڑاکا کے ساحلی علاقے سے کوئی واقعیت بھی ہے انہیں؟"

اس پر کلڈو قاسم نے مسکراتے ہوئے کلد

"میرے پاس میں تمہارا کیا فیصل ہے شیر علیا۔ میں اس مہم پر کلڈو گرم دلا کے ساتھ جا رہا ہوں۔"

شیر علیا نے ہنس کر کلد

"قاسم بھائی ہر قسم کی قسم کی لڑکی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ تم داراکا کی پھاڑوں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو جین غلہ بھائی۔ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی دن کی روشنی میں بھی سندھ کی جانب سے داراکا کی ساحلی پھاڑوں کا جائزہ لے لیتے تو زیادہ بھر ہو کہ کیونکہ رات کے وقت آپ کو وہاں بہت بھی نظر نہیں آئے گا کم از کم میں نے کچھ تک ان پھاڑوں میں بھی مستقل طور پر کوئی روشنی نہیں دیکھی۔ کبھی کبھی کسی ترک کے حوض سے گزرنے کی توانا چاہتی ہے اور رات کو کسی گاڑی کی دیبا لائٹس کی مدد سے روشنی بھی دکھائی دیتا ہوتا ہے۔ جیہ میں ان کی لڑکیں آری اور لڑکیں بھئی نے اتنی وزارت سے اتنا یاد فنی پر ایک مسئلہ حل کر لیا اور ہمیں خبر بھی نہ ہوئی۔"

کلڈو غلہ نے میری طرف صحت ہو کر کلد

"قاسم داراکا کے شیر علیا کی وہی کے ساتھ رہی کہنے کی تجویز چندر کئی ہے۔ میرا خیال ہے جیسے اور قاسم کو ان کے وقت ملائے گا جائزہ ضرور لینا چاہیے۔"

کلڈو ہندوان کچھ رات کو کلڈو میں اس مہم پر چلے گا پوسٹ سے سنا ہے۔ وہیں تو دن دسویں نیگونی اور لڑکیں آری اور بھئی کے تجویز ہوا کلڈو پھاڑوں میں چھپ کر رہے رہے رہے رہے رہے رہے۔"

شیر علیا بولا

"آپ لوگ جیٹی مدعو ہیں لایکس بدل کر ان پھاڑوں میں آسانی سے ہل کر نکلے ہیں کیونکہ بھائی کے لوگ جین مت کو بلانے والے ہیں اور جیٹی مدعو بھی کبھی داراکا کی پھاڑوں میں چھپا کھسے آتے رہتے ہیں۔ دو سندھ کی طرف مت کر کے چلے جاتے ہیں اور وہ ایک اسی طرح چلے رہے ہیں۔"

میں نے کلد

میں نے کہہ

"کیس نام وہ پہاڑوں میں رست تو نہیں بھول جائیں گے؟ ساری پہاڑی ایک ہی طرح کی جتنی ہے۔"

جلو کام پتے ہوئے ہوئے۔

"ممداراج تپ اطمین رکھیں۔ میں ان پہاڑوں کی لوزی ہوں، میں تم صرف یہ بار رکھتا کہ تم نے خاموشی کا دوا د رکھا ہوا ہے۔ اگر کوئی ٹولی یا غور سے مل گئی تو خاموشی رستہ تم کوئی بہت نہ کہہ۔"

میں نے کہہ

"اس کی تم گھر نہ کہہ۔"

"میں چلے پتے کہے۔ سارا علاقہ پہاڑی تھا۔ یہ ۱۱۰۰ سے پاکستان کی پہاڑی علاقوں کی طرح نہیں تھا۔ یہ سترہویں صدی کا علاقہ تھا۔ پہاڑوں تک اور بھر تھیں۔ کہیں کہیں کوئی گاڑا رستہ تھا۔ پہاڑی علاقہ کی طرح اور کوئی علاقہ تھا۔ آج کا علاقہ اور گروہ ہوئے۔ یہ پتہ گھر ہوتے تھے۔ زمین سے چار چار پاؤں کی فاصلہ پر کوئی کوئی پہاڑی تھیں۔ ہم حق کیا پتہ رکھ کر پہاڑوں کے واسطے میں بچھا گئے۔ یہاں کہیں کہیں گروہوں میں پہاڑی تھا۔ یہ سترہویں صدی کا علاقہ تھا۔ ہمارے علاقے کے وقت وہاں آگیا ہوا تھا۔ اب ہم ایک پہاڑی کی پڑھائی چہتے گئے۔"

جلو کام کہے کہ

"تھک تو نہیں گئے؟"

میں نے کہہ

"میں سابق آدمی کلاہ ہوں کام بھائی، تجھے کام بھائی پیدا نہیں ہوئے۔"

وہ مسکراتے کہہ ہم ایک جگہ سے ہو کر دوسری طرف تھپ میں آ گئے۔ یہاں بھی گروہوں میں سترہویں صدی کا علاقہ تھا۔ ہوا تھا۔ اس کے آگے بڑھ چکی شروع ہو گئی۔ اسی طرح نکلے پر آتے چہتے ہم نے ایک جگہ کی چوٹی پر پہنچ کر

میں اور کام شیر خان کے پرانے مکان سے نکلے اور اس کے حجب میں جو چھوٹے چھوٹے پہاڑی تھے اور گھٹیوں جیسے ان میں سے گزرتے ہوئے ایک ایسی جگہ آ گئے جہاں کوئی پہاڑی تھا۔ سلسلہ دور تک چلا گیا تھا۔ ہم جتنی سلوہوں کے لباس میں ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے۔ جلو کام نے پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے کہہ

"تیرا دارا کی ساری پہاڑوں ہیں۔ ان کی دوسری طرف بھی عرب کا سمندر اور دارا کی تیری کی بندر گاہ ہے۔"

پھر اس نے مجھ سے ایک پہاڑی دکھائی اور باقی تمام پہاڑوں میں سے کوئی بھی کہنے لگا۔

"یہ سب سے کوئی پہاڑی ہے اور گھر چین ہے کہ یہی کن سٹیٹ ہے۔ اسی جگہ یورپ کی پاکستان ہوئی۔ اگر وہاں کی ٹیلی ہے تم نے تو اس کن پست کو نکلے میں ضرور دیکھا ہوگا۔"

میں ان کی واضحی میں پہاڑی کو گھر سے نکلے۔ اس کا اشارہ چلے پست اور اصل سٹیٹ میں بنا فرق ہوتا ہے اور اسے کوئی الجیزری پہاڑی سکا ہے۔ میں نے کہہ

"میں دیکھ کر نہیں سکا۔ یہ پہاڑی کے واسطے میں جا کر ہی معلوم ہو سکے گا کہ یہی کن پست ہے۔ یہ گھر چلے پست کے نقشے میں چلا گیا۔ میں کچھ سا قافلو آئے۔ پہلے ہی رات کے تیرہ بجے ہوتے تھے۔ یہ جگہ میرے علم کے مطابق وہ پہاڑی کمانیوں کی علامت ہیں۔ یہ کمانیوں سمندر کی جانب ہیں اور یہاں ضرور آدمی نے لیور گمن کی حفاظت کے لیے یا تو چھوٹی توپیں نصب کر رکھی ہوں گی اور یا وہاں ہوائی تلے سے چھڑکے لیے افقی انٹرکٹ تھیں لگتی ہوں گی۔"

جلو کام نے کہہ

"یہ تم نے ہی کر آؤ اطلاع بیم پہنچائی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں سڑ کی طرف سے پہاڑی کی طرف بچنا چاہیے۔"

دوسری طرف دیکھا تو سامنے بزرگ کا سمندر جھلک نکلا ہوا تھا۔ اور ایک
جہاز بھی سمندر میں کھڑی تھی۔ قاسم نے لکھ
"یہ کھیا عرب کا سمندر ہے۔"

وہ اپنی دائیں جانب دیکھنے لگا۔ اور سب سے اونچی پہاڑی نظر آ رہی تھی۔ اس
نے لکھ

"سموٹھیل ہے اسی پہاڑی کے اندر یزید مکن نصب ہے۔ تمام انہا پہاڑی ہے۔"
میں نے پہلے پہاڑی کو دیکھا۔ پھر دائیں دائیں زمین کے پہاڑی عجیب و غریب
ظاہر ہو رہے تھے۔

انکے نیچے پہاڑی کھینچیں۔ کھینچیں۔ وہ دیکھیں۔ سموٹھیل ہے ہمیں دائیں
جانب ان پہاڑی کے ساتھ ساتھ چلو آگے جانا ہے۔"

ہم دائیں جانب چلے گئے۔ ایک جگہ پہاڑی کے درمیان گودی سی کھلی تھی۔ آ
گئے۔ پہاڑی ایک جگہ بڑی کھلی تھی۔ سامنے ایک عورت چلنے کے پاس بیٹھی تھی۔
پھر دھڑکی۔ اس لاکھ دھڑکنے پہاڑی قریب ہی کھلی دھڑکنے پہاڑی قاسم نے مجھے آہستہ
سے لکھ

"تم پہاڑی دیکھو۔"

یہ کہہ کر وہ سامنے پہاڑی کی طرف بڑی بے پروائی سے قدم اٹھا۔ اور سمندر کی
طرف پہلے ہم سمندر کی طرف آگے آگے عورت نے ہٹ کر دیکھا اور سامنے کے پہاڑی
سے ہاتھ صاف کرتی اور کھڑی ہوئی۔ اور عورت کی طرف آگے بڑھ کر
ہم دونوں کے پاس چھوٹے اور گہرائی میں جگہ لکھ اس کے جواب میں پہاڑی قاسم نے
بھی گہرائی میں بولی شروع کر دی۔ مجھے لگا کہ میں آ رہی تھی۔ ویسے گہرائی
زبان کے جگہ تھا اور غلطی کے تھے یا میری سمجھ میں آ رہے تھے۔ قاسم نے میری
طرف اشارہ کر کے عورت کو کہہ لکھ ظاہر ہے یہی کہا ہوگا کہ میرے سامنے نے صوف
بت دکھا ہوا ہے۔ عورت نے ہاتھ ہڑک کر میرے آگے سر جھکا دیا۔ جلدی سے

سمندر کی طرف سے ایک پہاڑی لگا ہوا ہے کہ آگے بڑھنے کو نہیں دے گا۔ پہاڑی قاسم نے
مجھے پیچھے کا اشارہ کیا۔ ہم اپنی پانی مار کر بیٹھ گئے۔ عورت نے ہٹ کر دیکھا
والا دیا اور گہرائی میں قاسم سے جگہ لکھ قاسم نے ہاتھ صاف کر دیے۔
سامنے کی طرف بڑھ کر پہاڑی قاسم نے اسے گہرائی میں اشارہ کیا۔
عورت نے پیچھے کے ہاتھ صاف کر کے اس پر بھجوری والی کر دیکھا۔ آگے دیکھا دیا اور
غرا اور ڈال دیا کہ سامنے ہاتھ صاف کر دیکھا۔ قاسم نے مجھے کھانے کا اشارہ کیا۔ ہم
بھجوری کھانے لگے۔ قاسم گہرائی میں عورت سے باتیں بھی کرنا چاہا۔ جگہ صوف
وہ اس سے باتیں کے ہاتھ میں ضروری مصلحت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔
ہم اس بات سے پاس "تمہیں صوف دیکھئے۔ پھر اٹھ کر ایک طرف چل پڑے۔ اور
کے پاس کر کے پہاڑی قاسم نے لکھ

"اس سے تم کیا مانگی کہ وہ ہے۔"

وہ لکھ

"میں عورت کا غلط خیال غلطی پر غلطی کر رہا ہوں۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ
والی پہاڑی ہے کہ اس نے کھانے کی باتیں بھی کہیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں پہاڑی پر جا
کر چھینا کر دیکھتا ہوں۔" وہ لکھ "تو یہ سمجھو کہ اس نے کہا ہے۔"
میں نے لکھ

"اس کا مطلب ہے کہ اس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ یزید مکن کی پوزیشن اسی
پہاڑی میں ہے۔"

وہ لکھ

"ہاں جیسا کہ کہیں کا بھی سراغ لگا ضروری ہے جلدی آری کی قریب یا بعض
از گرفت نہیں تھی۔ وہی ہے۔ ان کی پوزیشن کی تصدیق کے بغیر ہمارا کسی طرف کو لکھ
چلے پہاڑی قاسم نے لکھ

میں نے لکھ

ہار فنی چڑھائی چڑھتے نظر آئے انہوں نے سرہاں پر کلہری کے کس اٹھا رکھے تھے۔
قاسم نے آہستہ سے کھلے

"نہیں یہ ہماری طرف تو نہیں آ رہے؟"
میں نے کھلے

"خدا کا شرف ہے ہم نے لیور کن سٹیج کا موزغ لگایا ہے یہ فنی چڑھائی لے
کر کن سٹیج کے بیچ میں جا رہے ہیں۔ آؤ میں ہی رہتا ہوں کوئی ہاتھ نہ کرنا اور
لیوے آپ کا چھوٹے رکھنا۔"

پہلے کھلے ڈی جی میں کی ٹوٹ تھیں ہم چپے "ہے ہے ہمارے فنی چڑھائی نہیں
میں نے اس کے آہستہ آہستہ چڑھائی چڑھ رہے تھے وہ ہم سے زیادہ سے زیادہ سوگن
کے ہاتھ لے رہے تھے ہم چڑھنے کی جگہ رکھ رہے تھے اور سر اٹھا کر پہلے کے
کہاں سے آتے انہیں دیکھ رہے تھے ہمارے فنی چڑھنے ہوتے "آہستہ آہستہ
قدم اٹھاتے آہستہ ہم سے فنی لوہے چپے تھے تاہم اندر کہ چڑھ گئے اور ہی لگاؤں میں کا
چڑھ کر ہی تھیں۔ ہمارے چڑھائی کی شکل میں لوہے جا رہے تھے۔ اور ہمیں لب
ہا چڑھ کر نظر آئے ہم نے فنی کیا تھا کہ ہمارے فنی چڑھائی کے آگے کسی ٹھک
میں سے آگے کہ ابھرتے تھے ان میں سے ایک فنی نے پہلے سے آگے والے
فنیوں کا ہڈی لوہے آگے کا آگے ہوا تھا یہی پہلے پہلے اور آگے گئے۔ ہمارے
والے دائیں فنیوں کے ساتھ چپے ہو گئے وہ چپے نہیں ہوتے تھے بلکہ چڑھائی کی
دو اور میں ہوا تھا یا ٹھک تھا اس میں چپے گئے تھے میں نے قاسم سے کھلے

"قاسم الیور کن ہی چڑھائی کی دھری طرف لگی ہوئی ہے۔ اس طرف ہمارے
دیکھ چپے یہ ہمارے دھری طرف سمندر کے رخ پر پہلی لگی ہے لیور کن دھری چپے
کسی بہت چڑھائی میں صوب کی لگی ہے۔"

چڑھائی کے لوہے چپے ایک ایک جگہ فنی ہی لوہے کو اٹھی ہوئی دکھائی دیتی۔ میں نے
قاسم کو دکھاتے ہوئے کھلے

کہا۔ ہار فنی کی چائے۔"

میں نے کھلے

"چھوٹی تھیں تو ہم نے کھش کر لی ہیں۔ اب نہیں ہوتی کن کا سراغ لگایا ہے۔"
وہ کھلے

"وہ سائے والی چڑھائی پر ہی ہوگی لیکن گھٹے کر ہم معمول حالات میں داخل
ہو چکے ہیں۔ یہاں کسی بھی وقت کوئی بھی طرف سے آگے نہیں چک سکتا ہے۔"
میں نے کھلے

"سائے والی چڑھائی زیادہ ہڈی پر نہیں ہے اور اس کی حالت پر ہمارے فنی ہوتی
چڑھائی بھی زیادہ نہیں کی آؤ میں تمہیں دکھائوں گا چپے۔"

"تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ تم فنی کھلے۔"

ہمارے قاسم نے مجھ سے چپے میں نے کھلے

"ہم اس کی تاک کے پاس چپے چکے ہیں۔ اب ہمیں سر اٹھا رہی کا معنی
کھل کر کسی دیکھ جانا چاہیے۔ ہم چڑھائی کے لوہے چپے کے اور اس طرح چڑھائی
چڑھنے کے چپے سلام چڑھائی پر فنی ہونے کی حالت میں۔"
"اے۔ آہستہ آہستہ دیکھنا تم کوئی ہاتھ نہیں کھلے۔"

ہم ایک دوسرے کے دھمیان میں چڑھائی قدم کا کھلے دیکھ کر چڑھائی کی چڑھائی
چڑھنے گئے ہم چپے کر چپے رہے اور کسی وقت چڑھائی کو دھن سے اٹھا کر دیکھ
میں چپے تھے۔ ہم یہ فنی دھن کی کھش کر رہے تھے کہ سلام لوگ ہیں اور چڑھ
پہلے کی کھش میں ہیں۔ چڑھائی زیادہ سیدھی نہیں تھی لیکن وہاں چڑھائی پہلے
نہیں تھیں۔ تھوڑے تھوڑے قسطوں سے دھن سے چڑھائی ضرور تھی ہوئی تھیں۔ ہم ان
کی ٹوٹ میں ہوا کر چپے چپے اور چپے دیکھتے کہ ہمارے طرف کوئی فنی نظر نہیں آ رہا
دو بار چڑھائی چڑھائی شروع کر دیتے ہم فنی چڑھائی چڑھ آتے تھے۔ ایک جگہ چپے
کے چپے چپے کر سستا رہے تھے اور پہلے کا ہاتھ لے رہے تھے کہ پہلے سے ہمیں

ہمارے پاس کوئی بیٹھ نہیں تھیں انہیں میں باجی بھی کئی تھیں۔ قاسم نے اسے گہرائی میں بچھ کر رکھا۔ وہ آوی روئے لگا۔ اس نے روئے ہوئے گہرائی میں کوئی جھوپڑیا اور قاسم کے پاس پر سر رکھ رکھ کر ان کے درمیان گہرائی میں بچھ کر رکھا۔ اس نے آوی اٹھ کر اپنے آئینہ پر چھٹا ہوا چھٹا لگا۔ وہ سبائی خر کاٹا پٹا کوئی قند تکھن ہوا قند اس کے چلتے کے بعد میں نے چھٹا قاسم سے پوچھا۔

"تیری کیا عمر؟"

قاسم نے لگا۔

"کرم اور ہلالی ان دہائی لوگوں کے ہاتھ سٹے ہوتے ہیں۔ کتا قاسم میں غریب ہوں۔ روزگار نہیں ملتا۔ ہمارے قرض کیا تھا اب وہ لگا کر آج کتا ہے قرض مع سوراہیں کرنا پانی پانی کی شادی تھی سے کرنا۔"

میں نے اس سوراہے پر حلقہ کوئی وقت کی اور اپنے منہ کے ہاتھ میں باجی شروع کر دی۔ میں نے ہلال قاسم سے لگا۔

"تمہارا کیا خیال ہے میں رات کو اس وقت ال طرف کا چلوں۔"

وہ لگا۔

"آج رات کے بعد کراہٹ ملے۔ اب قند اس وقت کشت کرنے والے ستروں پر بھی کشت لاکھ لاکھ لوگ ان سے لکھتے ہیں۔"

میں نے پوچھا۔

"سیراخیل ہے کیا اب کسی دوسرے راستے سے بیرو کین پست وطن پھالی پر جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس طرف سیراخیل لگاؤ۔ کیونکہ قزاق کے بکرا بھی اسی طرف ہیں۔"

چھٹا قاسم لگا۔

"بھائی کے اور چلتے کا صرف ہی ایک کشت راستہ ہے۔ دوسرا راستہ سندھ کی طرف ہے۔ یہ ہے اس سے قزاق شہزاد ہیں وہیں سیراخیل بھی کشت ہوگی اور

یہ۔"

"تیرا کیا کریں؟" میں نے پوچھا۔

قاسم لگا۔

"میں قدم قدم پر کھینچ رہا ہوں۔ کسی مدد میں مل کر رہتا ہوں۔ جب اندھا ہوا تو شیرخان کے گھر کی طرف چلے جائیں گے۔"

قاسم نے بھول کر قند چلتا ہے۔ وہ قریب ہی چیل کے ایک درخت کے پاس سے گیا جس کے نیچے ایک تلی کی سورتی لگی تھی۔ تلی کے اور ایک آوی سوار قند وہی طرف ایک بڑی سورتی جھانک رہا تھا۔ قند نے تلی کے اور تلی قاسم نے بندھن کے قریب پر قاسم میں شہزادہ صوبہ کی طرح سواروں پر چلتے پھرتے تھے۔ ہمارے شہر میں اس طرح کوئی کاروبار نہیں تھا۔ لکھتے تھے تو دوسرے لگے وہ بوجھ بناتے تھے چلتے تھے ہمارے کے شہر میں تو تلی کو لگاتے ہی پہاڑی ہے۔ لگتے کو بندھن لگا دیا کرتے ہیں۔ تلی پر چھوٹے ہاتھ سوار کرتا تھا اس لیے اسے بھی مقدس سمجھا جاتا تھا۔ ہلالی اور ہلالی کے لکھتے تھے۔ کوئی تلی ہزار میں لکھتے تھے تو لکھتے تھے۔ وہ چلتے ہیں۔ قند لکھتے ہیں۔ اس بار لکھتے ہیں۔ میں بھی اسی طرح کے قند تلی کی کوئی چیل کے درخت سے قند چلتے ہیں۔ درخت جیسے چیل میں چیل اسی قند اگرچہ اس حالت میں چیل قریب قلم لکھنے کے برابر ہے۔ سورت نے وہ لکھتے تھے کہ آج دیکھا تو بھانہ چھوڑ کر ہاتھ دیا۔ اگر لکھتی ہوگی۔ چھٹا قاسم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا کہ اسے گہرائی میں آئینہ لگاؤ اور وہ ہم تلی کی سورتی کے پاس آئی پانی مار کر دیکھ سکے۔

میں دن لکھنے کا انتظار تھا کہ ذرا اندھا ہوا تو ہم وہیں سے شیرخان کے گھر کی طرف چلیں۔ وہ کشتی سواروں کو تلی کی سورتی کے پاس بیٹھے دیکھ کر وہ عین دہائی سورت قند کے لوگ بھی وہیں آ گئے۔ ہمارے پاس بھوکھن میں سے وہ تو اٹھ کر چلے گئے۔ ایک وہیں ہاتھ دیا۔ میں نے اس سے بیٹھا رہا ہم نہیں چاہتے تھے کہ

”یہ علاقہ میرے ذہن میں ہے تم بہ فکر رہو۔“

ابھی شام نہیں ہوئی تھی۔ ہم شیرخان کے گھر اندر جا رہے تھے کہ ایک چلا چلا کر آیا۔ یہ سارا علاقہ ایسا تھا کہ کبھی غلطی تھی اور کبھی پانی جمع تھا اور کبھی دھول سی تھی ہوئی تھی۔ کام ایک بہت بڑے چمڑی بوت میں مجھے ساتھ لے کر بیٹھ گیا۔ یہاں کوئی انسان نہیں تھا ہم دو تک وہاں بیٹھے اپنے اپنے رات والے مشن کے بارے میں جھل جھل کرتے رہے۔ پھر سورج مغرب کی جانب دھار لاکھ ساحلی پہاڑوں کے پیچھے چلا گیا اور اندر جا چلا۔ جب کہانی اندر جا تو کیا ہم اٹھ کر شیرخان کے وطن کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں شیرخان کے علاوہ کئی غلو و کھنڈ ہارن بھی بہ چینی سے دارا انگار کر رہے تھے۔ کھنڈ غلو نے کھنڈ سے چلے گئے۔

”میں کیا دم اکرم دلہ“

میں نے کہا۔

”میرا کونسا؟“

پھر ہم نے انیس سواری روٹیاں کھائی اور بتایا کہ جہاں بڑی لیزر گن کی پوسٹ ہے وہاں تک، ان کی کوشش میں ہم شیشہ جانتے کھنڈ غلو سے پہنچے۔

”کھنڈ میں تو ہمیں کس قسم کی قسم؟ تم آری کے آری ہو۔“

شیشہ ہو گیا۔

”یہ سوال کھنڈ غلو نے اٹھ سے کیا تھا میں نے کہا۔“

”جہاں تک میرا اندازہ ہے وہ لیلہ تھیں جہاں ان کی مار کھنی دور تک ہے۔ وہاں دونوں پہاڑ مشین گنوں کی چڑھیں بھی ہیں۔“

کھنڈ ہارن کہنے لگا۔

”ہمارے پاس ایسے دھماکے نہیں ہیں کہ ہم ان توپوں کو بھی اڑا سکیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنی سواری فوج بڑی لیزر گن پوسٹ پر دینی چاہیے۔ کیونکہ یہی دارا“

وطن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہی کی مشین گن چڑھیں بھی ہوں۔ اس لیے ہم اسی راستے سے پہاڑی پہ چڑھیں گے۔ آگے چڑھائی زیادہ نہیں ہے۔“

”میں اپنے ساتھ ہتھیار ضرور رکھنے ہوں گے۔“

”ایک ایک چاقو اور کڑھک بھرتل کافی ہو گا۔“

پھر کام نے کہا۔

”کونکر یہ دارا کھنڈ آپ بٹن نہیں ہے۔ یہ دکی مشن ہے۔ ہمیں چڑھنے کی نکتہ دہی کرنی ہے۔“

میں خاموش رہا۔ ہم ہاتھ کر رہے تھے کہ ایک فوجت ہمارے لیے مٹی کے پائے میں دی لے کر آئی۔ وہی کا پائے اس نے ہمارے آگے رکھ دیا اور ہاتھ پیچھ کر ہول۔

”میرا راجا مجھے آئیں پھر آج کے بچے کو کوئی پہاڑ کی چال ہے۔“

پھر کام نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

”ہاں ہاں کھنڈ غلو یہ تو ہے بچے کو دھماکہ پہ لگاری کے لب تہا۔“

فوجت چلی گئی۔ کام کہنے لگا۔

”یہ لوگ انتہائی قویم بہت اور شعیف و مہکل ہیں۔ بہت تک ہم پہاڑ پیچھے رہے۔ یہ کسی نہ کسی طریقہ سے اگل کر پہاڑ آتے رہیں گے۔ میرا خیال ہے ہمیں لوگوں کی نظروں میں نہیں آنا چاہیے اور پہاڑ سے لگا ہونا چاہیے۔“

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ کل کی سواری والے دوست کے قریب سے ایک چھریا دست چھریاں اور سوکھی گھاس کے درمیان سے گزرتا کھڑکی کی طرف چلا تھا ہم اس پہ چلے گئے۔ کام نے کہا۔

”تم بھی اس سارے علاقے کو یاد کر لو۔ کچھ چھ نہیں دلت کس قسم کے حالات ان جہاں اور جیسے اس طرف آگیا آنا پہ چال ہے۔“

میں نے کہا۔

"ہاں۔" میں نے کہا۔ "وہ آؤنگ پتول جن پر سٹیشنری چلی ہوں اور ایک کنڈو چاقو لپی رہیں گی۔ کیونکہ ہم دیکھ بھل اور دیکھ م پر جا رہے ہیں۔ کمن پاسٹ ڈائے کے لیے کس قسم کے اسلحہ کی ضرورت ہوگی۔ یہ کمن پوزیشن دیکھنے کے بعد ہی دیکھ کہا جاسکتا ہے۔"

کنڈو غلام نے کہا۔
"میرا خیال ہے رات کے وقت آپ لوگوں کو سلاموں کے جھڑ میں پھانسی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ہارل کنڈو لباس میں جائیں گے۔"

ہالڈ قائم ہوا۔
"ہاں کنڈو لباس کی سیاہ چٹن اور ڈسک میں اندھیرے میں چھپانے دیکھی گی۔ کتنی سادہ صوفیہ اور سفید لباس اور سے نظر آسکتا ہے۔"

"تو پھر تیاروں شروع کرنا۔" غلام نے کہا۔
ہارل ہوا۔
"پہلے کچھ کھانا اور کھانسی دقت پہلے سے نکالنا چاہیے ہوا۔"

میں نے کہا۔
"میں چاہتا ہوں کہ کھانسی دقت کے بعد پہلے سے نکالیں۔ وہ دقت نذر کے طبقے کا دقت ہوتا ہے اور نیگروئی گارڈز کسی حد تک غافل ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ جنگی صورت حال نہیں ہے۔ اسی حالت ہارل ہیں۔"

شیر خان اٹھتے ہوئے ہوا۔
"میں کھانے کا بندوبست بھی کرنا ہوں اور آتشیادوں کا بھی انتظام کرنا ہوں۔"

شیر خان مکان سے باہر چلا گیا۔ میں ہارل کنڈو لباس میں سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور رات کی سرفراشی میں کھانے میں باغی کرنا لگے۔ کنڈو غلام نے کچھ سے پچھد۔

"تم لوگوں کو وہاں کوئی مشین غصے تو نہیں؟"

ہارل ہے۔ کیونکہ یہ ہارا کنڈو مشین ہے ہم کسی فوجی ٹیم پر فوجی حملہ نہیں کرنے جا رہے۔"

کنڈو غلام نے ہارل کی ہانچہ کرتے ہوئے کہا۔
"تم ٹھیک کہتے ہو لیکن اس کے واسطے ہمیں بنی یوزر کمن پوسٹ کی پوری پوزیشن کا علم ہونا چاہیے۔"

میں نے کہا۔
"یہ پوزیشن ہم اندھیرے میں رات معلوم کر کے ہی آئیں گے۔ دن کی روشنی میں کمن پوسٹ کی پھاڑی کی طرف ہٹا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا کیونکہ وہاں نیگروئی بنی تخت ہونے کا انداز ہے۔"

کنڈو غلام نے مجھ سے پچھد۔
"حکرم دادا! تو کیا ضرور دقت ہو اس صورت حال میں ہمیں کسی قسم کا اسلحہ ساتھ لے کر جانا ہوگا؟"

"میں نے کہا۔
"کنڈو! اس کا فیصلہ تو کمن پوزیشن اور وہاں کی نیگروئی اور حالت کو دیکھ کر ہی کیا جاسکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" کنڈو غلام نے کہا۔ "کنڈو! کیا خیال ہے تم دونوں رات کے اندھیرے میں کمن پوزیشن کا درست اندازہ لگا سکتے ہو؟"

میں نے کہا۔
"میں آدمی کا آدمی ہوں۔ تمہارے اچھلے مسلم کی شباعت کر سکتا ہوں۔ لیکن ہمیں رات کے وقت اس میں پھانسی ہونے آتشیادوں کی ضرورت ہوگی۔"

شیر خان ہوا۔
"ہو اسلحہ ہمیں پہلے میرے وہ ہم آپ لوگوں کو دے دیں گے۔ تم نے کہا تھا کہ ہمیں آؤنگ پتولوں کی ضرورت ہوگی۔"

کھڑا قائم نہ کلد

"کوئی نہیں۔ ایک عورت لی تھی۔ وہ تین آدمی لے گئے اور ہمارا آ

کیا۔"

جہاں کی بات ہے کہ ہم نے بھی تک یہ نہیں تھکا تھا کہ اب ہم کھائی والی توہیں
کی پوزیشن سے واپس آ رہے تھے تو ہمارا وہ لڑکیاں سے آگے سامنے ہو گیا تھا۔ یہ
واقعہ نہ سمجھے یا رہا تھا نہ قائم کو کسی اس بات پر کیا تھا کہ وہ اس کی ہم
ہاتھ پائی تھی۔ جلدی جلدی ہٹ گئی تھی کہ یہ واقعہ انہیں سے لکل کیا تھا۔ جب
ہم نے اس کا ذکر کیا تو کھڑا غلغلہ مچا دیا۔

"اب تمہیں زیادہ غلغلہ دینے کی ضرورت ہے۔ جس رات کو اس طرف سے
نہیں جانا ہوگا۔"

پھر اس نے قائم کے ہونچہ

"قائم! کیا پتہ چلتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے؟ میرا مطلب ہے
کوئی ایسا آدمی جو تمہاری والدہ کے بچے سے ملتا ہوگا۔"

قائم نے

"کھڑا! وہ دوسرا آدمی میری طرف سے ہے۔ یہی میں سمجھتا ہوں کہ سیکورٹی
زیادہ سخت ہو گئی اور مضمین گھنٹوں کے غلط سوچنے بھی ہو سکتے ہیں۔ تم اگر نہ کہو میں
اور کھڑا کرم وہ توہیں سے کئی دور ہو کر چلائی ہے جائیں گے۔ میں ان پہانچوں سے
ابھی طرح واقف ہوں اور ان کے وقت بھی انہیں ابھی طرح دیکھ پتا ہوں۔"

مگر تم مجھے وہ تو ٹھیک ہے۔" غلغلہ نے آہستہ سے کہا۔

شیر خان ایک کھلے کھلے آدمی۔ وہ تجلی میں ہمارے لیے کھلا بھی لیا تھا اور ہتھیار بھی
لایا تھا۔ میں نے آؤٹریک پستولوں کو پیک کیا۔ بارہ دانوں کے پستول تھے۔ سلیٹر کی علی
کو کھول کر بارہ فٹ کیا۔ فٹو میگزین کے چار پیک بھی تھے۔ میں نے کہا۔

"فٹو میگزین کی ہمیں شاید ضرورت نہ پڑے۔ یہ ایک نہیں رہے۔ بارہ دانوں

میرے پستول کے اور بارہ دانوں کا قائم کے پستول کے بہت کئی ہوں گے۔ اس کے علاوہ
ہمارے پاس کھڑا چاقو بھی ہوں گے۔ ہماری یہی کوشش ہوگی کہ کھڑا چاقو سے کام لیا
جائے پستول کا کارڈ بھی ہو گا۔ یہی ضروری ہوگا۔"

کھڑا غلغلہ میری بات کو بے اثر نہ کر سکا۔ اس نے رات جب میں اپنی بات مکمل کر چکا
تو اس نے کہا۔

"ایسا خیال ہے کہ تم وہاں ہمارے ساتھ چلا جاؤ گے۔ کیا ہے؟"

میں نے کہا۔

"کھڑا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا کھڑا آپریشن نہیں ہے۔ صرف دیکھ مشن
ہے اور اس وقت صرف میں اور قائم ہی وہ ایسے کھڑا ہیں جو علاقے کی پہانچوں سے
ابھی طرح واقف ہیں۔ بارہوں کے بہت قریب آجی ہو گا اس لیے ابھی ہم دونوں ہی کئی
ہیں۔ یہی کھڑا آپریشن کے وقت وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گا اور آپ بھی ہمارے ساتھ
ہوں گے۔"

بارہوں نے

"قائم! وہاں ٹھیک کہتا ہے۔ کھڑا! یہی لڑکا وہاں کوئی پتہ چاہیے۔"

اس کے لڑکے۔" غلغلہ نے سہارے ہوئے بول دیا۔

میں نے جب یہ سنا کہ کھڑا ہے۔ اس دوران شیر خان نے ہمارے تیار کر لی
تھی۔ کھڑا کھڑے کے ہر ہاتھ کا وہ شہزادہ ہو گیا۔ ہم چاہے کئی پتے اور ہاتھیں
بھی کہتے رہے۔ رات کو رہی پٹی گی۔ پھر رات کے بارہ بج گئے۔ شب کھڑا غلغلہ نے
کہا۔

"تم لوگ تیار ہو جاؤ۔ وقت ہو گیا ہے۔"

ہم نے منہ پتھر دھوا۔ ہاتھ پر گئے۔ بڑے جتن سے کئی پتوں کو ابھی
طرح سے نصف کیا۔ دھوکے کے وہ لعل ادا کیے۔ ان کے حضور ہم کی کھیلانی کی دعا
ماگی اور سیاہ پتلون اور سیاہ ٹیکسٹس پہن لی۔ کھڑا چاقو ہم نے پتلون کی جیبوں میں

رکھ لیے اور ہسپتال جیکٹ کی جیبوں میں اس طرح رکھ لیے کہ وقت پڑنے پر انہیں جیسی سہولتی سے نکال جا سکا کہ جسے ہم یہیں انکار کر رہے تھے سواری میں رکھ کے جو کہ شہر میں لیے تھے میں نے اور کلایڈ کام نے اپنی اپنی گھوڑوں پر وقت گزاریا۔ راست کے ٹھیک پارہ یاخ کہیں صف پر ہم شیرخان کے مکان سے نکل کر اپنے ہارنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔

رہنے والا میرا چادر اور طرف چھلے ہوا تھا اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر میں
سلیپ کے سوپ میں ہوتا تو اس کو میرے میں قبولی و کچھ سنا تھا ہر خیال آیا کہ کہیں
میں سلیپ کی شکل نہ اختیار کر لوں اس وقت اس امر کی ضرورت تھی کہ نشانی شکل
میں ہی رہا۔ کیونکہ شکل کے دیکھ کر ایک ایک تحصیل کو دیکھا اور اندر کرنا
تھا سلیپ کے سوپ کی ضرورت تھی۔ پہلے پہلے ہونے پڑ سکتی تھی۔ لیکن میرے
جسم کی حالت داخل ہوا تھی۔ اور تھا تھا کہ سلیپ میں اپنی عورت نہ نشانی شکل میں
تھی۔ یہاں تک کہ مجھے ہاتھ لگا کر خیال آتا تھا کہ اسے میری مشورہات تھی مگر میں
اس سے دور تھا۔ نہ چاہتا تھا کہ سلیپ کی شکل میں اپنی لپٹی ہوئی ہو۔ وہیں کھینچ
پور ہوا اس کے لئے اتنا نہیں لپٹی تھا جس میں سے چھوٹی شہ کے لواح میں بھیجوں
میں کے جس کے پاس جدا ہوا تھا وہاں سے کھینچ پور کی رگوں کے سبز قند ہو
سکتا تھا۔ وہ بھیجوں تھی کے حلقہ میں ہی کسی جگہ میرے انگار میں چھپ کر بیٹھ گئی
۔۔۔ اسے میری پانچ لپٹی آ رہی تھی کیونکہ میں اس سے لپٹی رہا تھا سلیپ
دوسرے سلیپ کی پانچ لپٹی رہا تھا جو کہ لپٹا ہے مگر انسانی کی پانچ لپٹی سے عموماً
میں کر سکتا

میں کی سوجا ہوا چلو کام کے ساتھ انڈسٹری میں چلا جا رہا تھا۔ ہم انڈسٹری میں بہت دیر تک رہے۔ چلو کام اسی راستے سے مجھے لے جا رہا تھا جس راستے سے ہم دن کے وقت گئے تھے۔ ایک کھیت تک ہم پہنچے۔ وہاں آسمان پر مشرق سے غلاؤ تھا۔ ستارے چمک رہے تھے۔ ستاروں کی دھیمی سی روشنی آسمان پر مشرق

علاج کاسم نے آج سے بم لکھ چڑھی اور چڑھائی چڑھتی شروع کر دی۔ چڑھائی

اس نے مجھے گھسے پر ہاتھ رکھ کر لوہا اٹھا دیا۔

میں نے لوہا دیکھا وہاں ایک ٹکٹ میں سے ابلی ہلی روشنی باہر آ رہی تھی۔ اس نے مجھے کلن میں سرگوشی کی۔

"میں یوزر کی نوب ہے" یہی انداز گرت ہے۔"

میں نے اس کے کلن میں سرگوشی کی۔

"جس پاسٹ کے چٹائی سٹریٹ سٹور ہوں گے۔ وہ یہاں دکھائی نہیں دے رہے۔"

مجھے عام اس بات کو زیادہ نہ سمجھ سکا۔ میں نے آہستہ آہستہ اس کے کلن میں سرگوشی کر کے کہا کہ وہاں سوہا کی کسی پاسٹ پر رات کو پہاڑی وہ جین شین کی ٹولوں میں پہنا کر گئے ہیں۔ مگر اسے چاہیے تھا کہ وہاں پہاڑی یہ بات صورت ات میں ہی کی کہ مجھے اپنے باپ کی جانب کسی کے چلنے سے قحط کی آواز آئی۔ میں نے مجھے ہاتھ کے گھسے پر ہاتھ رکھ کر اسے وہیں بیٹھ گیا اور خود بھی زمین کے ساتھ اپنے ساتھ نہ کر کہہ گیا۔ یہی عمر کی دانیہ کی جانب کی ہوئی تھی۔ بعد میں پہاڑی اعلیٰ پر اعلیٰ کی حد تک وہ چٹائی میں وہ آتی چلے آ رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے ہاتھی لگی کر رہے تھے۔ وہ سیدھے ٹوٹی طرف ہی آ رہے تھے۔ میں پریشان ہوا میں نے عام کے کلن میں مراد انکی سرگوشی کی۔

"میں پر حمل نہ کرے۔"

مجھے اس حقائق کو بتائی میں آخر عام ان پر اس نیل سے چاق سے حمل نہ کر دے کہ ایک کہ وہ متعلق نے گاؤں دوسرے کویش ہلاک کر دیا۔ کہ ہند میں عام نے مجھے ہلاک کر کر تم مجھے منع نہ کرتے تو میں نے یہی طے کر لیا تھا کہ ایک فوجی کویش دھج کر ہلاک کر دیا گاؤں دوسرے کو تم جہنم رسید کر دے گے۔ جب وہ لوگ آوی قریب آئے تو میرا انداز درست نکلا۔ یہ وہ لوگ اڑیں پہاڑی تھے جو رات کے وقت کشتی ڈوبی پر تھے۔ اس وقت کسی بھی ہمدانی فوجی کو ہلاک کرنے کی پوزیشن میں نہیں

تھے کیونکہ ہم سرانج دستی کے مٹن پر تھے۔ کلنڈر پر مٹن کے لیے جس آئے تھے۔ اگر چٹائی سٹریٹ میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بھی چاک کر دیتے تو ہمیں تو کوئی فائدہ نہ پہنچتا تھا مگر ان کی لاشیں ملنے پر پاسٹ کی کارڈ الرٹ ہو جاتی اور سیکورٹی بھی انتہائی سخت کر دی جاتی۔ اور ہمارا کلنڈر آج بھی کاغذیہ باہم ہو چکا۔

وہ لوگ سٹریٹ ایک دوسرے سے دبی تولا میں بائیں کرتے دھارے دھارے پہاڑی لوہے سے گزرتے تھے۔ لوہے سے مراد یہ ہے کہ جس چٹائی آؤ میں ہم چپے ہوئے تھے وہ اس کے پہاڑی آریب سے گزرتے۔ وہاں اعلیٰ پر چٹائی ہی چٹائی کی ہوئی تھی۔ یہ وہ دور چلنے کے تو میں نے پہلا عام کے کلن میں آمد۔

"یہ سٹریٹ والی بھی آئیں گے۔ میں نے ان سے تجاؤ دینا چاہا۔"

عام لوہے پہاڑی ٹکٹ کو دیکھ کر مجھے وہاں روشنی تھی۔ کتنے گئے۔

"میں یہاں سے وہ چٹائی طرف ایک لوہے چلا گیا۔ یہاں کہی کو دیکھ کر کشتی وہی شہولی ہے۔"

میں بھی اپنی دیکھ دیکھ جیسا کہ سرگوشی میں وہ پہاڑی۔

"اگرچہ طرف مٹنیں گن کے سوسے شور ہوں گے۔"

اس نے سرگوشی میں ہوا لپٹا۔

میں نے اس کو کہہ کر ہاتھیں گئے۔ یوزر گن کی کشتی وہی شہولی ہے۔ ہم لپٹ پڑے۔

ہم اپنی دائیں جانب پہاڑی اعلیٰ کے حوالی دیکھتے گئے۔ ابھی تک ہم صرف اس لیے بیٹھ گئے تھے کہ یہ جگہ پختہ سے بہت دور تھی اور سوسے دھج اڑیں لپٹی کے بجلی جہاز بھی سوجھو تھے اور آج تک وہاں کلنڈر آپریشن کی کوئی واردات بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس وجہ سے وہاں اتنی سخت اور کھلی سیکورٹی نہیں تھی۔ لپٹیں لپٹی اور آری نے جی گن پاسٹ کے اس پاس سیکورٹی کی خاطر پہاڑی ایک مٹنیں گن پر مٹنیں ہی کھلی کھلی تھیں۔ ان کے علاوہ چھ ٹکٹ ڈکھائی میں نصب تو ہیں اور چوٹی پر عمارت

"کرم دلو! سدا کیا خیال ہے میں کسی قسم کا کمزور لکھن پان تیار کرنا چاہیے۔"

شیر خان ہائے کی پیٹک لے کر آگیا۔ کمزور غلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے پہلے گرم ہائے کی ایک ایک پائی لی جائے۔ پھر مانع دواؤں روغن اور سوپے کا کیا خیال ہے ہارون؟"

شیر خان پائوں میں ہائے ڈالنے لگا۔ ہائے بنی انہی بنائی تھی شیر خان نے۔
بھارت کے اس علاقے میں ہائے انہی مل جاتی تھی وہاں سے ذرا نیچے جائیں تو کھلی کا
دوایہ شروع ہو جاتا تھا۔ ہائے پیتے ہوئے ہم دھرمی دھرمی کہتے رہے۔ جب
ہائے لی چکے تو غلہ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

"کرم دلو! سدا کیا خیال ہے میں کسی قسم کا کمزور لکھن پان تیار کرنا چاہیے۔"

میں اس دوا میں غلہ کو سمجھا دیا تھا۔ میں نے کہا۔

"کمزور لکھن پان تیار کرنا چاہیے۔"

"دوا کیا ہے کمزور لکھن پان تیار کرنا چاہیے۔"

کمزور غلہ بولا۔

"متم آرمی کے مہاجر کمزور لکھن پان تیار کرنا چاہیے۔"

میں نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ہم صرف ایک ہی طریقے سے جیتی جی رہے ہیں لیکن کمزور
کو چہ کر سکتے ہیں کہ جس قدر ہارون لپے لے جاسکتے ہیں لے جائیں۔ اسے توپ کے
پچے لگا کر سارے کے سارے بگڑ کر ایک ہی دھماکے سے اڑا دیں۔"

کمزور غلہ اور ہارون ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ہارون بولا۔

"آج ہارون ہم اس قدر خطرناک علاقے میں اتنی ہمدردی پر کیسے پہنچائیں گے یہاں
تو دم پر دشمن مشین گنز اور توپیں لگائے بیٹھا ہے۔"

میں نے کہا۔

مگر پہاڑوں کے اندر غلہ جاکر جو لیزر گن دشمن نے نصب کر رکھی تھی اس کے اندر جا
کر گن کو چہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا کیونکہ یہ علم کولے والی توپ نہیں تھی۔ یہ
لیزر گن تھی جس کی مدد سے ایک مشین کی طرح تھی۔ وہاں ہر وقت مسلح گارڈ
موجود رہتی تھی اور خطرے کے ادارے کا انتظام بھی ضرور کیا گیا ہو گا جس کے بارے میں
ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ کس جگہ اچانک ہاتھ لگ جائے۔ یہ ادارہ بچا لٹھے جگہ
تم نے گن کا جو مشاہدہ کیا تھا وہ ایک بہت ہی اور فوری مشین لگ رہی تھی۔ اس
کی جالی بہت پھولی تھی۔ جب میں نے لیزر گن کی فنی تھک لگا کر سے کمزور غلہ کو
پارسی تفصیل بتائی تو وہ کہنے لگا۔

"پہاڑی تھک میں کچھ دواؤں میں لیزر مشین کی مشینوں سے کم نہیں ہے
اور اس پر وینڈ کریٹ کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔"

کمزور ہارون نے کہا۔

"اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اچانک ہے۔ یہ دوا سکتا ہے وہاں دھماکوں کی
ولی کیمرہ بھی کسی جگہ لگا دیا ہو اور جیسے ہی ہم بگڑیں داخل ہوں ہم لی ولی سکرین پر
دیکھ لے جائیں۔"

کمزور غلہ نے کام سے پوچھا۔

"ایسا تو کمزور سے شک کے اندر لگے ہوئے ڈالوں گا اچھی طرح جان لیوا تھا؟"

پوچھ کا نام لے لیا۔

"میری لگا سارے والی دوا پر تھی۔ وہاں مجھے کچھ ڈانٹیں اور ایک ہیسنل ہے وہ
کیسے نر ہے۔ اسے نظر رہے تھے۔"

کمزور غلہ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

"میں نے بھی اپنی مہلت والی بگڑی دوا پر ڈانٹیں دیکھے تھے۔"

کمزور غلہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔

"غلط ہوئی! پاروی سٹروں والے ہاتھ ہم ہمارے بھوپل والی خیر سبب میں بھی نہیں ہیں۔ اس کے لیے تو ہمیں بھوپل چھوٹی میں انجین آری کے کسی گولہ پارو کے ذخیرے پر شب خون مارنا ہوگا۔"

تب شیر خان نے کہا۔

"اگر کسی فنی انجینیشن ڈپو پر ہی شب خون مار کر یہ سطور حاصل کرتا ہے تو بھوپل ہلے کی کیا ضرورت ہے؟ اور لائیں ہی گھس کر کے دیکھ لیتے ہیں۔"

غلط نے پوچھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

شیر خان نے کہا۔

"میں ساحل کے جنوب میں ایک کھائی کے واسطے میں انجین ڈپو کی ایک گولہ پارو گاڑ چکا ہوں۔ وہیں بھوپل کے ٹرکس آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ سکتا ہے کہ گولہ پارو کے اس ذخیرے میں آپ کے مطلوب ہاتھ ہم بھی مل سکیں۔"

میں نے اس پر کہا۔

"اگر یہ آپ بخائی کا ہے تو انجین پاروی سٹروں والے ہاتھ ہم ضرور ہوں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ ہم بھوپل کے ٹرکس کو پارو سٹروں کے ہزاروں کو اڑانے کے لیے جہاز کے نیچے جا کر اس کے چنے سے چپکا رہتے ہیں۔ یہ ہم مانجیرواں کے ذریعے ریوٹ کنٹرول سے منسلک ہوتے ہیں اور ریوٹ کنٹرول کا بین الاقوامی سے پیٹ جاتے ہیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو ہمیں اسی گولہ پارو کے ڈسپ پر شب خون مارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

اگر کہ کر گلزار غلط نے شیر خان کی طرف دیکھا۔

"شیر خان! انجین بخائی کا یہ انجینیشن ڈپو وہاں سے کتنی دور ہے اور وہاں سیکورٹی کی پوزیشن کیا ہے؟"

"ہم یہ پارو استعمال و حاکم خیر ہاتھ ہوں کی شکل میں لے جائیں گے۔ یہ ہاتھ ہم پاروی سٹروں والے ہوں گے جو ریوٹ کنٹرول کے ذریعے چلیں گے۔"

گلزار غلط نے پارو سے کہا۔

"تعداد کیا خیال ہے پارو؟"

پارو نے۔

"گلزار! تیرے تو صحیح ہے اچھا جگر۔ یہ پارو سے تو ساری پہاڑی اڑالی جاسکتی ہے۔"

میں نے کہا۔

"میں یہی چاہتا ہوں کہ صرف لڑو سٹروں کی بجائے پہاڑی کے سارے کے سارے اور والے ہتھ کو اڑا دیا جائے۔ ہم یہ استعمال طاقتور و حاکم خیر ہم لڑو سٹروں کے نیچے چلی پڑ کے نیچے لگائیں گے۔ یہ ہم کم از کم تعداد میں اس ضرور ہاتھ چاہیے۔ اب اچھی کثیر تعداد کا پارو گولہ سٹروں کے ساتھ چلی پڑا دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ پہاڑی بکر بھی اڑ جائیں گے۔ ہمارے مشن کی کامیابی کی یہی ایک صورت ہے۔"

گلزار غلط نے شیر خان کی طرف دیکھا۔

"کیوں ہمارے شیر خان! تم نے بھی ساری بات من لی ہے کیا تم اس قسم کے اس پورے ہاتھ ہوں؟ انتظام کر سکتے ہو؟"

شیر خان نے غمی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گلزار! واقعی ہوں کا تو بندوبست ہو سکتا ہے مگر اس قسم کے ہاتھ ہم ہمارے توہینوں کے پاس نہیں ہیں۔ یہ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔"

گلزار غلط نے پارو سے پوچھا۔

"میں پارو! تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم اس مسئلے میں کیا کر سکتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

گلزار پارو سے کہنے لگا۔

شہزادی دہلی گاڑیوں' بسوں اور لاریوں میں بغیر ٹکٹ کے سفر کرتے ہیں۔ ان سے ٹکٹ کوئی نہیں پرچتا۔

لاری شہر کے شگوار علاقہ میں سے نکل کر ایک کھلی سڑک پر آگئی۔ جہاں ایک طرف دور تک ساحلی پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا چلا گیا تھا اور دوسری طرف شہر کی ٹوہنجی بچی عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔



Famous Urdu Novels

Free pdf Library

شیر خان نے کہا۔

"یہ ایک چھوٹا سا لکھنؤیشن ڈچ ہے۔ پہاڑی کے اندر بنا ہوا ہے۔ سامنے اعلیٰ میں خاردار تاروں والی چار دیواری ہے۔ ایک نیم پہاڑی سڑک کچھ قاصلے پر سے گزرتی ہے۔ وہاں سے کبھی کبھی بس پر سے گزرتے ہوئے میں نے اس ڈچ کو دیکھا ہے۔ مجھے تو وہاں دو چار فنی ہی پہرہ دیتے نظر آتے تھے۔"

میں نے کہا۔

"یہ بات ہمیں خود ہا کر دیکھنا ہوگا۔"

کناؤہ خاردار نے شیر خان سے پوچھا۔

"یہ جگہ کہاں سے کتنی دور ہوگی؟"

اس نے بتایا کہ زیادہ سے زیادہ چار میل کا فاصلہ ہوگا۔ اس سے کچھ قاصلے پر دوار کا سے کالیمیا دار جانے والی سڑک گزرتی ہے۔ اس کے پیچھے پہاڑیاں ہیں اور ان کے پیچھے سمندر کا ساحل ہے۔ کناؤہ منگھ نے مجھ سے کہا۔

"کرم دیا تم لوگ کرم آج ہی یہ جگہ ہا کر دیکھا ہے۔ مگر میں دن کے وقت جانا ہو گا اور وہی جتنی سلاموں والے ہمیں ہیں چو گے۔"

اس وقت وہ پہر ہو چکی تھی۔ میں نے اور کرم نے تیار ہواں شروع کر دیں۔ شیر خان نے سپاٹ کی ننگن دھڑی کے لیے ٹارگٹ سے کچھ دور تک ہمارے ساتھ چلا تھا۔ ہم نے جلدی جلدی جتنی سلاموں والا لباس پہنتے وہی جلد ہٹا اور شیر خان کے ساتھ اپنے سے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ شیر خان ہمارے آگے آگے تھا۔ اس نے ہمیں بتا دیا تھا کہ دوار کا کے ایک لاری لانے سے ہمیں کالیمیا وار جانے والی ایک لاری پر سوار ہونا ہو گا اور راستے میں جہاں پائیں جاتے ہیں مندر نظر آتے گا وہیں اتر جانا ہوگا۔ وہ ہماری راہ لہائی کرتا ہمیں دوار کا شہر کے لاری اڈے پر لے آیا۔ وہ خود بھی لاری میں چڑھ گیا۔ ہم بھی اسی لاری میں سوار ہو گئے۔ شیر خان نے کسی اگلے گاؤں تک کا ٹکٹ لیا تھا۔ کنڈکٹر نے ہمیں کوئی ٹکٹ وغیرہ لینے کو نہ کہا۔ بھارت میں سلام

اور یہ لہو اور آری کے فنی ترک آتے جاتے ہیں۔ میں نہیں اس لیے لہو سے
نہیں نکال کر اگر کوئی فنی ترک آگیا تو فوج میں روک کر خود پوچھ کر لے کر آئی کر
ہم اس طرف کیا کر لے جا رہے ہیں جبکہ وہ رات صرف انٹوشن ڈپ تک ہی جانا
چاہیے۔"

میں نے کہا۔

"ہم اسی پہاڑی راستے سے ہی آئیں گے۔ یہ محفوظ راستہ ہے۔"

مجلد قاسم نے مجھ سے پوچھا۔

کسی اور جگہ کو دیکھنا ہو تو۔۔۔۔۔؟

میں نے کہا۔

"اگر ضرورت نہیں ہے یہ محفوظ راستہ ہی لیں۔ اگر کوئی گولہ بارود کے

آگے دھیرے میں سے مارا جائے مطلوبہ قاصد ہم مل آئیں گے۔"

ہم جیسے بہت گئے۔ مجلد قاسم کہنے لگے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ اگر کوئی گولہ بارود آگے آئے تو ضرورت ہوتی ہے۔"

میں نے پہاڑی سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"یہ اتنا ہی دیر کا وقت ہے کہ وہاں پہنچ کر ہم دیکھ سکتے ہیں اور صرف یہی پہنچنے کے

بعد دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں پہنچنے کو چاہا کرتے ہیں۔"

شر خان حسب سابق تھوڑا جھٹکا لایا کہ ہماری باتیں بہت آگے آگے چل رہی

تھیں۔ ہم پہلی سڑکوں کے چیلے میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے جاتے ہوئے سکون کے

ساتھ دھڑکنے لگے تھے۔ جیسے ہم دیر اور دیر وادی کے بھیڑیوں سے پناہ مانگ رہے

ہوں۔

ہم وہیں شر خان کے مکان پر آ گئے۔

کلید و خلد اور ہارون ہمارے انتظار میں ہی تھے۔ کلید و خلد نے مجھ سے سوال

کیا۔

"میرم اور کیا خیال ہے تمہارا؟"

میں نے چلتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی مشکل حرکت نہیں ہے کلید و خلد! ہم آج رات کو ہی اسے مار لیں گے۔

لیکن دعا کرو کہ ہمیں مطلوبہ قاصد ہم لوہے کے دلچیز سے مل جائیں۔"

کلید و خلد کہنے لگے۔

"یہ بات تو ہمیں خدا پر چھوڑنی ہوگی۔ اگر خدا نے چاہا تو مطلوبہ قاصد ہم مل جائیں

گے۔ اگر نہ ملے تو پھر بھی وہ نہ ملے۔ یہاں کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ ہمارے

تم نے اچھی طرح سے دیکھ لیا ہے۔"

"پناہ دیکھ لیا ہے۔ میں صرف ایک بار گئے۔ اسے پاس کی ضرورت ہوگی۔"

شر خان نے کہا۔

"وہاں اسی کو مارا جائے گا۔ یہ تو گولہ بارود کی بات ہے۔ رات روانہ ہوں گے۔"

میں نے کہا۔

"اگر کوئی رات لگے پھر وہ قاصد قاصد ہو جائے گا۔"

شر خان نے کہا۔

"تو پھر میں شر خان کو مار کر لے آؤں گا۔ کسی اور شخص کی ضرورت تو نہیں؟"

میں نے کہا۔

"اگر کوئی شخص کی ضرورت نہیں ہے۔ کلید و خلد! تم اور شر خان ہمارے پاس موجود

ہیں۔"

شر خان شرکی طرف چل دیا۔ میں کلید و خلد ہارون اور قاسم فرخ پر بھی ہوتی

وری پر چڑھ کر رات والے مشن کے بارے میں مزید تفصیلات ملے کہنے لگے۔ کلید و

خلد کہنے لگے۔

"مگر یہ چھوٹا سا میل انٹوشن ڈپ ہے اور سیکورٹی گارڈ بھی وہاں تین چار ہی

ہیں لیکن اس بات کی حسیں قتل ضرور کر لینی چاہیے۔ حتیٰ کہ کہیں اور کسی پہاڑی پر

میں یہ سنا کہ میں قاسم کو دیکھ رہا تھا وہ لڑکے میں بہت دور تک دھنک رہا
 داخل گیت کے پاس پہنچ کر رک کر گیت گیت پر چل رہا تھا اس کی روشنی میں مجھے
 قاسم یاد آ رہا تھا ان کے ہاتھوں کے ساتھ وہ تھا آ رہا تھا گاڑا سنہری اس سے دور
 آئے کوا قند اس کی پشت قاسم کی طرف تھی سنہری کے ہاتھ میں داخل ضرور تھی
 محروم دھبے داخلے انور میں کوا قند مجھے نہیں تھا کہ راتوں کا پہلی بچ آئے نہیں
 کیا وہ ایک نوجوان ہے کہی جتنی کہ نہیں قند ہمارے کے لیے داخل لا پہلی ہرگز
 آئے کوئی آ رہا ہے اس اعتبار سے اس کے ہاتھ ہمارے آ رہے ہیں۔ جوئے کے ہاتھ
 قند میری نگاہیں کبھی اس پر آ رہے ہوتے اسے پہنچا دے کی طرف ہاتھیں اور بھی میں
 قاسم کو دیکھنے تھا کہ یہ کھینچتی رہی کہ اس نے آ رہا ہے یہ ہم سے کچھ دور گئے
 والے آ رہے ہیں۔ ان میں کچھ سینکڑے ہمارے پاس آئے کی بھی ہیں وہ چلتے تو سانس
 بکے دھبے پہلے ہمارے آ رہے تھے ہمیں ہمارے قاسم گیت والے پہلی کی طرف
 آ رہے تھے اپنے سب کی طرف دیکھتے تھے اس نے کہا تھا دیکھ لیا کہ وہ اس پر
 ایک دم سے پہنچے وہ آ رہا ہے۔

قاسم کی آواز پہلے قند

اور پہلے میں نے لیا تو کیا اور کون گرا گیا تھا کوا سنہری الی گز سے چلی تھی
 کہ قاسم نے کبھی پہنچا دے گا وہ ایک نوجوان کے چہرے کے لئے اور اپنے عام آدمی کے
 چہرے کے لئے میں جانتی ہوں کہ آ رہا ہے۔ ہم تو پہنچا دے گا اور اس کو روکا ہے اور
 گرانے کے بعد اس سے محرم تھا وہ جاتا ہے ایک نوجوان جب جیسے سے دشمن پر
 چھانکے گا ہے تو چھانکے گئے کے ساتھ ہی دشمن کی گردن کو اپنے ہاتھ کے شکنے میں
 اس طرح بڑھتا ہے کہ وہ کوئی توڑ دیتا ہے کہ سب سے اس کے ساتھ ہی وہ سیدھے
 ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اس کی گردن پر پوری حالت سے پھر آ رہا ہے اور اسے قوا
 رہیں یہ پیش رفت ہے۔ قاسم نے بھی ایک تیرہ گرا گیا تو کی طرح اپنے ہی کیا تھا
 فرق صرف اتنا تھا کہ گاڑا سنہری کے چلنے پر چلتے چلتے کے بعد اسے ایک دم اپنے

سے الگ نہیں کیا تھا کہ اسے وہیں بٹھا دیا تھا اور اس کے ساتھ خود بھی وہیں بیٹھ گیا
 قند میں اسے دیکھ رہا تھا۔

گاڑا سنہری کی شہرگ چلی طور پر کٹ چلی تھی اور اس کے اتار لگنے پر اسے
 بچے کا سولہ ہی پیدا نہیں ہوتا تھا چنانچہ قاسم اسے جلدی سے کھینچ کر پیچھے لے گیا
 اور اسے وہیں چھوڑ کر دھنک رہا تھا میری طرف دیکھتے تھے قریب آ کر اس نے
 ہاتھ کی وہ انگلیں اور کر کے اشارہ کیا کہ کام تمام ہو گیا ہے اب ہمارا کام اس پر
 کے دروازے کے باہر کھڑے ہیں انور آ رہی کے سنہری تھے گیت ہے وہ گاڑا سنہری
 تھا وہ بھاری آ رہی آ رہی تھا یہ بچوں سنہری ہری اور ان میں سے اور آ رہی کے چلی
 تھے۔ چلنے کے مطابق میں نے قاسم کو مشاہدہ کیا اور ہم ایک دوسرے کے چہرے دیکھتے
 ہوئے تھے کی زبان کے باطن میں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 ہاتھیں گرانے کی آوازیں صاف صاف آ رہی تھیں۔ ہم نے اپنے اپنے اپنے اپنے اپنے اپنے
 کھانے کے کھانوں میں پکڑے تھے۔ حال کھانا ہاتھ کی ہاتھ میں آ رہا تھا ہاتھوں سے
 کام لیا تھا قند میں ہم قند کو دیکھ کر قند کو دیکھ کر قند کو دیکھ کر قند کو دیکھ کر
 کر ہاتھ نہیں کر سکتے تھے اس قدر کے بدلے ہمارے گرانے کے اوقات اس قدر تھے۔
 کیونکہ یہ تین سنہری تھے اور آواز ان کے دو سنہری تھے اس طرف آ رہے تھے چنانچہ
 میں نے ان کو جیت میں قاسم کے کان میں سرکاری کر کے اسے چھانک ہم گاڑا سنہری کو
 آ رہا تھا ہاتھوں سے دیکھتا تھا گرانے کے بعد ہاتھوں کے دھکے کر رہی تھیں۔

اس میں دیکھ کر ہمت نہ ہونے کی تھی۔ چنانچہ میں نے قاسم کو اشارہ کر کے
 چھانک میں ہاتھیں چھانک والے دونوں سنہری کو پکڑا ہوا تھا قاسم سانسے کھڑے
 سنہری ہاتھوں کے چھانکے تھے جن کے سنہریوں پر میں نے ہاتھ کرنا تھا وہ گڑی کے کھوکھوں پر
 آئے سانسے دیکھتے ہوئے تھے۔ قند سنہری ان کے قریب کوا قند داخل رہا وہ نہیں
 قند سنہریوں کی انگلیں میں صاف گھرا رہی تھیں۔ اس بات کا بھی وار تھا کہ کہیں
 ان کی نگاہیں نہ پہنچ سکیں تھیں اور جلدی لکھن آ رہا تھا قاسم داخل میرے پہلو

”تمہیں۔ تم عمر میں مجھ سے بڑے ہو۔ میں جوان ہو۔“

میں نے پہلے ہوا ملک

”یہ ایسا تیشون کرے گا کہ قادیان کی تھالی ہے۔“

ہلہ نام کے ہیں۔

"وہاں لکھو نمیشن کے اور بھی بچے تھے۔"

میں نے کہا:

”ہمیں جس قسم کے اسلئے کی ضرورت ہے وہ ہمیں مل گیا ہے۔ ہمارا مارکٹ لیا ہے کہ اس کو چھوٹے کے لئے اسی اسلئے کی ضرورت تھی۔“

کلیڈر وارڈن ایک قائم برآمدہ کار سے کہتے ہوئے کہے گا۔

”یہ امریکی اسطو ہے۔“

کلیئر، نیلے رنگ کے

”امریکی فی او گار جہازت / اسرائیل کے درمیان سیٹھی ہو ہے۔“

کلیڈو خانہ نے فکر مند لہجے میں کہا۔

”اب ہمیں لگنے والا ہے کہ ہم نے تو قسم کے ساتھ عہد کر لیا تھا
 ۱ معاہدہ کیا ہے۔ شراعت خیال میں ہمیں اہل تکفیر کے لئے اور ان کا ہم کو گنہگار
 کے ساتھ چمکانے کے لئے عہد کن جہان کی ضرورت ہوگی؟“

میں نے کہا۔

الکھڑا ایسی تو حقیقت یہ ہے کہ مجھے نیند آ رہی ہے۔ یہ ساری باتیں کل کریں گے بالکل تیزو دم ہو کہ۔"

"یہ تم نے میرے دل کی بات کہی ہے کرم دلو۔" قاسم نے ہنسی لیتے ہوئے کہا۔
اس کے بعد ہم سب اپنی اپنی جگہوں پر روانہ ہو گئے۔

اگلے روز بٹنے کے بعد کھانا بخانہ لے وہ کاپی لکھ کر سامنے رکھ لی جس پر میری بادشاہت کی بنیاد پر اس نے لیڈر مگن کے چارٹ کا نقشہ تیار کیا وہ اقبال میں 'کاسم اور

میں پاکستان کے ساحلی شہر اور جہاز ہیں۔"

ہر دن کے

”ہم نے بالکل درست کہا ہے۔ جیسے ہر قسم کا غلو مولے کر وہی اٹیک کرنا ہوگا۔“

”ہمیں ہمارے پاس کیا ہو گا؟“ کہلاؤ غلام نے اچھا۔

میں نے کہا

[illegible]

”کامیاب ہمارا کیا لیاں ہے؟“

۱۱۔ سحر سے پہلے اس کی آواز کی تائید کی گئی ہے۔

دارم دارا نے بائیں ٹھیکہ پائیں غائب کیا ہے۔ گھنٹہ گھر اچھیں دورہ کی لٹا میں
پاؤں پر چڑھا ہوگا۔ ایک ٹولی ٹولی کی طرف سے اور دوسری جنوب کی طرف سے
آگے بڑھے گی۔ ہم ساحل سمندر کی طرف سے آپریشن شروع کریں گے۔ اس طرف
مشین گنز کی صرف دو ہی پوشیں ہیں۔ ان کی ٹھکانہ وہی ہم کرچے چڑے۔ ہم ان سے
دور رہنے کی کوشش کریں گے۔"

پھر اس نے نکتے پر سب کو دلوں میں مٹھیں مٹھیں اور کھلے اور کھلے

بارون بھی وہیں جلتے تھے۔ ہم کافی دور تک سوچ بچار کرتے رہے۔ رات کے اندھیرے میں ہم کسی نہ کسی طرح لیڈر مین کی پیازنی پر توجہ دینے لگے تھے۔ گوب سے مشکل مرحلہ ان دنوں ہواؤں کو تین کے بجائے دو جاکر اقبالی لیڈر مین کے ساتھ ہو، اس کے فوری پڑنے سے بچنے چاہیے تھا۔ میں نے گن پوسٹ کے بجائے اندر چار فوٹی میزوں کو دیکھا تھا۔ گلابز غلام کہنے لگے۔

”میں اور بھی سپاہی ضرور ہوں گے لیکن مظلوم ہوتا ہے کہ رات کے وقت اپنی اپنی باری پر صرف چار سپاہی ہی گارڈ آئی ہے ہوسکتے ہیں۔“

الحمد لله

”سب سے ہم کیسے تھوڑا بچیں گے؟ یہ کام ہمیں ایک ہی وقت میں کرنا ہو گا۔“

ہم چار آدمی ہوں جسکے میں ایک لڑکا، ایک لڑکی اور دو لڑکے ہیں۔ ہم چاروں
 آدمی سے بگڑی ہوئی کڑی ہے جسکے ساتھ ایک لڑکا ہے جسکے ساتھ ایک لڑکی ہے
 اور دو لڑکے ہیں۔

میں نے کہا کہ یہودی ہے کہ میں یہ مسلم ہوں کہ وہاں کوئی نواز سرگم نہ ہو
 میں نے کہا کہ اور کوئی خطہ ۱۴۸۰ م نہیں ہے۔ ان دنوں ممالک میں ہم فوراً
 پڑنے پائیں گے کہ وہاں کوئی نہ پائیں گے۔
 میں نے کہا۔

[illegible]

علاج کا نام یہ ہے۔ لیکن اگر ہم ان باتوں کو سوچتے رہے تو ہم اپنا دشمن کلاہیالی سے ملنے نہ کر سکیں گے۔ ہمیں ہر حالت میں دشمن کی اس گن کو چلا کرنا ہے جس کی اور

غلوہ کھڑا ہارون اور جلدی قاسم مکان کے پہنچاؤ کے آکر چارپائی پر بیٹھ گئے۔ ہمارے
سانے لیکن لڑائی پائی تھی۔ کہیں چتر ٹکڑے ہوئے تھے کہیں جھاڑیاں تھیں۔ میں
چارپائی کی پائنتی کی طرف بیٹھا قلم ہم آہستہ آہستہ ہاتھ کر رہے تھے۔ اچانک میرے
قریب بیٹھے ہوئے قاسم نے اچھل کر ایک طرف ہوتے ہوئے کہا۔

"سپ کرم دلا"

مجھے اپنی گردن پر سپ دینگا ہوا محسوس ہوا۔ یہ میری ٹیکٹ پر سے ہو کر میری
گردن پر بیٹھا قلم میں نے گھبرا کر اس پر ہاتھ مارا اور جلدی سے اسے راج لید اس
دوران سپ نے میری گردن پر اس کا قلم میں نے سپ کو نہ چھوڑا نہ سپ کو
اسے ہونے کھڑا قلم نے دیکھ لیا قلم اس نے گھبراہٹ میں آواز میں کہا۔

"کرم دلا تمہیں سپ کے وقت لیا ہے"

میں نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے"

قاسم ہارون اور غلوہ کو مجھ سے ایک قدم پیچھے ہو کر کھڑے ہو گئے۔
تو کہ سپ ابھی تک میرے ہاتھ میں تھا اور میں نے اس کو گردن سے الگ کر دیا
قلم غلوہ پریشان ہو کر ہلا۔

"کرم دلا اور چلا دیا شاید قلم تلان کے پاس سپ کے کالے کی کوئی دوا ہو۔"

قاسم نے کہا۔

"ہمیں کرم دلا کو ہسپتال لے پانا چاہیے۔"

میں نے کہا۔

"بلیڈ ایک منٹ کے لیے غصوں ہو جائیں۔"

میں نے محسوس کیا کہ مجھ پر سپ کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا قلم حلاکت سپ
آکر آڑی کی گردن پر کالے زہر کا اثر جی جیوی سے مداح تک پہنچ کر آڑی کے
اصحاب کو ساکت کر رہا ہے اور آڑی کی خوار موت واقع ہو جاتی ہے مگر میرے ساتھ

لیا کچھ نہیں ہوا قلم سب دوستوں کو علم تھا کہ میں بھی سپ کی جان دہل
لیتا ہوں۔ میں نے کہا۔

"دوستو! مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ سپ کے زہر نے میرے خون پر کوئی اثر
نہیں ڈالا۔ میرے دود بھی بھی سپ کے روپ میں آنے کی وجہ سے ہو زہر رنج
ہو گیا ہو اس نے سپ کے زہر کو بے اثر کر دیا ہے۔"

"وہ لوگ بھی قلم سے مجھے دیکھ رہے تھے کہ کون کون میرے جسم پر زہر کی کوئی
علامت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ کھڑا غلوہ نے کہا۔

"خدا کے لیے اس سپ کو تو مار ڈالو۔"

مگر میں اس سپ کو مارنا نہیں چاہتا قلم سپ کے آنے کی وجہ سے میرے زان
میں ایک گلیب (غریب) حکیم حکم سے لے گا بھی نہیں ہے یہ حکیم غلوہ ہی رنجی اور غلوہ
سے کہا۔

"میں ابھی اس سپ کو مار رہا ہوں چاہتا۔"

میں نے سپ کو مارا کر کے دیکھا اور کہا۔

"یہ مارا مارا ہے۔ اس کا زہر بھی نہیں کھیں ہو گا۔"

کھڑا ہارون نے کہا۔

"یہ تم کیا کہ رہے ہو کرم دلا! تمہیں اس کے زہر سے کیا لگتی ہے۔ خدا کے
واسطے اس سواری کو سرجیکل ڈالو۔"

میں نے اس کو کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ بھی جیوی طرح کا انسان ہو ہو جیوی طرح کی حیثیت میں
مگر وہ ہو اور انسان سے جان دہل کر سپ بن گیا ہو۔"

کھڑا غلوہ نے کہا۔

"کرم دلا! قلم بت ہو چکا اس سے پہلے کہ یہ سپ تمہارے ہاتھ سے قلم کر
کسی اور کو ڈس دے۔ اسے مار ڈالو۔"

میں نے کہہ

"کلاؤ غلہ! تم میرے ساتھ آؤ! ہارون اور قاسم بھی تم یہ تک اندر چلے
ہو۔"

کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ لیکن میرے اصرار پر
قاسم اور ہارون مکان کے اندر چلے گئے اور کلاؤ غلہ وہیں کھڑا رہا۔ "تم کہیں جانا
چاہتے ہو؟" غلہ نے مجھ سے سوال کیا۔

میں نے سبب کی گردان کو ابھی طعن سے متعلق کیا۔ اس خیال میں کہ وہ سری
دفعہ مجھے کٹ ڈالے گا اور مجھ پر ہوا سکتا ہے وہ سری وار اپنے سے زہر کاثر ہو جانے
کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اس کا سبب ساری رات مجھے اذیت دے گا اس کے زہر کا
مجھ پر ادا ہو جائیگا۔ میں نے سبب کی گردان اس لیے متعلق دیکھی تھی کہ
میں اس کے زہر کو اس کے اندر ہی محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ مجھے اس سبب کے زہر سے
بڑا ضروری کام تھا۔
میں نے غلہ سے کہہ

"کلاؤ! میرے ساتھ کمرہ میں اس بارہا گن کے تر سبب کو بھی پکڑنا چاہتا
ہوں۔"

کلاؤ غلہ کی شکل نا رہی تھی کہ وہ کچھ نہیں سمجھ سکا کہ میں اسے کیا کہہ رہا
ہوں اور کہیں کہہ رہا ہوں مگر وہ میرے پیچھے پیچھے میں بدل میں نے آگے سبب کو اس
کی دم سے پکڑ کر اسے پیچھے نکالا۔ اب وہ میرے پیچھے ہوئے ہالہ کے ساتھ بھول رہی
تھی اور دم لوہ لاکر میری کٹائی پر ڈسنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ایک تڑپان کی
لہائی زواہ تھی وہ میرے ہی اسے لور میں اتنے دے رہا تھا مجھے معلوم تھا کہ اگر
یہ تڑپان میں پر ہے تو اس کا تر سبب بھی ضرور میں کہیں ہو گا۔ ایک جگہ بھاڑوں
کے پاس آ کر تڑپان سبب نے پھٹنا شروع کر دیا۔

میں نے غلہ سے کہہ

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔"

میں بھاڑوں میں چلا گیا ایک ایک بھاڑی میں سے پھٹار کی تولا آئی اور
ایک فیصلے رنگ کے سبب نے تولا سے لپک کر میری پٹلی پر اس وہاں میں نے
"سرے ہاتھ سے وہیں اس کی دم دھج کر اسے اٹھا لیا۔ دونوں سبب میرے ہاتھوں
میں تھے۔ دونوں میرے ہاتھوں میں تک رہے تھے اور مجھے ڈسنے کی کوشش کر رہے
تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ میری پٹلی ایک وہ سیکڑے کے لیے گرم ہو کر پھر اپنی طرف
مائلت میں آئی تھی۔ اس سبب کے زہر سے بھی مجھے کچھ نہیں کا تھا۔ کلاؤ غلہ نے
میرے "سرے ہاتھ میں بھی سبب دیکھا تو کھرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے مسکراتے
ہوئے کہہ

"میں نے بھی کچھ اس لاپتہ کمرہ پر، کوئی دم نہیں ہوا مجھے تو سبب پر چلا
ہے کہ اگر یہ سبب کے گٹنے لگوں تو اس کے ہاتھوں سے کچھ نہ بچے گا۔"

"مگر میں سببوں کو کیوں نہ ہاں سے ہاں سے"

"غلہ نے میری بات پر بھول کر کہا کہ"

"یہ میں تمہیں کہہ رہی ہوں جا کر پتلیں لکھ۔"
تم شیر خان کے مکان والے کمرے میں آگے، ہارون اور قاسم پہلے سے
بیٹھے تھے۔ میرے ہاتھوں میں وہ سبب دیکھ کر وہ بھی کھڑکھٹے میں نے قاسم
سے کہہ

"مگر اسے کی ضرورت نہیں قاسم شیر خان کے پاس جلا اور کوئی سولے پانچ کا
تھپا ہو تو ہے گا۔"

قاسم دانا کر اس سے کہہ رہی تھی چلا گیا وہاں شیر خان کھانا پکارتے ہیں لگا ہوا
تھا اس کو قاسم نے سبب دیکھا کہ گرم اور وہ سبب پکڑ لیا ہے اور پانچ لاکھ لاکھ
ہاں ہے تو وہ آگیا۔ میرے ہاتھوں میں سبب دیکھ کر وہ کہہ
"میری گرم دانا اس تولا کو میں کیوں نہ آئے ہو۔"

تکیم ہے اگر میری تکیم کھلی ہو گی تو تم سب کو اپنے آپ پڑھل جائے گا کہ میں نے یہ سناپ کیوں پکڑے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بدو نامی نے مجھے ڈس کر خود یہ تکیم ہائی ہے۔"

"تو کیا تم ان سچوں کو ساتھ لے جانا چاہتے ہو؟"

کلڈو بارون کے اس سوال پر میں نے کہا۔

"ارادہ تو یہی ہے۔ آگے غلط ملک ہے۔ میں چاہتا ہوں وہاں! کہ ان سچوں کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ پوچھا جائے۔"

میرے ان کے۔

کلڈو خاندان نے ہاتھ لہر اٹھائے۔

میں نے کہا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

میں نے شیر خان سے کہنے کا ایک لمحہ نہیں سوچا کہ میں اسے اپنے کو چھپے میں

داخل کر لوں وہی پلٹ جائے۔

دوپہر کو کلڈو خاندان کے بعد ہم سب سوئے۔ رات کو ہمیں جسے ہم کلڈو مہین

پہ چانا تھا ہم شام تک سوئے رہے۔ شام کو چلنے لگا اور اپنے اپنے کونٹیک ہسٹروں کو

چیک کر کے ان میں سے سب سے بہتر والے۔ رات کے نو بجے ہم نے کھانا کھایا۔ اس کے

بعد کافی ہوا کر لی جاگہ جسم چمک رہا تھا۔ ہمارے ان پہنچے ہم سب نے کھانا کھا

دو دوکان میں لکے۔ نے یہ وہ ایک کلڈو ہائی میں میرے ساتھ کلڈو خاندان ہو گا اور

دوسری کلڈو ہائی میں ہم سب کے ساتھ بارون آج۔ قاسم اس پارٹی میں بارون کو

گائیڈ کئے گا۔ جب رات کو پورے ہمارے گئے تو خاندان نے شیر خان کو اشارہ کیا وہ باہر

کی گھڑی دیکھ لیں کہ کلڈو خاندان کو ڈیو اور بعد وہیں آگیا اور ہوا۔

"سو کے کلڈو رات میں لکے ہے۔"

ہم نے اپنی اپنی جگہ گھڑیاں لگائیں۔ ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک چاقو

اور ایک ایک کونٹیک ہسٹرو تھا جس کی چاقو پہ سلیٹر چڑھا ہوا تھا۔ ہم سب دینٹ اور

کلڈو خاندان نے شیر خان سے کہا۔

"اگر تم میں سے کوئی ایک کا قصہ ہو تو لے آؤ۔"

وہ ہوا۔

"قصہ تو نہیں ہے، ہاپنٹی بھی وہاں چھوٹا غلط ہے۔"

میں نے کہا۔

"وہی لے آؤ۔"

شیر خان باقی بھی کا کمال لے آئے۔ ان کا سلیٹر درمیانہ حصہ میں نے قاسم

سے کہا۔

"کچھ کاؤٹنگ کھل کر میرے کچے کر دو۔"

اس نے میرا ہی ایک ہسٹرو لے کر چل کر کے وہاں سچوں کو اپنے میں داخل کر

ان کاؤٹنگ کے کر دو۔ اس کاؤٹنگ نے میرے جسم پر اس ہسٹرو کو دکھا چکی تھی وہاں

سچوں نے یہ کہہ کر چل کر چل کر چل کر چل کر چل کر چل کر چل کر چل کر چل کر چل کر چل کر

چلی۔ میرا سناپ کے دائیں کاؤٹنگ تھا جس کا توڑا سا ٹون لٹل کر ہم کیا تھا۔

شیر خان نے کلڈو خاندان کے ساتھ ساتھ

"میرا ہی کرم اور کیا تم میرے بھی ہو؟"

میں نے اس کا کہا۔

"میں میرا ہی نہیں سناپ بھی ہوں۔"

اس کاؤٹنگ خاندان کو میرے دوسرے ساتھی چنے تھے۔ وہ میرے سناپ میں چلے

کے راز کو چلے تھے۔ شیر خان کو معلوم نہیں تھا کہ وہ چلا گیا تھا خاندان نے مجھ سے

پوچھا۔

"سب ہاتھ لے لے یہ سناپ کیوں پکڑے ہیں؟"

میں نے کہا۔

"ہاں یہ ہے کہ میں راز بھی کسی کو بھی نہیں بتاتا چاہتا۔ میرے ذہن میں ایک

کلہو ہاتھ ہم نے اپنے اپنے ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے۔ ہماری آنکھیں ہلک
پینے کی آنکھوں کی طرح اندھیرے میں ہماروں طرف کا چاہنے لے رہی تھیں۔ پہاڑی
کس پرست واسے ملک کی دھجی روشنی قریب ہوتی جا رہی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ
ہم پہاڑی کی اسیلن پر ایک پٹھانی آئی ہے ہمیں گزشتہ رات چھپ چٹوں کے
سفری ہم نے ایک دو سو سے بائیس گزشتہ گزشتہ دیکھے تھے۔ ہم نے کلہو ہاتھ
کے کھسے کی کہتے سے دیکھا۔ وہ رنگ کھد میں سے لڑکی کی طرف اشارہ کر کے اٹھیں
اور انہیں بائیس پھیلانے اس مطلب تھا کہ آگے خلی ہے میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ
کسی طرف سے گشتہ گشتہ سفری تو نہیں آ رہا ہے۔ آج سب یہی قہقہہ ہو گیا کہ ابھر کوئی
رات گشتہ گشتہ ہل پڑی تھی۔ یہ تو میں نے دیکھا شروع کر دیا۔ کلہو ہاتھ نے
میں لیا یہی کہ سب ہم پہاڑی کی دھجی پکڑا دی ہے پچھتے تو اچھا۔ ایک طرف سے
بائیں کسے اور بکے قہقہہ کی آواز سنائی دے۔

تو آواز سب قریب سے آئی تھی۔ میں نے کلہو ہاتھ کے کھسے پر ہانا ہاتھ مارا
اور کہہ کر پٹھانی پار کر کے وہ سری طرف ایک ہجر کے چپے پہنچے۔ آج اگر وہاں
کلہو ہاتھ نے بھی پٹھانی کیسے ہی ایک ہجر پہنچا۔ میں نے ہاتھ اڑ پٹھانی پر سے
گھڑے سے اٹھ کر پہاڑی طرف دیکھا تو ہم گھر آگے تھے۔ صرف رات کا اندھیرا ہی
وہی کسی نہ تھا۔ ہاتھ کا ہاتھ ہم لڑکی مٹا رہی تھی۔ سب بکے تھے۔ اسی دیر میں
"کشتی سفری" چھپ چٹوں پر سے پہاڑی سے پہلو سے گزرا۔ وہ پٹھانی پر آچکے
تھے۔ ہم مرد سبوں کی طرح اندھیرے میں ہٹنے کے ہی پسند تھے اور آنکھیں
پھاڑنے دشمن کو قریب آنا دیکھ رہے تھے۔ ہماری نگاہیں ہمارے پہاڑیوں پر ہی ہوتی
تھیں۔ ہاتھ پر ہماری گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔ اب ہاتھ بھی ہر سکا تھا۔ ملک کی بھی جی
کینت تھی۔ میں نے اٹھنے کے اشارے سے ایک شکل دیا۔ وہ لوہے پڑے پڑے
لوہک کا قدم پرے ہو گیا۔ وہ گھبراہٹ میں نے اسے کیا شکل دیا ہے اور اسے
کیا کرنا ہے۔ یہ تو مجھے یقین تھا کہ ہم چاق نہیں تھے۔ ہمارے پہاڑیوں کی ہمارے قریب

"میں اور ہماروں کو کون مٹیں گے۔ سہیلیاں سے بہت چوکس رہ کر گزرا۔ ہاتھ
میں سے ہم دیکھ کر آگے بڑھ گئے۔"

پھر میں نے لڑ پٹھانی کی چوٹی کی طرف اشارہ کیا۔ لڑ ایک جگہ بکلی بھی روشنی
پھر نکل رہی تھی۔ میں نے کلہو ہاتھ کو روشنی کا وہ ہاتھ دکھایا اور سرگوشی میں کہہ
"یہ لڑی لڑو قریب کے گھر کی روشنی ہے۔ کام لڑ ہماروں اس ملک کی وہ سری
جانب سے لڑا۔ ہاتھ میں لڑ تو اس طرف سے جائیں گے۔ ہاتھ کے ملک پر پہنچ
کر ہم لوگ صرف میں اپنے چہرہ دیکھ گئے۔ اس کے بعد سب میں اشارہ گواں گواں
تم کلم کے ہاتھ کو پار گئے۔ مجھے اشارے کے لئے تم وہم ہوتے وہی بیٹھے رہو
گئے ہوتے۔"

کلہو ہاتھ نے سرگوشی میں اشارہ

میں نے

"کھسے" ہمیں حکم سے ہماری کلہو ہاتھ کی لڑکی میں ہٹ گئی۔ ہاتھ کام کلہو
ہاتھ کو اسے کہہ دے۔ سری طرف اندھیرے میں چھپ کر گھبراہٹ میں لڑ کلہو ہاتھ پہاڑی کی
اپنی طرف دھکیلا۔ اسیلن پر بہت آہستہ لڑ چھپ گئے۔ اس جانب کشتی سفریوں کے
پٹھانی "کشتی" میں کھسے کو ہم نے اس کے چپے لیا تھا۔ ہمیں نے
صرف وہ مٹیں گے۔ سہیلیاں ہی مٹ گئے تھے۔ آہستہ آہستہ پہاڑی کی چھاتی سیدھی
ہوتی گئی۔ پھر وہ لڑ لڑ کہہ کر چھاتی چھاتی مشکل ہو گیا۔ ہم چھپنے کے مل دیکھنے
گئے۔ سب سے زیادہ احتیاط ہمیں یہ کرنی پڑی تھی کہ ہاتھ کے چھپنے سے وہ لڑ
گھ کر کوئی چھپنے نہ لڑکھ جائے۔ ہم بہت آہستہ آہستہ دیکھ رہے تھے۔ میں
کلہو ہاتھ کا کھینچ بھی تھا۔ میں نے اسی راستے سے لے جا رہا تھا جس راستے سے میں
لڑ کام ایک رات پہلے دیکھ کر پچھتے تھے۔ ہم لڑی لڑ آگے تھے۔ سہیلیاں کی طرف
سے لڑوں کے چھپوں لڑ پٹھانیوں سے گھرانے کی توڑ پٹائی ہم سنائی دے رہی تھی۔

پوست پر سے روشنی رولا کر ہوا اور ساتھ ہی عیش گن کی بڑھڑاہیں پانے لگیں تو
قام اور ہارون کو میں نے پہاڑی کی دھواں پر سمندر کی طرف دوڑتے دیکھا تھا۔
”پھر کیا ہوا؟“

پھر تو کچھ ہوا تھا وہ میں نے غم زدہ توالہ کے ساتھ کھنڈو خلد کو بیان کر دیا۔
کھنڈو خلد کا سر جھک گیا۔ وہ کچھ دیر ہالٹ سا کرتا ہوا کر بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ اٹھا
کر کہنا۔

”شیدوں کے رجحانات کی تبدیلی کے لیے قاتر شریف راضی۔“
اس نے دھاتے کا تھوڑا کچھ کر ہوا اور اسے چھوڑ دیا۔ شہر خلا صحرے میں وقت چلتے
کی سی لگتی ہے اور داخل ہونے میں آسانی ہے۔ پھر اس نے پتھر سے دیکھا تو چمکنا۔
”شیر قہ ہے۔ کیا ہوا ہے؟“

ہم نے اسے بھی بتا دیا کہ ہارون اور قاتر قاتر میں شہید ہو گئے ہیں۔ اس
نے چاہنے کی بنا پر اب اسے بتائی کہ وہ کیا اور وہاں کیا کر رہا ہے۔
”اور طرحی قسمت تھی۔ شہادت کا رتبہ بھی غوثی شہید کو ہی ملتا ہے۔ میری

طرف سے بھی دھاتے کا تھوڑا کچھ چلتا ہے۔“
ہم نے ایک بار پھر کھنڈو خلد اور قاتر قاتر کی طرف اشارہ کر دیا۔
غصہ منی سے چاہتے بیٹے گئے۔ راستہ چلتے گئے اور کچھ دیر سولے میں گزر گئے۔

شیر خان کو اس وقت بتا کر کے اپنی دکان پر چلا گیا۔ میں اور کھنڈو خلد جھک میں پہنچی
ہے ڈھنگ سے اور وہاں کا پروگرام بتانے لگے۔ اب ہمارا دار کا میں کوئی کام نہیں تھا۔ ہم
نے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا۔ اب ہمیں بس یہی چاہیے تھا کہ شیر خان کو دکان پر گئے
نواہ دے میں ہوئی تھی کہ وہیں آگیا۔ وہ گھبرا ہوا تھا۔ تڑپتی ہوئی۔

”میں نے سارے شہر کا گھبراہٹ کر لیا ہے۔ جب کہ فوجی ڈک آکر کھڑے ہو گئے
ہیں۔ مگر کچھ خوشیوں شروع ہو گئی ہیں۔ کسی کو شہر سے باہر نکلے اور شہر میں داخل ہونے
کی اجازت نہیں ہے۔“

”جہاں وہ کب تک رہتا ہے؟“

اس نے کھنڈو خلد کی طرف سے کہنے کے اور اسے میں سے ہوا آگیا۔
”قہ کا شہر ہے تم آگئے۔ گن پست کے دھواں کے ساتھ شہر کو بلا کر دیکھ
دیکھتے۔ کام اور ہارون کہیں ہیں؟“

”کیا وہ ابھی تک نہیں پہنچے؟“ وہ میرے پاس سے گلی کے کنارے۔
”میں نے سمجھا تھا کہ اس نے اسے کہا ہے۔ ابھی ابھی ان دونوں کی شہادت کی
خبر نہیں مل سکی تھی۔ کھنڈو خلد نے شہر میں سے کہنا۔
”شیر خان جلد ہی سے چاہتے تھے کہ۔“

پھر وہ میرے پاس سے گلی پر چلا گیا۔ اور ایک بار جوش لیتے میں بولا۔
”یہ تبدیلی تو میں ہمارے گھر کے اور پاس کے سارے مسلمانوں کی جگہ سارے
علم اسلام کی کھنڈی سے ہو چکی ہے۔ ابھی ابھی میں نے سارے علم اسلام کے لیے
اسلام کا کھنڈ ہے اور ہمارے کی برائی حکومت نے یہ کیا۔ گن پاکستان کو چھ کر کے کے
چاک اور اسے سے قصیدہ کی دھاتی تھی۔ میں نے اسے علم پر لے لیا۔ ادا دیتے ہیں۔ تم نے
شہر دیکھا ہے کہ پہاڑی ساری کی ساری تھی اور دھاتے کا تھوڑا کچھ دے پہلے
تک ساری دھاتے رہے تھے۔ میں جب تم سے آگے ہو کر دھاتے کا تھوڑا کچھ دے پہلے
تکس تم یہ سب سب کچھ دھاتے میں دے کر دے کر دے کر دے کر دے کر دے کر دے کر دے کر دے
سیکونی پیدا ہو چکی تھی اور اس وقت کا امن تھا کہ سیکونی دھاتے دھاتے لگتے
ہوئے ہوں کہ دھاتے نہ کر دیں۔ لیکن جب غوثان دھاتے کے ساتھ زمین میں
بھونچا گیا تو میں وہیں جھک گیا اور پہاڑی کے اوپر سے جھک کر کسی ایسے شہر سے نکلے دیکھ
کر دھاتے کا شہر دھاتے لگے یہ دھاتے ہارون اور قاتر قاتر سے کہیں جدا ہوئے تھے؟“

میں نے کہنا۔

”میں وقت کام کا پاس چلا اور وہ لڑکھا کر بچے کر اور اس کے ساتھ ہی کسی

یہ نہ دیکھتا کہ یہی تو پیش رو تھی۔ کیونکہ ہم دھڑا کے دھڑنے والے نہیں تھے۔ کھڑو غلہ بھول کا قہارور ہی محمد احمد پور کا تھا جس کا بھتی قہارور میرا اور بھولے کا بھرتی تھا۔ ہم سے پوچھو کہ وہ کتنی تھی۔ کھڑو غلہ کئے گا۔

"یہ تو قدرتی بات تھی۔ لیا تو ہوتا ہی تھا۔ بھارتی آدمی کے سمت جسے دفاعی پوسٹ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔"

شر خان نکلا۔

شہر میں جگہ جگہ بھارتی فوج پر تنقید ہو رہی ہے کہ وہ دارا کا لاہور کرنے کے قابل نہیں ہے۔ شہر کی کھڑو کئے بھول آدمی کی دشمنی کے پہلے ازار ہے۔ وہ لوگوں میں کھربا ہے۔ وہی ہے۔ وقت کو برباد کر دیا۔ لوگ کہوں سے باہر نکل آئے تھے۔ ہر کوئی یہی کہہ رہا تھا کہ پاکستان نے مل کر دیا ہے۔

میں نے شر خان سے کہا۔

"بھائی تم نہیں جانتے کہ کوئی ایسا فوجی دستہ ہے جس سے ہم شہر سے نکل سکیں۔"

شر خان کہنے لگا۔

"جسٹس۔ اسے قہار سے ملانے ہیں۔ کوئی ایسا فوجی دستہ نہیں ہے۔"

کھڑو غلہ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ اسی جگہ پیچھے رہنا چاہیے۔"

جب دارا محلات داخل ہو جائیں تو ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔"

شر خان کہنے لگا۔

"غلہ بھائی میں شہر کی سڑکوں پر جس طرح فوج کو گھس کر کے دیکھ کر آیا ہوں

مجھے نہیں لگتا کہ محلات اتنی جلدی داخل ہوں گے۔ شہر میں تو کیا لگتا ہے جسے

دارا مل لگا۔ کیا ہے اور فوج کا پورا اوچن داخل ہو گیا ہے۔ ہر جگہ میں فوج نے

مورچہ بنا کر پوزیشنیں سنبھال لی ہیں۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شر خان! تم نہیں جانتے کہ ہم اس قسم کی کوئی واردات ہوتی ہے تو فوج ایسا ہی کرتی ہے۔ یہ ان کی سیکورٹی کا خفیہ ہے۔"

پھر میں نے کھڑو غلہ سے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں آج ہی رات کے اندر جسے میں یہاں سے فرار ہوں گی کہ شہر کو چھوڑ دیا جائے۔ ہم لاہور اور لاکی جاتے ہیں۔ رات بھر کی طرف جائیں گے۔"

وہ کہہ۔

"ان لوگوں میں تو فوجی نظر رکھنا ہوتا ہے۔ وہ تو سارا فوجی حلقہ ہے۔ میں

میرا ہی جنگ میں پاکستان سے فوجیت کھینچنے کے بعد انہیں آری نے اسے چھوڑ دیا

ہوا ہے۔"

شر خان نے کہا۔

"میرا مشورہ ہے کہ اگلے لوگوں کو اس طرح کو جلدی نہ کرے کہ ہم یہاں کی کھڑو کی کھینچ لیں۔ یہاں جگہ زیادہ غلہ ہوتا ہے۔"

کھڑو غلہ کہنے لگا۔

"تمہارا مشورہ بھی درست ہے۔ لیکن اس پر عمل کرنے کے لیے بھی ہمیں وقت

کا اندازہ ہونا چاہیے۔"

آخر میں فیصلہ ہوا کہ شہر ہی رات کا اندازہ ہو گا۔ شر خان نے دھن سے اٹھ کر

ہل چم کی کھڑو والی پہاڑی کہیں کچھ میں چلے جائیں گے۔ غلہ نے اس غلیہ جگہ کے

بارے میں دیکھا کہ وہ دھارے چھوڑنے لگے۔ ہل چم کے لیے نکلی ہوئی ہے۔

اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ غلیہ جگہ بہت محفوظ ہے۔ چاروں طرف دیواروں کیلے ہیں

اور اوپر کوئی تہذیب بھی نہیں ملے گا۔

"لیکن ہم وہاں تک پہنچے دیں گے۔ یہ غلہ کہ وہاں سے بھولے جانے لایا

سلسلہ ہو گئے گا۔"

ہم اندھیرے میں جہول کے پیچے چھپ کر بیٹھے تھے۔ جلیساں والے ہاتھوں
 ہاتھ ہاتھوں میں تھے۔ کھن ہاہو کی آوازوں پر گئے ہوئے تھے۔ آنکھیں اندھیرے میں
 غار کے دیانے کی طرف دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ہم اندھ بھی خطوط نہیں تھے
 اور باہر بھی نہیں نکلی سکتے تھے۔ نہ جانے اسی طرح کتنا وقت گزر گیا۔ نیلے کے اوپر
 فوجی سپاہیوں کے چلنے بھرنے کی آوازیں اب نہیں آ رہی تھیں۔ باہر کی آوازیں اب بھی
 کچھ روک گئی تھیں۔ میں نے غار سے نکلتے
 "میرا خیال ہے فوجی ہوائی پلے گئے ہیں۔"
 "جہاں کر دیکھتے ہیں۔"

ہم غار کے سرنگوں میں آ گئے۔ ہر گزروں میں دھج دھج اچھیں تھیں۔ ان پر دوسری
 چھتیاں سے روشنی پڑ رہی تھی۔ ہم نے اس لیے اچھیاں سے سرنگوں کو دور سا ہٹا کر دیکھا
 کہ ہم سے کوئی سہیلی نہ ہو۔ سگڑ کے واسطے یہ سہیلی کوئی تھا۔ وہ اسی طرح کھڑا تھا اور
 اس کے پیچھے وہ اور فوجی گاڑیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ فوجی گاڑیوں کے اوپر بارشیں پڑ رہی تھیں
 انہیں روشنی کر دیا گیا تھا۔ اس روشنی میں ہمیں پتہ چل گیا کہ فوجی سپاہیوں اور ہمارے
 بھرتے دکھائی دیے۔ ہم دھج سے اچھے اور سہیلیوں کے ساتھ تھے۔ ان کے ہاتھوں کی
 لوٹ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔
 غار بڑا۔

"کتنے فوجیوں نے تو یہاں بیٹھ کر اٹھ لی ہے۔"

میں نے کہا۔

"جب تک وہ امن سارے علاقے کا سہوتا نہیں کر لیتے وہاں نہیں جائیں
 گے۔"

جگہ سے کہا۔

"یہ پہاڑی نیلے تو کھنی اور تک چیلے ہوئے ہیں۔"

"فوج کے آگے دوری بڑھ گئی کچھ نہیں آتی۔ ہمیں لا محلہ اسی جگہ بیٹھ رہنا

ہی اور غار کے آگے سرنگوں میں چھپ کر رگ کی روشنیوں کو دیکھنے لگے۔ اسے
 میں ایک کے بعد ایک روشنی کے رانڈاؤ ہو سکے۔ روشنی کے یہ گولے ہر طرفوں
 والے تھے جو لوہ پکار روشنی ہو جاتے تھے اور پھر تہمت آہستہ چلے آتے ہیں۔ سارے
 علاقے میں جیسے وہ چاند گیا۔ ہر طرف نیلیں میں روشنی ہو گئی۔ اس روشنی میں ہمیں
 غار والے نیلیں کے سامنے کئی فوجی گاڑیاں نظر آئیں جن میں سے آری کے ہون
 اور رہے تھے۔ ہر رگ ہماری طرف آ رہا تھا۔ وہاں سے نیلے کے قہبے آ کر روک گیا۔
 میں نے غار کا وارڈ کھینچ کر رکھا۔

"خود آجی۔"

اور ہم دوڑ کر غار میں واپس آ گئے۔ اور اندھیرے میں ہی پہلی جگہ پر آ گئے۔
 اور سہیلیوں کو نشان نشان کر کے فوجی غار پر ہر جہول کے اندھیرے سے تھے جن
 کے پیچھے چھپ گئے۔ جگہ سے اچھے
 "آگ فوجی اندھ آ گئے تو ان کے پاس لڑائیوں میں وہ ہمیں مدد کر لیں
 گے۔"
 "True and Extraordinary"

میں نے کہا۔

"ہم ہمارے ہی نہیں ہاں سکتے کھڑا۔ اس غار میں بیٹھنے کی جگہ ایک جگہ ہے۔ اب
 سب دیکھتے ہیں یہ جگہ دور دورہ ہو گا دیکھا جاتے گے۔"

باہر سے فوجی گاڑیوں کے دیکھ کر فوجی سپاہیوں کے پھلنے کی آوازیں مسلسل آ
 رہی تھیں۔ پھر ایسے لگا جیسے فوجی نیلیں پر چل پھر رہے ہیں۔ وہ دھماکا کرنے والے
 پہاڑیوں کو ان نیلیں میں حائل کرنے آئے تھے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ شیر خان
 سہیل نہیں کر رہا تھا۔ انہیں آری دار کا شہر اور اس کے آس پاس کے سارے علاقے
 کی چھان بین کر رہی تھی۔ اتنی ہی دور جتنی یزید گن کی چابی کوئی معمولی لٹکائی نہیں
 تھا۔ یہ آری پانی کھڑا اور انہیں مجھے کے منہ پر ایک زبردست طراپہ تھا۔ چنانچہ
 یہی فوجیوں کے ہونٹ اور کامی طراپہ حائل لے رہے تھے۔

ہاتھ تھکی کر ابھی تک انہیں اس عار کا پتہ نہیں چل سکا تھا۔ میں نے غلط سے کہا۔
 "اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ گورکھا اور ہاتھ قوتی بے نیکی ہیں۔ ان پہاڑی
 علاقوں کے خبیث و فزاعی سے ملنا تھا۔"

جب ہماری کمزریوں پر شہم کے ساتھی نے غصے تو ہماری تشویش میں اضافہ ہوئے
 لگے کہ کچھ شیرخان کے لئے لاؤت ہو گیا تھا۔ ایک خیل یہ بھی تھا کہ شاید اس طرف
 روشنی میں فتنی ڈکرا اور فتنی پوتی کی تس و حرکت کو دیکھ کر وہ وہیں چلا جاسکتے
 تھے۔ انہیں کہا جاسکتا تھا کہ ان کے کیا ہوتے اور جیسے ہم نے رات کو اپنا ہوا کہا تھا کہ
 اور تم کو اپنی پانی کر گزرا کر لیا تھا۔ ہم نے جھٹل کے اخیر کے جگہ چھپ کر لی سارا
 دن لال روٹھ رہا تھا۔ جب رات کے وہی بج گئے تو ہم نے اپنے اپنے گھر میں کسی کے
 قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور میرا تھا کہ کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ہم نے اپنے اپنے پاس
 سیدھے گھر کے اندر داخل ہوئے۔ یہی ہوا کہ کچھ اور ہماری فتنی ہوں گے تو آخری فتنی
 تک مقابلہ کریں گے۔ ہمارے اہلکار آ کر کہہ دیے کہ وہیں ہوتے تو ضرور ہمارے
 دھوکہ کستے۔ اس میں کسی نے اس سے میرا نام لے کر توڑ دی۔

"آواز شیرخان کی تھی۔ لکھنؤ غلط نے ابھی آواز میں کہنے
 "شیرخان ہو۔"

"ہاں۔ تم لوگ کدھر ہو۔"

"ہمارے ساتھ پائل سیدھے میں آجئے۔"

شیرخان غل غل کر ہمارے پاس آئیں۔ اس کا لباس پہلا ہوا تھا۔ کہنے لگے
 "خدا کا شر ہے تم مل گئے ہیں تو سمجھ رہا تھا کہ تم کو فوج نے گرفتار کر لیا
 ہوگا۔ باہر تو ہر طرف فوجی فوج ہے۔"

میں نے کہا۔

"یہ تھوڑے عرصے سے بیٹھے کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔"

شیرخان بولا۔

اس طرح ہماری رات گزر گئی۔ رات کے چار بج گئے۔ اس دوران بھی تھوڑی
 دیر کے لیے میں آگے چھٹک لیا اور بھی لکھنؤ غلط آگے چھٹک لیتا تھا۔ جب وہاں کے
 چار بج گئے تو غلط نے کہا۔
 "ہمارے کوئی اتوار نہیں آ رہی۔ میرا خیال ہے فتنی پوتے کے لیے۔ آج کل کر
 دیکھتے ہیں۔"

ہمارے لیے میرا حاضر رات والی تاریکی میں بھی ہمارے دھوکے کی جانب سے
 ان کی استیغنا کی پہلی پہلی روشنی اندر آ رہی تھی۔ ہم نے سرنگوں کو ہٹا کر
 دیکھا کہ ان کی آواز ہمارے علاقے میں فتنی گاڑیاں اسی طرح کھڑی تھیں۔ ایک
 طرف وہ چار فتنی کیمپ آگے آئے تھے اور دوسری آگے آئے تھے۔ میں نے اس سے
 سے کہا۔

"میں فوج سے کیمپ لگا رہا ہے۔ فتنی پوتے ہاتھ چار رہ رہا ہے۔"

رات والی فتنی آگے آئے۔ ہمارے ساتھ فتنی پوتے اور کچھ اور بھی ہمارے ساتھ
 اندر آ گئے۔ غلط نے کہا۔

"میں نے لکھنؤ فتنی والی بات کہی تھی۔ یہ سارا علاقہ فوج کی ناک میں ہے۔ ہم
 فوجی پکڑے جاسکتے۔"

اس میں غلط کے اور ایک بار فتنیوں کے پتے پھرنے کی تواریں سنائی دیتے
 تھے۔ غلط ہماری بہت سی طرف دیکھنے لگے۔

"میں سوچتا ہوں شیرخان رات کو آنے والا ہے۔ ہمیں وہ پکڑا جاسکتا۔"

غلط کی یہ تشویش حق بجانب تھی۔ کیونکہ اگر فوج نے واقعی اس ہمارے علاقے
 کو کیمپ میں لے لیا تھا تو ہمارے دوسرے کوئی بھی سولین گزرتا ہوا پکڑا جاسکتا تھا۔ یہ
 میں اور غلط ہی جانتے ہیں کہ ہم نے سارا دن اس عار میں کیسے گزارا۔ ہر دو طرف
 لگا تھا کہ ابھی کوئی فتنی دستہ اندر آ کر ہمیں پکڑ لے گا۔ یہی اپنی کی اور خوش قسمتی کی

کے مکان کی طرف دوڑتے چلے آ رہے تھے۔

اس کے بعد کیا ہوا اس کے سنسنی خیز واقعات آپ ”بت شکن مجاہد“

کے حصہ چہارم

میں پڑھیے



Famous Urdu Novel's

Free pdf Library

